فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ

قرآن سے ایک انٹرویو

محمد رفیق چودھری
ایم۔اے (عربی و اسلامیات)

مکتبہ قرآنیات ◎ لاہور

تالیف : ——— محمد رفیق چودھری

طابع و ناشر: ——— مکتبۂ قرآنیات ، لاہور

مطبع : ——— منظور پرنٹنگ پریس لاہور

ھدیہ: ——— ۱۰ روپے پچاس پیسے

اشاعتِ اول ——— جون ۱۹۷۹ء ———

اشاعتِ دوم ——— جون ۱۹۸۱ء ——— ۱۱۰۰

ملنے کے پتے: ۱۔کتب خانہ شانِ اسلام، راحت مارکیٹ، اُردو بازار،

۲۔مکتبۂ تعمیرِ انسانیت، اُردو بازار لاہور۔

پیش لفظ

آج سے تقریباً دو ہزار سال پیشتر مشرقِ وسطےٰ میں حضور یسوع مسیح جنہیں اہلِ اسلام حضرت عیسیٰ کہتے ہیں مبعوث ہوئے۔ اس وقت وہاں پر رومی حکومت کا قبضہ تھا۔ مقامی بادشاہ اور گورنر اُس کے ماتحت ہی حکومت کرتے تھے۔ حضور یسوع مسیح کی تعلیمات اور آپ کی نوعِ انسانی کے لئے محبّت سے دنیا کی تمام اقوام آگاہ ہیں۔ بے شک اس امر میں اختلاف رائے تو پایا جاتا ہے کہ حضور مسیح کون تھے، لیکن غیر متعصب اشخاص کی اکثریت اِس بات پر متفق ہے کہ اگر آپکی تعلیمات اور آپ کے نمونہ پر عمل کیا جائے، تو محبّت اور رحمدلی کو فروغ ہوگا، اور نفرت، ظلم اور غربا کے استحصال میں خاطر خواہ کمی واقع ہوگی۔

کتاب ہٰذا میں مُصنّف نے حسبِ ذیل اُمور کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے:۔

ا۔ اِنجیلِ جلیل کے واقعات کا ترتیب وار بیان۔ قاری کے سامنے حضور یسوعؑ مسیح کی تعلیمات اور خدمات کا ایک مسلسل و واضح بیان پیش کرنا۔

ب۔ اِس بات کی صراحت کرنا کہ بیماروں کی شفا اور غریبوں کے لیے دردمندی سے حضور یسوعؑ کس طرح نوعِ انسانی کے لئے خدا تعالےٰ کی محبّت کا مظہر ہیں۔

ج۔ حضور یسوعؑ مسیح کے زمانہ کے مذہبی، سماجی اور تاریخی پس منظر کو

مختصر بیان کرنا۔

د - ان قارئین کے لئے اصطلاحات اور حوالجات کا مفصّل بیان کرنا جو انجیل شریف کے قدیم نسخہ جات کی اصل یعنی یونانی زبان سے نا آشنا ہیں۔

ہ - موجودہ حالات پر حضور یسوع مسیح کے نمونہ اور تعلیمات کا اطلاق۔

کتاب ہٰذا میں حضور یسوع مسیح کی شخصیت کے گہرے بھید کا درجہ بدرجہ انکشاف کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ پوری کتاب کا مطالعہ کرکے ہی وہ کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کریں۔

بائبل مُقدّس کی آیات کو حاشیہ چھوڑ کر لکھا گیا ہے تاکہ الہامی عبارت مُصنّف کی تفسیر سے علیحدہ نظر آئے۔ تاحدِ امکان زبان سلیس استعمال کی گئی ہے۔ بعض مشکل الفاظ و اصطلاحات کی مختصر طور پر ضمیمہ میں وضاحت کی گئی ہے۔ جو حضرات مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں، بہتر ہوگا کہ انجیلِ مُقدّس کی تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

کتاب ہٰذا اُن قارئین کے لئے تصنیف ہوئی ہے جو حضور یسوع مسیح کے صحیح تاریخی حالات اور اقوال و افعال کو سنجیدگی سے معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اِس کتاب میں جن حقائق کا ذکر کیا گیا ہے، مصنّف اُن پر پختہ یقین رکھتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی مدد سے اُس طریق کی پیروی کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے جس کی حضور یسوع مسیح نے اپنے ابتدائی شاگردوں کو تعلیم دی۔

میری دُعا ہے کہ حضور یسوع مسیح کی سیرت پاک کے مطالعہ سے قارئین کرام کو بکثرت روحانی برکات حاصل ہوں۔

ایک شاگرد

فہرستِ مضامین

ΕΥΑΓΓΕΛΙΟΝ
ΚΑΤΑ
ΙΩΑΝΝΗΝ

یُوحنّا کی اِنجیل کے آخری صفحے کا عکس

اِس قدیم مسودہ کا نام "نسخۂ سینائی" ہے۔ اور یہ چوتھی صدی سے تعلق رکھتا ہے۔

(باجازت۔ برٹش میوزیم، لندن)

ΚΑΤΑ ΙΩΑΝΝΗΝ

1 Ἐν ἀρχῇ ἦν ὁ λόγος, καὶ ὁ λόγος ἦν πρὸς τὸν θεόν, καὶ θεὸς ἦν ὁ λόγος. 2 οὗτος ἦν ἐν ἀρχῇ πρὸς τὸν θεόν. 3 πάντα δι' αὐτοῦ ἐγένετο, καὶ χωρὶς αὐτοῦ ἐγένετο οὐδὲ ἕν. ὃ γέγονεν 4 ἐν αὐτῷ ζωὴ ἦν, καὶ ἡ ζωὴ ἦν τὸ φῶς τῶν ἀνθρώπων· 5 καὶ τὸ φῶς ἐν τῇ σκοτίᾳ φαίνει, καὶ ἡ σκοτία αὐτὸ οὐ κατέλαβεν.

6 Ἐγένετο ἄνθρωπος ἀπεσταλμένος παρὰ θεοῦ, ὄνομα αὐτῷ Ἰωάννης· 7 οὗτος ἦλθεν εἰς μαρτυρίαν, ἵνα μαρτυρήσῃ περὶ τοῦ φωτός, ἵνα πάντες πιστεύσωσιν δι' αὐτοῦ. 8 οὐκ ἦν ἐκεῖνος τὸ φῶς, ἀλλ' ἵνα μαρτυρήσῃ περὶ τοῦ φωτός. 9 Ἦν τὸ φῶς τὸ ἀληθινόν, ὃ φωτίζει πάντα ἄνθρωπον, ἐρχόμενον εἰς τὸν κόσμον. 10 ἐν τῷ κόσμῳ ἦν, καὶ ὁ κόσμος δι' αὐτοῦ ἐγένετο, καὶ ὁ κόσμος αὐτὸν οὐκ ἔγνω. 11 εἰς τὰ ἴδια ἦλθεν, καὶ οἱ ἴδιοι αὐτὸν οὐ παρέλαβον. 12 ὅσοι δὲ ἔλαβον αὐτόν, ἔδωκεν αὐτοῖς ἐξουσίαν τέκνα θεοῦ γενέσθαι, τοῖς πιστεύουσιν εἰς τὸ ὄνομα αὐτοῦ, 13 οἳ οὐκ ἐξ αἱμάτων οὐδὲ ἐκ θελήματος σαρκὸς οὐδὲ ἐκ θελήματος ἀνδρὸς ἀλλ' ἐκ θεοῦ ἐγεννήθησαν.

14 Καὶ ὁ λόγος σὰρξ ἐγένετο καὶ ἐσκήνωσεν ἐν ἡμῖν, καὶ ἐθεασάμεθα τὴν δόξαν αὐτοῦ, δόξαν ὡς μονογενοῦς παρὰ πατρός, πλήρης χάριτος καὶ ἀληθείας. [a] 15 Ἰωάννης μαρτυρεῖ περὶ αὐτοῦ καὶ κέκραγεν λέγων, Οὗτος ἦν ὃν εἶπον, Ὁ ὀπίσω μου ἐρχόμενος ἔμπροσθέν μου γέγονεν, ὅτι πρῶτός μου ἦν. 16 ὅτι ἐκ τοῦ πληρώματος

یونانی میں

یوحنّا کی انجیل کا پہلا باب

(باجازت۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائیٹیز)

بتولہ مریم کو حضور یسوع مسیح کی ولادت کی بشارت

ملک فلسطین کے گلیل کے علاقہ میں ناصرت ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جو اسدرلون کے میدانی سرے کی پہاڑیوں میں گھرا ہوا ہے۔ اُن پہاڑیوں سے اِردگرد کے تمام علاقہ کا مشاہدہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ اگر مطلع صاف ہو تو اُس زرخیز میدان کے پرے شمال میں کوہِ حرمون کی برف پوش چوٹیاں بھی صاف دکھائی دیتی ہیں۔ مغرب میں کوہِ کرمل کے پار بحیرہ روم کی بندرگاہیں ہیں جن میں ہر وقت جہازوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اُس زمانے میں دمشق کے مشہور شہر کی طرف جاتے ہوئے تجارتی سامان سے لدے پھندے اونٹوں کے قافلے بھی دیکھے جا سکتے تھے۔ اُن تین شاہراہوں میں سے جو سمندر کے کنارے عکو سے دمشق کو جاتی تھیں، ایک ناصرت کے جنوب سے چھ۶ میل کے فاصلہ پر گزرتی تھی۔

اِس غیر معروف قصبہ ناصرت میں خدا ترس مقدسہ مریم رہائش پذیر تھیں۔ جنہیں مسیحِ موعود کی باکرہ ماں بننے کا شرف حاصل ہونے والا تھا۔

مسیح موعود کی آمد کے سالہا سال اِنتظار اور اُمید کے باعث، بنی یہوداہ کی اکثر نوجوان کنواریوں کے دِل دھڑکتے رہتے تھے۔ وعدہ یہ تھا کہ المسیح بنی یہوداہ ہی کے ایک گھرانے میں پیدا ہونگے۔ لہٰذا اکثر لوگوں کے ذہن میں یہ سوال مچلتا رہتا تھا کہ آپ کِس گھر میں، کِس عورت کے ہاں، اور کب پیدا ہونگے؟

روزِ آفرینش ہی سے نوعِ انسانی کی اُمِّ اوّل حضرت حوّا سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ "عورت کی نسل" (کتاب مقدس پیدائش ۳ : ۱۵) ۔ ابلیس جو کہ خدا تعالےٰ اور بنی نوع انسان دونوں کا دشمن ہے کا سر کچلے گی۔ بعد ازاں، انبیائے کرام نے بھی بارہا مسیح موعود یعنی حضور

لے سیرت المسیح اِبنِ مریم کو پیش کرتے وقت مصنف نے بائبل مقدس جو توریت، زبور صحائف الانبیاء اور انجیل شریف پر مشتمل ہے کی متعدد آیات کا اقتباس کیا ہے۔ قارئین کی سہولت کے پیشِ نظر ان آیات کے حوالجات خطوط وحدانی میں دیئے گئے ہیں۔ مثلاً پیدائش ۳ : ۱۵ کا مطلب یہ ہے کہ یہ عبارت بائبل مقدس کے اُس حصے کے تیسرے باب کی پندرھویں آیت میں پائی جاتی ہے جو "پیدائش" کے نام سے مشہور ہے۔

یسوعؔ مسیح کی آمدِ مُبارک کی پیشین گوئی کی۔ تقریباً ۷۰۰ سال ق۔م یسعیاہؔ نبی (اشعیا) نے فرمایا تھا۔

"خُداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا" (کتابِ مُقدّس یسعیاہ ۷ : ۱۴)۔

بتولہ مریمؔ ایک پاک دِل اور پاکدامن دوشیزہ تھیں۔ اُنہیں خُداوند تعالےٰ سے گہرا لگاؤ تھا وہ اُس کی عبادت اور اُس کے احکامات کی بجاآوری اپنا فرضِ اوّلین سمجھتی تھیں۔

ایک دِن جب وہ اپنے مکان میں تنہا تھیں تو اچانک جبرائیل فرشتہ اُن پر ظاہر ہوا۔ اِس سے چھ ماہ پیشتر صدیقہ مریمؔ کی رشتہ دار الیشبعؔ کے خاوند حضرت زکریاہؔ پر بھی اُسی فرشتہ نے ظاہر ہوکر بشارت دی تھی کہ اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا حالانکہ دونوں میاں بیوی کافی عمر رسیدہ تھے۔ یہ لڑکا جو اُن کے ہاں پیدا ہونے والا تھا، حضرت یوحنّاؔ اصطباغی (یحییٰؔ نبی) تھے۔ حضرت جبرائیل خُداوند تعالےٰ کے مقرب فرشتہ ہیں جنہیں وہ قدیم زمانہ میں اپنے وفادار خادموں کے پاس اُن کی حوصلہ افزائی کرنے اور اُن تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا کرتا تھا۔

خُدائے رحیم و رحمان نے اپنے بے شمار فرشتگان میں سے حضرت جبرائیل ہی کو بتولہ مریمؔ کے پاس یہ خاص پیغام دے کر بھیجا کہ وہ ایک بیٹے کو جنم دیں۔ انجیلِ جلیل کے پُرانے نسخہ جاتؔ میں اِس کا ذکر یوں ہے۔

"فرشتہ نے اُس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہُوا ہے! خُداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے؟

"فرشتہ نے اُس سے کہا اَے مریمؔ، خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہُوا ہے۔ اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اُس کا نام یسوعؔ رکھنا۔ وہ بُزرگ ہوگا اور

ؔ صفحہ نمبر ۳ پر پیش لفظ کو دیکھئے۔

خُدا تعالےٰ کا بیٹا[1] کہلائے گا اور خداوند خُدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا۔ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اُس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔

"مریم نے فرشتہ سے کہا یہ کیونکر ہوگا جبکہ میں مرد کو نہیں جانتی؟ اور فرشتہ نے جواب میں اُس سے کہا کہ رُوح اُلقدس تجھ پر نازل ہوگا اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اِس سبب سے وہ مولودِ مُقدّس خدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اور دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور اب اُس کو جو بانجھ کہلاتی تھی چھٹا مہینہ ہے۔ کیونکہ جو قول خدا کی طرف سے ہے، وہ ہرگز بے تاثیر نہ ہوگا۔

مریم نے کہا دیکھ میَں خُداوند کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے مُوافق ہو۔ تب فرشتہ اُسکے پاس سے چلا گیا" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۲۸-۳۸)۔

بتول مریم کی خدا کے فرمان کی اطاعت اور اپنے جسم میں اُس معجزہ کو قبول کرنے پر آمادگی، نہ صرف جسمانی تکالیف، بلکہ عوام کے نزدیک اُن کی رسوائی کا باعث بھی بن سکتی تھی۔ صدیقہ مریم پہلے ہی حضرت یوسف سے جو کہ حضرت داؤد کی نسل سے تھے، منسوب تھیں۔ لیکن وہ ہنوز ناصرت میں اپنے گھر ہی میں اقامت پذیر تھیں۔

جس طرح مشرقی ممالک کے دیہاتوں میں دستور ہے، ناصرت میں بھی لڑکیاں مل کر پانی بھرنے جاتیں، چرخا کاتتیں، بچوں اور بیاہ شادی کے متعلق باتیں کرتی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کے بارے میں سب کچھ جانتی تھیں۔ کسی بھی حساس لڑکی کے احساسات کو مجروح کرنے کے لئے اِتنا ہی کافی تھا کہ لڑکیاں اُسے دیکھ کر ایکدم خاموش ہوجائیں، اشاروں میں باتیں کریں، اور اُسے گہری تیکھی نظروں سے دیکھنے لگیں۔ چنانچہ اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ صدیقہ مریم جلدی سے پہاڑی مُلک میں یہوداہ کے اُس شہر کو کیوں گئیں جہاں ان کے رشتہ دار حضرت

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۴ پر نوٹ نمبر ۲ دیکھئے

زکریاہ اور اُن کی اہلیہ الیشبع رہتے تھے (انجیل شریف، لوقا ۱: ۳۹)۔ یہ ناصرت سے تقریباً ۳ یا ۴ دن کا سفر تھا۔

حضرت جبرائیل نے صدیقہ مریم کو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اُن کی رشتہ دار الیشبع جو عمر رسیدہ اور بانجھ ہیں اب حاملہ ہیں۔ غالباً صدیقہ مریم اس اُمید سے یہاں آئی تھیں کہ اُن کے رشتہ دار الیشبع اور زکریاہ ان کی زچگی کے بھید کو بہتر طور پر سمجھ سکیں گے۔ یہاں وہ لوگوں کی انگشت نمائی اور غیر شادی شدہ لڑکی کے حاملہ ہونے کی ندامت سے محفوظ رہیں گی جو اپنے گاؤں میں رہتے ہوئے اُنہیں بہر صورت اُٹھانی پڑتی۔

حضرت یوحنا اصطباغی (یحییٰ نبی) کی ولادت

تقریباً ۵ ق م میں فلسطین کے بادشاہ ہیرودیس اعظم کے دورِ حکومت میں الیشبع کے خاوند حضرت زکریاہ یروشلیم کی عظیم ہیکل[1] میں کہانت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت زکریاہ اور اُن کی اہلیہ حضرت موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد میں سے تھے جو بنی اسرائیل کے ابتدائی دور میں سردار کاہن تھے۔ حضرت زکریاہ اور بی بی الیشبع دونوں دینی فرائض کی بجاآوری پر بڑی سختی سے کاربند تھے اور خدا تعالےٰ کے احکام کو ہر بات پر مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن ایک افسوسناک بات یہ تھی کہ وہ بے اولاد تھے اور عمر کی اس حد کو چھو رہے تھے جہاں اولاد کی قطعی اُمید نہیں رہتی، لہٰذا پیٹ کے پھل سے وہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔

اپنے زمانہ کے خدا ترسوں کی طرح حضرت زکریاہ بھی، خدا سے اپنے پورے دل، اپنی جان اور پوری عقل سے محبت رکھتے تھے۔ وہ بھی اس انتظار اور اُمید میں تھے کہ خدا تعالےٰ کب اپنی اُمت کی حالتِ زار پر ترس کھائے اور مسیحِ موعود کو بھیجے۔

ہیکل میں کہانت کے فرائض انجام دینے کے لئے ابیاہ کے فریق کے

---

[1] بیت المقدس کی بڑی عبادت گاہ۔

کاہنوں کی باری تھی۔ حضرت زکریاہ اِسی فریق سے تعلق رکھتے تھے۔ اِس دفعہ قرعۂ خدمت اُن کے نام پڑا کہ وہ ہیکل کے اندر پاک مقام میں جا کر بخور جلائیں۔ جب حضرت زکریاہ پاک مقام میں داخل ہوئے تو اُس وقت جماعت باہر دُعا و نماز میں مشغول تھی۔ خوشبو کے مذبح کے نزدیک پہنچتے ہی اُن پر اچانک سکتہ طاری ہو گیا۔ مذبح کے دہنی طرف خُداوند کا فرشتہ کھڑا تھا۔ کلامِ مُقدّس میں اِس منظر کی یوں نقاب کشائی کی گئی ہے۔

"فرشتہ نے اُس سے کہا اَے زکریاہ! خوف نہ کر کیونکہ تیری دُعا سُن لی گئی اور تیرے لئے تیری بیوی الیشبع کے بیٹا ہوگا۔ تو اُس کا نام یُوحنا رکھنا۔ اور تجھے خوشی و خرمی ہوگی اور بہت سے لوگ اُس کی پیدائش کے سبب سے خوش ہوں گے۔ کیونکہ وہ خُداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا اور ہرگز نہ مے نہ کوئی اور شراب پیئے گا اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے رُوح القدس سے بھر جائے گا۔ اور بہت سے بنی اسرائیل کو خُداوند کی طرف جو اُن کا خدا ہے پھیرے گا۔ اور وہ ایلیاہ (الیاس) کی رُوح اور قوت میں اس کے آگے آگے چلے گا کہ والدوں کے دل اولاد کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے اور خُداوند کے لئے ایک مستعد قوم تیار کرے۔"

لیکن حضرت زکریاہ نے فرشتہ سے کہا۔

"مَیں اِس بات کو کس طرح جانوں؟ کیونکہ مَیں بُڑھا ہوں اور میری بیوی عمر رسیدہ ہے۔"

"فرشتہ نے جواب دیا مَیں جبرائیل ہوں جو خُدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اِس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے ان باتوں کی خوشخبری دُوں۔ اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واقع نہ ہو لیں تو چپکا رہے گا اور بول نہ سکے گا اِس لئے کہ تُو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پُوری ہوں گی یقین نہ کیا۔"

عبادت گزار باہر حضرت زکریاہ کا انتظار کرتے ہوئے متعجب تھے کہ وہ مقدس میں اتنی دیر کیوں لگا رہے ہیں! لیکن جب وہ باہر آ کر اُن سے کلام نہ کر سکے بلکہ اشاروں میں باتیں کرنے لگے تو اُنہیں احساس ہوا کہ انہوں نے ہیکل میں رویا دیکھی ہے۔ بعدازاں جب حضرت زکریاہ اپنے فرائض کو انجام دے کر اپنے گھر تشریف لے گئے تو جلد ہی اُن کی اہلیہ الیشبع حاملہ ہو گئیں۔ لیکن اُنہوں نے اِس بات کو پانچ ماہ تک چھپائے رکھا اور کہا۔

"جب خداوند نے میری رسوائی لوگوں میں سے دُور کرنے کے لئے مجھ پر نظر کی۔ اُن دنوں میں اُس نے میرے لئے ایسا کیا۔" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۱۳-۱۵)۔

جس بچّے کا وعدہ حضرت زکریاہ سے کیا گیا اور جس کا نام جبرائیل امین نے یُوحنّا بتایا وہ بعدازاں یوحنّا اصطباغی[1] کے نام سے مشہور ہوئے اور آج تک اِسی نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ پیدائش ہی سے وہ اللہ تعالےٰ کے نبی مقرّر ہوئے تھے۔ وہ ربنا المسیح کی راہ تیار کرنے، روحانی کھیتی کے لئے زمین تیار کرنے اور آپ کی آمدِ مبارک کا اعلان کرنے کے لئے آئے تھے۔

مسیحِ موعود کے اِس انتظار کے ماحول میں بزرگ کاہن حضرت زکریاہ نے بطور نبی اپنے چھوٹے بیٹے یُوحنّا پر نظر کر کے کہا۔

"اَے لڑکے، تو خدا تعالےٰ کا نبی کہلائے گا
کیونکہ تُو خداوند کی راہیں تیار کرنے کو اس کے آگے آگے چلے گا۔
تاکہ اُس کی اُمّت کو نجات کا علم بخشے
جو اُن کو گناہوں کی معافی سے حاصل ہو۔
یہ ہمارے خدا کی عین رحمت سے ہوگا
جس کے سبب سے عالمِ بالا کا آفتاب ہم پر طلوع کرے گا۔
تاکہ اُن کو جو اندھیرے اور موت کے سایہ میں بیٹھے ہیں روشنی بخشے

---

[1] یوحنّا اصطباغی: حضرت یحییٰ

اور ہمارے قدموں کو سلامتی کی راہ پر ڈالے" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۶۷-۷۹)۔
الیشبع کے حمل کے چھٹے مہینہ میں مُقدسہ مریم جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے یروشلیم کے جنوب کی طرف یہودیہ کے پہاڑی علاقہ کو تشریف لے گئیں جہاں اب حضرت زکریاہ اور الیشبع سکونت پذیر تھے۔ جونہی مُقدسہ مریم نے اپنی رشتہ دار الیشبع کے گھر میں داخل ہو کر سلام کیا تو بی بی الیشبع کا بچہ اُن کے بطن میں اُچھل پڑا۔ تب انہوں نے خدا تعالٰے کے رُوح کی تحریک سے نبوت کرتے ہُوئے صدیقہ مریم کو مخاطب کیا۔

"تو عورتوں میں مُبارک اور تیرے پیٹ کا پھل مبارک ہے . . . اور مبارک ہے وہ جو ایمان لائی کیونکہ جو باتیں خداوند کی طرف سے اُس سے کہی گئی تھیں، وہ پُوری ہوں گی" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۴۲-۴۵)

اِس خوش آمدید کا جواب مُقدسہ مریم نے بھی اپنے دل کی گہرائیوں سے دیا۔ بہت سی خدا ترس خواتین کے لئے اُن کے یہ الفاظ خوشی، اطمینان اور تسلی کا باعث بنے ہیں۔

"میری جان خداوند کی بڑائی کرتی ہے۔
اور میری رُوح میرے مُنجی خُدا سے خُوش ہوئی۔
کیونکہ اس نے اپنی بندی کی پست حالی پر نظر کی اور دیکھ اب سے
لے کر ہر زمانہ کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔
کیونکہ اس قادر نے میرے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔
اور اس کا نام پاک ہے۔
اور اُس کا رحم اُن پر جو اس سے ڈرتے ہیں
پُشت در پُشت رہتا ہے۔
اس نے اپنے بازو سے زور دکھایا
اور جو اپنے تیئں بڑا سمجھتے تھے اُن کو پراگندہ کیا۔
اس نے اختیار والوں کو تخت سے گرا دیا۔
اور پست حالوں کو بلند کیا۔
اُس نے بھوکوں کو اچھی چیزوں سے سیر کر دیا۔

اور دولت مندوں کو خالی ہاتھ لوٹا دیا" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۴۶ - ۵۳)۔
یہ دو عورتیں، ایک عمر رسیدہ اور ایک جوان، جب خدا کے مقصد کے بھید پر جو دونوں کے دلوں میں پوشیدہ تھا غور و فکر کرتی تھیں تو آپس میں گہری رفاقت پاتی تھیں۔

مُقدسہ مریم قریباً تین ماہ تک بی بی الیشبع کے گھر مقیم رہیں۔ اس گھر کے خدا ترس ماحول میں اُنہیں اپنے دل کو اس امر کے لئے تیار کرنے کا پورا موقع ملا کہ وہ ایک ایسے نبی کو جنم دینے والی ہیں جو حضرت آدم کے علاوہ واحد ہستی ہیں جو باپ کے بغیر پیدا ہوں گے۔ اس گھر میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ اُنہوں نے یہاں کسی مرد کی آواز نہیں سنی کیونکہ جب تک حضرت یوحنا پیدا نہ ہوئے حضرت زکریاہ تو گونگے ہی رہے۔

تین ماہ بعد جب بی بی الیشبع کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا تو مُقدسہ مریم اپنے گھر واپس آ گئیں۔ رشتہ دار اور پڑوسی یہ سُن کر کہ خداوند نے الیشبع پر رحم کر کے اُنہیں بڑھاپے میں بیٹا بخشا ہے کتنے خوش ہوئے۔

آٹھویں دن حضرت یوحنا کے ختنہ کے موقع پر رشتہ دار اُن کا نام باپ کے نام پر زکریاہ رکھنے لگے۔ چونکہ حضرت زکریاہ نے فرشتے کی بات کا یقین نہیں کیا تھا، اس لئے وہ ابھی تک گونگے ہی تھے اور نام رکھنے کی رسم میں پورے طور پر حصہ نہ لے سکے۔

"مگر اُس کی ماں نے کہا نہیں! بلکہ اس کا نام یوحنا رکھا جائے۔ اُنہوں نے اُس سے کہا کہ تیرے کنبے میں کسی کا یہ نام نہیں۔ اور اُنہوں نے اس کے باپ کو اشارہ کیا کہ تو اُس کا نام کیا رکھنا چاہتا ہے؟ اُس نے تختی منگا کر یہ لکھا کہ اُس کا نام یوحنا ہے۔ اور سب نے تعجب کیا۔ اُسی دم اس کا منہ اور زبان کھل گئی اور وہ بولنے اور خدا کی حمد کرنے لگا۔ اور اُن کے آس پاس کے سب رہنے والوں پر دہشت چھا گئی۔ اور یہودیہ کے تمام پہاڑی ملک میں اُن سب باتوں کا چرچا پھیل گیا۔ اور سب سننے والوں نے اُن کو دل میں سوچ کر کہا تو یہ لڑکا کیسا ہونے والا ہے؟ کیونکہ خداوند کا ہاتھ اُس پر تھا"۔ (انجیل شریف، لوقا ۱: ۶۰ - ۶۶)۔

حضرت یوسفؑ، حضور یسوعؑ مسیح اور صدیقہ مریمؑ کے محافظ

دریں اثنا، مقدسہ مریمؑ کے حاملہ ہونے کی خبر حضرت یوسفؑ تک بھی پہنچ چکی تھی۔ وہ یہ سُن کر نہایت رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہوئے۔ حضرت یوسفؑ جیسے خدا ترس اور متقی و پرہیزگار شخص کسی حاملہ لڑکی سے شادی کیسے کر لیتے! یہ بات تو توریت[1] شریف کی تعلیم کے بالکل خلاف تھی۔ اُس وقت تک اُن پر اِس حمل کے بھید کا انکشاف نہیں ہُوا تھا۔ وہ بھی حمل قرار پانے کی بابت دوسرے لوگوں کی نہج پر سوچ رہے تھے۔

چونکہ وہ ایک حلیم اور حساس طبیعت انسان تھے، اِس لئے انہوں نے اِس نسبت کو خاموشی سے توڑنے، مقدسہ مریمؑ کے لواحقین کے ساتھ معاملہ طے کرنے اور اپنے لئے دوسری بیوی تلاش کرنے ہی میں بہتری سمجھی۔

جب حضرت یوسفؑ اِس بات پر سوچ بچار کر رہے تھے کہ مقدسہ مریمؑ کے والدین سے اِس سلسلہ میں کب اور کس طرح ملاقات کی جائے، تو انہوں نے رات کو خواب دیکھا۔ کلامِ مقدس میں اِس خواب کے متعلق یوں ذکر ہے۔

"خداوند کے فرشتہ نے اُسے خواب میں دِکھائی دے کر کہا اَے یوسفؑ ابنِ داؤدؑ، اپنی بیوی مریمؑ کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر۔ کیونکہ جو اُس کے پیٹ میں ہے وہ رُوح اُلقدس کی قدرت سے ہے۔ اُس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوعؑ رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔ یہ سب کچھ اِس لئے ہُوا کہ جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا وہ پُورا ہو کہ
دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی
اور اس کا نام عمانوایل رکھیں گے . . .

پس یوسفؑ نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتہ نے اُسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو اپنے ہاں لے آیا۔ اور اُس کو

---

[1] توریت: بائبل مقدس کی پہلی پانچ کتابیں جو حضرت موسیٰؑ کی معرفت قلمبند ہوئیں۔

نہ جانا جب تک اُس کے بیٹا نہ ہوا اور اُس کا نام یسوعؔ رکھا"
(انجیل شریف، متی ۱: ۲۰-۲۵)۔

ناصرتؔ میں فقط چند اشخاص ایسے تھے جو اُس بھید سے آگاہ تھے جسے مُقدّسہ مریمؔ اور حضرت یُوسفؔ نے اپنے دِل میں پوشیدہ رکھا ہُوا تھا۔ حضور یسوعؔ مسیح کی ولادتِ سعادت کے موقع پر رشتہ دار، پڑوسی اور دوست موجود نہیں ہو سکتے تھے، کیونکہ حضرت یُوسفؔ نے اس میلادِ مُقدّس سے پیشتر ہی ناصرتؔ کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ واپس اُس وقت آئے جب حضور یسوعؔ مسیح نوجوان لڑکے ہو چکے تھے۔

اِن دنوں مُلکِ فلسطین پر رومیوں کا قبضہ تھا۔ رُومی جنگی اہمیّت کے مقامات پر چھاؤنیاں قائم کر کے اپنے مقبوضہ علاقوں پر کٹھ پتلی بادشاہوں کے ذریعہ حکومت کرتے تھے۔ جس زمانہ میں حضور یسوعؔ مسیح پیدا ہوئے اس وقت مشہور رومی قیصر اوگوستس حکومت کرتا تھا۔ اُس نے رومی تخت کے تمام دعویداروں کو شکست دیکر حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ وہ شہنشاہ یولیس کا لے پالک بیٹا بھی تھا۔ اُس نے مارک انطونی اور قلو پطرہ کو یونانؔ کے ساحل کے قریب ایک مشہور بحری لڑائی میں اکیتم کے مقام پر شکست دی۔ اُس کا پورا نام کائیس یولیس قیصر اکتاویانس تھا۔ رومی سینٹ نے اُسے ۳۰ ق۔م میں اوگوستس کا خطاب دیا تھا۔ اُس نے ۳۰ ق۔م تا ۱۴ء تک حکومت کی۔ اکثر مورخ اُس کے دورِ حکومت کو رُوم کا سنہری زمانہ کہتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ شعرا اور ادیب مثلاً ورجِل اور ہورلیس کے افکار اپنے پُورے عروج پر تھے۔

ٹیکس وصول کرنے کے لئے حکومت نے مردم شماری کرائی جس میں یہ ضروری تھا کہ ہر خاندان کے سربراہ کا نام اُس کے آبائی شہر میں درج کیا جائے۔ چنانچہ قیصر اوگوستس نے فرمان جاری کیا کہ مملکت روم کے تمام باشندے اپنے اپنے نام درج کرائیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت یوسفؔ کو مُقدّسہ مریمؔ کو لے کر جنوب کی طرف تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر حضرت داؤدؔ کے شہر بیت لحمؔ کو جانا پڑا تاکہ وہ اپنا اور اپنی منگیتر کا نام مردم شماری میں درج کرائیں۔ حضرت یوسفؔ براہِ راست حضرت داؤدؔ کی نسل سے تھے اور بیت لحمؔ ہی وہ مقام تھا جہاں حضرت داؤدؔ کے پردادا

حضرت عوبید قریباً گیارہ سو- اور حضرت داؔود قریباً ایک ہزار سال قبل از مسیح پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ چہار اطراف سے مسافر نام لکھوانے کے لئے بیت لحم میں آرہے تھے، یہاں تک کہ اُن کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام ہونا دشوار ہوگیا۔ ایسے کٹھن وقت میں مُقدّسہ مریؔم کے وضعِ حمل کا وقت آپہنچا۔

حضرت یوسف اور مُقدّسہ مریؔم تین چار دن کے طویل سفر کے بعد بیت لحم پہنچے۔ اُنہیں یقیناً یہ توقع ہوگی کہ وہ رات آرام سے بسر کر سکیں گے۔ اور شام تک بیت لحم کی تمام سرائیں نام لکھوانے والے مسافروں سے بھر چکی تھیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ سے ہی بزرگ اپنے آباؤ اجداد کے نام محفوظ رکھتے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یہودیوں کی اکثریت بابلؔ اور فارؔس کی مملکتوں میں جلاوطن تھی تو اُس وقت بھی وہ اپنے نسب نامے لکھ کر محفوظ رکھتے تھے۔ یہ نسب نامے توریت شریف، تواریخی کتب اور صحائف الانبیاء میں آج تک جُوں کے تُوں موجود ہیں۔

حضرت یوسف اور مُقدّسہ مریؔم کو معلوم نہیں تھا کہ اُن کے بیت لحم کے طویل سفر میں خدا کا دیرینہ مقصد بروئے کار لایا جا رہا تھا کہ حضور یسوعؔ مسیح اُسی شہر میں ولادت پائیں۔ انبیائے سلف نے اشارۃً بتا دیا تھا کہ یہ شہر ربنا المسیح کی جائے پیدائش ہوگا۔ اِس ضمن میں حضرت میکاہ نبی کا بیان ملاحظہ فرمائیے۔

"اے بیت لحم افراتاہ، اگرچہ تُو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور ... حاکم ہوگا اور اس کا مصدر زمانۂ سابق ہاں قدیم الایام سے ہے۔" (کتابِ مُقدّس، میکاہ ۵: ۲)۔

مُقدّسہ مریؔم اور حضرت یوسف کئی دنوں تک کچی سڑک کا دشوار گذار سفر طے کر کے بالآخر اپنی جائے مقصود تک پہنچ گئے۔ مریؔم بتولہ کی حالت نہایت خستہ ہو چکی تھی۔ حضرت یوسف کو اُن کے آرام کا بہت خیال تھا اس لئے وہ سرائے میں کسی کمرہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے لیکن کوئی بھی کمرہ نہ مل سکا۔ لہٰذا انہوں نے بھی مجبوراً دوسرے مسافروں کے ساتھ صحن میں جہاں مویشی باندھے جاتے تھے

ڈیرا لگا لیا۔ وہاں چرنی کے قریب جہاں مویشی بیٹھے جگالی کرتے تھے۔ بتولہ مریم کے ہاں منجّی جہاں نے جنم لیا۔ انجیل شریف میں اس کا یوں بیان ہے :۔

”جب وہ وہاں تھے تو ایسا ہوا کہ اُس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا۔ اور اُس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہُوا اور اُس نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ اُن کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی“ (انجیل شریف، لوقا ۲ : ۶ - ۷)۔

پیدائش کا اعلان

جس رات مُقدّسہ مریم کے بیٹے المسیح پیدا ہوئے، تو اُس کی خبر سب سے پہلے اُن غریب چرواہوں کو دی گئی جو بیت لحم کی پہاڑی ڈھلانوں پر رات کو اپنی بھیڑ بکریوں کی رکھوالی کرتے تھے۔ کلامِ مُقدّس میں اِس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے :۔

” خداوند کا فرشتہ اُن کے پاس آ کھڑا ہوا اور خداوند کا جلال اُنکے چوگرد چمکا اور وہ نہایت ڈر گئے۔ مگر فرشتہ نے اُن سے کہا، ڈرو مت کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خُوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجّی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند۔ اور اِس کا تمہارے لئے یہ نشان ہے کہ تم ایک بچّہ کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں پڑا ہوا پاؤ گے۔ اور یکایک اُس فرشتہ کے ساتھ آسمانی لشکر کی ایک گروہ خدا کی حمد کرتی اور یہ کہتی ظاہر ہوئی کہ

عالمِ بالا پر خدا کی تمجید ہو

اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح

جب فرشتے اُن کے پاس سے آسمان پر چلے گئے تو ایسا ہوا کہ چرواہوں نے آپس میں کہا کہ آؤ بیت لحم تک چلیں اور یہ بات جو ہوئی ہے اور جس کی خداوند نے ہم کو خبر دی ہے دیکھیں۔ پس اُنہوں نے جلدی سے جا کر مریم اور یوسف کو دیکھا اور اُس بچّہ کو چرنی میں پڑا پایا۔ اور انہیں دیکھ

کردہ بات جو اُس لڑکے کے حق میں اُن سے کہی گئی تھی مشہور کی۔ اور سب سننے والوں نے اِن باتوں پر جو چرواہوں نے اُن سے کہیں تعجب کیا۔ مگر مریم اِن سب باتوں کو اپنے دل میں رکھ کر غور کرتی رہی۔ اور چرواہے جیسا اُن سے کہا گیا تھا ویسا ہی سب کچھ سُن کر اور دیکھ کر خدا کی تمجید اور حمد کرتے ہوئے لوٹ گئے" (انجیل شریف، لوقا ۲: ۹-۲۰)۔

ختنہ اور طہارت

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور اُن کی نسل کے ساتھ خُدا تعالےٰ کے عہد کے مطابق ہر لڑکے کا آٹھویں دن ختنہ ہوتا تھا۔ پس مُقدّسہ مریم کے بیٹے حضور یسوع مسیح کا بھی آٹھویں دن ختنہ ہُوا اور

"اُس کا نام یسوع رکھا گیا جو فرشتہ نے اُس کے پیٹ میں پڑنے سے پہلے رکھا تھا" (انجیل شریف، لوقا ۲: ۲۱)۔

جب شریعت کے مطابق زچہ کی طہارت کے ۴۰ دن پُورے ہوگئے تو مُقدّسہ مریم اور حضرت یُوسف بچّہ کو خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے یروشلیم کی ہیکل میں لے گئے توریت شریف میں ہر خُداترس خاندان کے لئے یہی ہدایت تھی کہ

"ہر ایک پہلوٹھا خُداوند کے لئے مُقدّس ٹھہرے گا۔ اور خُداوند کی شریعت کے اِس قول کے مُوافق قربانی کریں کہ قمریوں کا ایک جوڑا یا کبوتر کے دو بچّے لاؤ" (انجیل شریف، لوقا ۲: ۲۳-۲۴)۔

توریت شریف میں برّے یعنی بھیڑ کے بچّے کی قربانی کا حکم تھا لیکن اگر کوئی خاندان غریب ہوتا تھا تو قمری کی قربانی بھی دی جاسکتی تھی۔

حضرت یُوسُف غریب تھے۔ وہ بڑھئی کا معمولی کاروبار کرکے اپنے ہاتھ سے روٹی کماکر اپنے خاندان کی پرورش کرتے تھے۔ نیز اِس وقت وہ اپنے گھر سے بھی دُور سفر میں تھے۔ ربنا المسیح کی ولادت کا ایک تعجب خیز پہلو یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے کسی شاہی محل یا ہیکل کے کسی عالم کاہن کے گھر کی بجائے مزدور طبقے میں سے اہلِ حرفہ کا گھر چُنا۔

ہیکل میں ہر روز خُدا تعالےٰ کی پرستش کے لئے وہ لوگ آتے تھے جو اُس
دیدار کے مشتاق تھے۔ وہ اپنے اِرد گرد بدی، لالچ اور ظلم وستم کو دیکھ کر کڑھا کر
اِس اُمید پر زندگی بسر کر رہے تھے کہ آخر کار خُدا تعالےٰ اپنے لوگوں کو نجات بخش
اُن میں سے دو شخص شمعوؔن اور حنّاہ تھے۔

شمعوؔن اور حنّاہ

کلامِ مُقدّس میں ان کے بارے میں یوں مذکور ہے :۔

"یرؔوشلیم میں شمعوؔن نام ایک آدمی تھا اور وہ آدمی راستباز اور خُدا ترس اور اسرائیل کی تسلّی کا منتظر تھا اور رُوح اُلقدُس اُس پر تھا۔ اور اُس کو رُوحُ القدُس سے آگاہی ہوئی تھی کہ جب تک تو خُداوند کے مسیح کو دیکھ نہ لے مَوت کو نہ دیکھے گا۔ وہ رُوح کی ہدایت سے ہیکل میں آیا اور جس وقت ماں باپ اُس لڑکے یسوؔع کو اندر لائے تاکہ اس کے لئے شریعت کے دستور پر عمل کریں تو اُس نے اُسے اپنی گود میں لیا اور خدا کی حمد کر کے کہا کہ

'اَے مالک' اب تُو اپنے غلام کو اپنے قول کے مُوافق
سلامتی سے رخصت کرتا ہے۔
کیونکہ میری آنکھوں نے تیری نجات دیکھ لی ہے۔
جو تُو نے سب اُمتوں کے روبرو تیار کی ہے۔
تاکہ غیر قوموں کو روشنی دینے والا نُور
اور تیری اُمّت اسرائیل کا جلال بنے،

اَور اُس کا باپ اور اُس کی ماں ان باتوں پر جو اُس کے حق میں کہی جاتی تھیں تعجب کرتے تھے۔ اور شمعوؔن نے اُن کے لئے برکت چاہی اور اس کی ماں مریمؔ سے کہا دیکھ یہ اسرائیل میں بہتوں کے گرنے اور اُٹھنے کے لئے اور ایسا نشان ہونے کے لئے مقرر ہوا ہے جس کی مخالفت کی جائے گی۔ بلکہ خود تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی

اور آشر کے قبیلہ میں سے حناہ نام فنوایل کی بیٹی ایک نبیہ تھی۔ وہ بہت عمر رسیدہ تھی اور اُس نے اپنے کنوار پن کے بعد سات برس ایک شوہر کے ساتھ گذارے تھے۔ وہ چوراسی برس سے بیوہ تھی اور ہیکل سے جُدا نہ ہوتی تھی بلکہ رات دن روزوں اور دُعاؤں کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھی اور وہ اُسی گھڑی وہاں آکر خُدا کا شکر کرنے لگی اور اُن سب سے جو یروشلیم کے چھٹکارے کے منتظر تھے اس کی بابت باتیں کرنے لگی" (انجیل شریف، لوقا ۲: ۲۵-۳۸)۔

ہیکل میں رسوماتِ دینیہ ادا کرنے کے بعد حضرت یُوسف اور مُقدسہ مریم بیت لحم واپس آگئے۔ وہ کرائے کے مکان میں فی الحال وہیں رہنے لگے۔ مُقدسہ مریم تو بچے کی نگہداشت و پرورش میں لگ گئیں اور حضرت یوسف نے بڑھئی کا کام شروع کر دیا۔

اب حضرت یُوسف اس مُقدس بچے کے قانونی سرپرست تھے۔ اِس طرح حضور یسوع مسیح اُن کے لے پالک بیٹے ہونے کی حیثیت سے حضرت داؤد کے خاندان میں شامل ہو گئے۔ بیشتر لوگ حضرت یُوسف ہی کو حضور یسوع مسیح کا باپ خیال کرتے تھے کیونکہ اُنہیں کنواری کے بطن سے پیدا ہونے کے بھید کا علم ہی نہیں تھا۔ حضور مسیح کی ولادت کے بعد حضرت یُوسف اور مُقدسہ مریم میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے لگ گئے اور اُن کے چار بیٹے اور کئی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

ہیرودیس بادشاہ کی بچے کو قتل کرنے کی کوشش

مشرقی ممالک میں ہیئت دان جو کہ مجوسی کہلاتے تھے ستاروں کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ اُنہوں نے اچانک ایک غیر معمولی چمکدار ستارے کو دیکھا۔ آپس میں مشورہ کرنے کے بعد وہ اِس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ کسی بہت بڑی شخصیت کے پیدا ہونے کا نشان ہے جو خدا کی اُمت کا بادشاہ ہو گا۔ اُنہوں نے اندازہ لگا لیا کہ ماسوا بیت المقدس[1] یعنی یروشلیم

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۹ پر نقشہ دیکھئے

کے جہاں مُقدّس ہیکل ہے اور جہاں خدا تعالےٰ کے برگزیدہ حضرت داؤد بادشاہ حکومت کرتے تھے، یہ بادشاہ اور کہیں پیدا نہیں ہو سکتا۔

چنانچہ وہ وسیع ریگستانوں کو عبور کرتے ہُوئے یروشلیم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ شہر مُقدّس میں پہنچ کر انہوں نے دریافت کیا کہ

"یہودیوں کا بادشاہ جو پَیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پُورب میں اُس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں" (انجیل شریف، متّی ۲:۱-۲)۔

ہیرودیس بادشاہ جو کہ رومی حکومت کی طرف سے کٹھ پتلی حکمران تھا، اس کے جاسُوسوں نے فوراً جا کر بادشاہ کو اطلاع دے دی۔

"یہ سُن کر ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے" (انجیل شریف، متّی ۲ : ۳)۔

یہودیہ کے صوبہ کا بادشاہ ہیرودیس اعظم ۳۶ برس تک حکومت کر چکا تھا۔ وہ ابن الوقت حکمران تھا جو بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے ہر رومی شہنشاہ کا اعتماد حاصل کر لیتا تھا۔ وہ نہایت ظالم آدمی تھا۔ اُس نے یہودیوں کی عدالت عالیہ (سنہیڈرن) کے ۴۵ اراکین کو مَوت کے گھاٹ اُتار دیا تھا یہاں تک کہ اس کے ظالم ہاتھوں سے اس کی اپنی بیوی مریامنے بھی نہ بچ سکی۔ حضور یسوع مسیح کی ولادت سے تین سال پیشتر تو اُس نے پہلے سے بھی بڑھ کر سنگدلی کا مظاہرہ کیا۔ اُس نے مریامنے سے پیدا شدہ اپنے دو جوان بیٹوں سکندر اور ارسطوبلس کو گلا گھونٹ کر مروا دیا تھا۔

بڑی حیرانی کی بات ہے کہ ہیرودیس اعظم اتنا ظالم ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ خائف رہتا تھا کہ کہیں کوئی اُس کو قتل نہ کر دے۔ لہٰذا جس کے متعلق تخت کا دعویدار ہونے کا ذرا بھی شک ہوا اُسے فوراً قتل کروا دیا۔ جونہی مجوسیوں کی یہ خبر اُس تک پہنچی کہ وہ کسی نومولود بادشاہ کو تلاش کر رہے ہیں تو

"اُس نے قوم کے سب سردار کاہنوں اور فقیہوں کو جمع کر کے اُن سے پُوچھا کہ مسیح کی پیدائش کہاں ہونی چاہیئے؟ انہوں نے اُس سے کہا یہودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت لکھا گیا ہے کہ

اَے بیت لحم، یہوداہ کے علاقے
تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں
کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا
جو میری اُمت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا"
(انجیل شریف، متی ۲ : ۴ - ۶)

یہ سُن کر ہیرودیس بادشاہ نے بڑی مکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجوسیوں کو تخلیہ میں بلایا اور اُن سے ستارہ کے نمودار ہونے کے صحیح وقت کے بارے میں پُوچھا۔ انھوں نے اُسے بتایا کہ تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرا کہ اُنھوں نے پہلی مرتبہ یہ ستارہ دیکھا تھا۔ پھر اُس نے

"یہ کہہ کر اُنہیں بیت لحم کو بھیجا کہ جا کر اُس بچّے کی بابت ٹھیک ٹھیک دریافت کرو اور جب وہ ملے تو مجھے خبر دو تاکہ مَیں بھی آ کر اُسے سجدہ کروں۔
وہ بادشاہ کی بات سُن کر روانہ ہوئے اور دیکھو جو ستارہ اُنھوں نے پُورب میں دیکھا تھا وہ اُن کے آگے آگے چلا۔ یہاں تک کہ اُس جگہ کے اُوپر جا کر ٹھہر گیا جہاں وہ بچّہ تھا۔ وہ ستارے کو دیکھ کر نہایت خُوش ہُوئے۔ اور اُس گھر میں پہنچ کر بچّے کو اُس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اُس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لبان اور مُر اُس کو نذر کیا اور ہیرودیس کے پاس پھر نہ جانے کی ہدایت خواب میں پا کر دوسری راہ سے اپنے ملک کو روانہ ہوئے۔

"جب وہ روانہ ہو گئے تو دیکھو خداوند کے فرشتے نے یُوسف کو خواب میں دکھائی دے کر کہا اُٹھ بچّے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو بھاگ جا اور جب تک کہ مَیں تجھ سے نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اس بچّہ کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اُسے ہلاک کرے۔ پس وہ اُٹھا اور رات کے وقت بچّے اور اُس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر کو روانہ ہو گیا اور ہیرودیس کے مرنے تک وہیں رہا"
(انجیل شریف، متی ۲ : ۸ - ۱۵)۔

حضور یسوع مسیح جب ہنوز اپنی والدہ ماجدہ کی آغوشِ اطہرہ میں ہی پرورش پا رہے تھے بد باطن اشخاص کی نفرت کا نشانہ بن گئے۔ یہ ایسے لوگ تھے جو خدا کی اطاعت گزاری سے ہمیشہ گردن کشی کرتے اور خدا ترس لوگوں پر لعن طعن کرتے رہتے تھے۔

"جب ہیرودیس نے دیکھا کہ مجوسیوں نے میرے ساتھ ہنسی کی تو نہایت غصہ ہوا اور آدمی بھیج کر بیت لحم اور اُس کی سب سرحدوں کے اندر کے اُن سب لڑکوں کو قتل کروا دیا جو دو دو برس کے یا اِس سے چھوٹے تھے۔ اُس وقت کے حساب سے جو اُس نے مجوسیوں سے تحقیق کی تھی" (انجیل شریف، متی ۲: ۱۶)۔

انبیائے سلف میں سے حضرت یرمیاہ نے اِس المناک اور ظالمانہ فعل کی حسبِ ذیل الفاظ میں پیشین گوئی کر دی تھی۔

"رامہ میں آواز سنائی دی۔
رونا اور بڑا ماتم۔
راخل[۱] اپنے بچوں کو رو رہی ہے
اور تسلی قبول نہیں کرتی اسلئے کہ وہ نہیں ہیں" (انجیل شریف، متی ۲: ۱۸)۔

خاندانِ اطہرہ مُلکِ مصر میں

حضور یسوع مسیح مصر میں اپنی والدہ ماجدہ اور حضرت یوسف کے ساتھ محفوظ تھے۔ جوان ہو کر آپ نے اِس بات کی وضاحت کر دی کہ خدا تعالےٰ رحیم و کریم ہے۔ وہ آدمیوں کے کسی مخصوص گروہ یا جماعت کو نہیں بلکہ تمام نوعِ انسانی کو برابر پیار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور یسوع مسیح کو مصر اِس لئے بھیجا تھا تاکہ جو کچھ اُس نے ہوسیع نبی کی معرفت فرمایا وہ پورا ہو کہ

"مصر میں سے مَیں نے اپنے بیٹے کو بُلایا" (کتاب مقدس، ہوسیع ۱۱: ۱؛ انجیل شریف، متی ۲: ۱۵)

---

[۱] راخل حضرت یعقوب کی زوجہ تھیں جو کہ قوم یہود کے جدِ امجد ہیں۔

ہیرودیس اعظم کی وفات کے بعد ایک فرشتہ نے حضرت یوسف کو اپنے وطن واپس جانے کو کہا۔ لیکن جب اپنے وطن واپس آکر اُنہیں پتہ چلا کہ ہیرودیس کا بیٹا ارخلاؤس اپنے باپ کی جگہ یہودیہ میں تخت نشین ہُوا ہے تو وہ گھبرا کر شمال میں گلیل کے گاؤں ناصرت کو چلے گئے۔ یہ وہی گاؤں تھا جہاں شروع میں فرشتہ نے مُقدسہ مریم کو حضور یسوع مسیح کی باکرانہ ولادت کے بارے میں بشارت دی تھی۔

ناصرت میں خاموشی کے سال

۴ ق۔م تا ۲۶ء[1] کے تقریباً ۳۰ سالہ عرصہ کے بارے میں جو کہ حضور یسوع مسیح کے لڑکپن اور بلوغت کا زمانہ ہے، اُس کا بائبل مُقدس میں بہت کم بیان ہے۔ انجیلی بیانات سے قطع نظر جو قصے کہانیاں اور روایات لوگوں میں مشہور ہیں وہ مشکوک ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اپنی مصلحتِ غائبانہ سے اِس عرصہ کی تفصیلات پردہ راز میں رکھی ہیں۔ ماسوا ایک واقعہ کے جب آپ ۱۲ برس کے تھے اور کسی واقعہ کو قلمبند نہیں کروایا گیا۔ انجیلِ جلیل، زیادہ تر ربنا المسیح کی ولادت سعید آپ کی عوام میں خدمت اور نسلِ اِنسانی کے لئے آپ کی محبت اور رحم کے کاموں کے بارے میں تفصیلات مہیا کرتی ہے۔ ہم اِس عرصہ کی تفصیلات کی بابت خُدا تعالےٰ کی خاموشی اور رضا کو بسروچشم تسلیم کرتے ہیں۔

جب حضور یسوع مسیح ۱۲ برس کے تھے تو یروشلیم میں ایک واقعہ پیش آیا جس کا مختصر حال بیان کیا گیا ہے، لیکن اِس سے پہلے کے عرصہ کے بارے میں محض اتنا بتانے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے کہ

"وہ لڑکا بڑھتا اور قوت پاتا گیا اور حکمت سے معمور ہوتا گیا اور خدا کا فضل اُس پر تھا" (انجیل شریف لوقا ۲: ۴۰)۔

سال میں ایک مرتبہ آپ کے والدین، عیدِ فسح کے موقع پر یروشلیم جایا کرتے تھے۔ اُس وقت زائرین کا ایک جمِ غفیر مختلف شہروں اور دیہاتوں سے بیت المقدس

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۲ پر نوٹ نمبر ۲ ملاحظہ فرمایئے۔

میں اُمڈ پڑتا تھا تاکہ ہیکل میں عیدِ فسح کی تقریبات میں حصہ لے۔ یہ عیدِ فسح تقریباً ۱۲۸۰ سال پیشتر بنی یہود کی مصر کی غلامی سے رہائی کی یاد میں منائی جاتی تھی۔

اِس واقعہ کا کلامِ مُقدّس میں یوں بیان ہے:۔

"جب وہ بارہ برس کا ہوا تو وہ عید کے دستور کے موافق یروشلیم کو گئے۔ جب وہ اُن دنوں کو پورا کرکے لوٹے تو وہ لڑکا یسوعؔ یروشلیم میں رہ گیا اور اُس کے ماں باپ کو خبر نہ ہوئی۔ مگر یہ سمجھ کر وہ قافلہ میں ہے ایک منزل نکل گئے اور اُسے اپنے رشتہ داروں اور جان پہچانوں میں ڈھونڈنے لگے۔ جب نہ ملا تو اُسے ڈھونڈتے ہُوئے یروشلیم تک واپس گئے۔ اور تین روز کے بعد ایسا ہوا کہ انہوں نے اُسے ہیکل میں اُستادوں کے بیچ میں بیٹھے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے ہوئے پایا۔ اور جتنے اس کی سُن رہے تھے اُس کی سمجھ اور اُس کے جوابوں سے دنگ تھے۔ وہ اُسے دیکھ کر حیران ہوئے اور اُسکی ماں نے اُس سے کہا بیٹا! تُو نے کیوں ہم سے ایسا کیا؟ دیکھ تیرا باپ اور میں کڑھتے ہوئے تجھے ڈھونڈتے تھے۔ اُس نے اُن سے کہا تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے؟ مگر جو بات اُس نے اُن سے کہی اُسے وہ نہ سمجھے۔ اور وہ اُن کے ساتھ روانہ ہوکر ناصرتؔ میں آیا اور اُن کے تابع رہا۔"

(انجیل شریف، لوقا ۲: ۴۲-۵۱)۔

بارہ سال کی اِس چھوٹی سی عمر میں بھی آپ خدا تعالےٰ کے کلام کے بھُوکے پیاسے رہتے تھے۔ آپ ہیکل میں توریت شریف کے علماء کے درمیان بیٹھ کر اُنکی پند نصیحت سنتے، اُن سے عام فہم و فراست سے بالا سوالات پُوچھتے اور اُن کے جواب یاد

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۲ پر نوٹ نمبر ۳ ملاحظہ فرمایئے۔

کرتے تھے بالکل ویسے ہی جیسے آپ نے ناصرت کے عبادت خانہ[1] میں توریت شریف کو حفظ کیا تھا۔

فرمانبردار بیٹے کی طرح حضور یسوع مسیح اپنے شفیق والدین کے ساتھ ناصرت واپس آ گئے۔ کلامِ مقدس میں دو حوالے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مقامی لوگ آپکو "بڑھئی کا بیٹا" ہی سمجھتے تھے (انجیل شریف، متی ۱۳:۵۵)۔ آپ نے اپنے سرپرست حضرت یوسف سے بڑھئی کا کام سیکھا اور اِس طرح اہلِ حرفہ کو جو اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے روزی کماتے ہیں عزت بخشی۔ آپ نے اپنے خاندان کی مالی مدد کے لئے محنت مشقت کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کی۔ حضرت یوسف کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد آپ نے اُن کی جگہ دکان سنبھال لی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ

"کیا یہ وُہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ اور کیا اُس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں"؟ (انجیل شریف، مرقس ۶:۳)۔

حضور یسوع مسیح کے پیروکار، آپ کے نمونہ کے پیشِ نظر اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ فی زمانہ متعدد ایسے لوگ ہیں جو امیر گھرانوں میں پیدا ہو کر اپنی تن آسانی اور تکبر کے باعث ہاتھوں سے کام کرنا کسرِ شان سمجھتے ہیں لیکن غربت کا علاج تو سخت محنت اور پیداوار میں اضافہ میں ہی ہے۔ اگر غریب ممالک میں تمام لوگ حضور یسوع مسیح کے نمونہ کی پیروی کریں تو چند سالوں میں اُنکی حالت سدھر سکتی ہے۔

حضور یسوع مسیح کی ولادتِ مبارک اور تیس[3] سال کی عمر میں عوامی خدمت کے آغاز کے درمیانی عرصے کے بارے میں کلامِ مقدس میں صرف یہی ایک واقعہ درج ہے البتہ اس تمام عرصہ کو اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ

---

[1] عبادت خانہ:- یہودیوں کی ہیکل صرف ایک تھی جو کہ یروشلیم میں تھی۔ لیکن عبادت خانے بہت تھے۔ ہر شہر اور قصبے میں یہودیوں نے اپنے لئے عبادت کی جگہیں مقرر کر رکھی تھیں۔ اُنہیں عبادت خانہ کہا جاتا تھا۔

"یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا" (انجیل شریف، لوقا ۲ : ۵۲)۔

حضرت یوحنا اصطباغی کی تبلیغ کا آغاز

یوحنا اصطباغی (یحییٰ نبی) تیس برس کے ہو چکے تھے۔ اب قیصر اوگوستس کی جگہ تبریس سلطنتِ رُوم میں حکمران تھا۔ یہودیہ کے صوبہ پر پنطیس پیلاطس اور دوسرے دو صوبوں پر ہیرودیس اعظم کے دو بیٹے حکومت کرتے تھے۔ شہزادہ ہیرودیس انتپاس گلیل اور پریہ کے صوبہ پر اور شہزادہ ہیرودیس فلپس دریائے یردن اور گلیل کی جھیل کے مشرقی علاقہ پر حکومت کرتا تھا۔ ان تیس سالوں میں قوم یہود میں مسیح موعود کی اُمید عروج پر پہنچ گئی اور آپ کا انتظار بڑی بے تابی سے کیا جانے لگا۔

حضرت یوحنا (یحییٰ) حضرت زکریاہ اور بی بی الیشبع کے خدا پرست گھر میں سنِ بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔ ایسے گھروں میں جہاں خدا تعالےٰ کا خوف مانا جائے اور محبت کا دَور دورہ ہو، خدا تعالےٰ مناسب وقت پر اپنے خادموں کو اپنی خدمت کے لئے اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔ خاموشی کے یہ سال تنہا مقامات میں گذر گئے جہاں حضرت یوحنا دُعا و بندگی میں مستغرق رہے تاکہ رُوح میں مضبوط بن جائیں اور حضور یسوع مسیح ابنِ مریم کی آمد اور آپ کے نیک کاموں اور منادی کے لئے راہ تیار کر سکیں۔ چنانچہ کتابِ مُقدّس میں مرقوم ہے :-

"وہ لڑکا بڑھتا اور رُوح میں قوت پاتا گیا اور اسرائیل پر ظاہر ہونے کے دن تک جنگلوں میں رہا" (انجیل شریف، لوقا ۱ : ۸۰)۔

حضرت یوحنا (یحییٰ) تارک الدنیا بن کر جنگلوں میں رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی جسمانی خواہشات پر قابو پانا سیکھ لیا تھا اور ٹڈیوں اور جنگلی شہد کو خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ وہ اونٹوں کے بالوں سے بنا ہوا جبہ پہنے رہتے اور کمر پر چمڑے کا کمر بند باندھے رکھتے تھے۔ اس عظیم الشان نبی پر جب خدا تعالےٰ کا کلام جنگل ہی

لہ صفحہ نمبر ۳۰ پر نقشہ دیکھئے

میں نازل ہوا تو اُنہوں نے فوراً الٰہی تحریک کی بنا پر تبلیغ شروع کر دی۔ اِس سلسلے میں انجیل شریف میں یوں مرقوم ہے کہ

"تبریُس قیصر کی حکومت کے پندرھویں برس۔۔۔ خُدا کا کلام بیابان میں زکریاہ کے بیٹے یوحنا پر نازل ہوا اور وہ یردن کے سارے گرد و نواح میں جا کر گناہوں کی مُعافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا، جیسا یسعیاہ نبی کے کلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ

بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ
خداوند کی راہ تیار کرو۔
اُس کے راستے سیدھے بناؤ۔
ہر ایک گھاٹی بھر دی جائے گی۔
اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ نیچا کیا جائے گا
اور جو ٹیڑھا ہے سیدھا
اور جو اونچا نیچا ہے ہموار راستہ بنے گا۔
اور ہر بشر خدا کی نجات دیکھے گا۔

پس جو لوگ اس سے بپتسمہ لینے کو نکل کر آتے تھے وہ ان سے کہتا تھا "اَے سانپ کے بچّو! تمہیں کس نے جتایا کہ آنے والے غضب سے بھاگو؟ پس توبہ کے مُوافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنا شروع نہ کرو کہ ابرہام ہمارا باپ ہے کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا اِن پتھروں سے ابرہام کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ اور اب تو درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہے۔ پس جو درخت اچھّا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۳: ۱-۱۰)۔

حضور یسوع مسیح اور یحییٰ نبی کی سیرتِ پاک اور تعلیمات کے اقتباسات مستند تاریخی دستاویزات ہیں۔ اِن میں مذکورہ متعدد شخصیتوں اور مقامات کی تصدیق غیر مذہبی مورخین بھی کرتے ہیں۔ شہنشاہ روم بھی جس کا ذکر اُوپر ہُوا ہے ایسا ہی ایک

کردار ہے۔

حضرت یوحنا (یحییٰ) نے دریائے یردن کے دونوں کناروں کے علاقوں میں تبلیغ شروع کی۔ انہوں نے عوام کو گناہوں سے توبہ کرنے اور پانی میں بپتسمہ[1] لینے کی تلقین کی۔ یہ اِس بات کا اعلانیہ نشان تھا کہ وہ آئندہ خدا تعالےٰ کی راستبازی کے معیار کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ متعدد اشخاص نے اُن سے بحث مباحثہ کیا کہ چونکہ وہ حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں اِس لئے خدا کسی صورت میں بھی اُنکے گناہ محسوب نہیں کرے گا۔ فی زمانہ بھی ایسے لوگ ہیں جو نسل پر تکیہ کرکے تائب ہونے کی ضرورت محسوس ہی نہیں کرتے۔ لیکن حضرت یوحنا (یحییٰ) نے جواب دیا کہ لازم ہے کہ ہر شخص بلا امتیاز نسل اپنی زندگی میں راست بازی کے پھلوں کا ثبوت دے۔

"لوگوں نے اُس سے پُوچھا پھر ہم کیا کریں؟ اُس نے جواب میں اُن سے کہا، جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اُس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ اور محصول لینے والے بھی بپتسمہ لینے کو آئے اور اُس سے پُوچھا کہ اے اُستاد ہم کیا کریں؟ اُس نے اُن سے کہا جو تمہارے لئے مقرر ہے اُس سے زیادہ نہ لینا۔ اور سپاہیوں نے بھی اُس سے پُوچھا کہ ہم کیا کریں؟ اُس نے اُن سے کہا نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ کسی سے ناحق کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو" (انجیل شریف ۳: ۱۰-۱۴)۔

اُس زمانہ میں لوگ مسیحِ موعود کا بڑی شدت سے انتظار کر رہے تھے۔ لہٰذا بہتوں کو گمان ہوا کہ کہیں حضرت یوحنا ہی مسیحِ موعود نہ ہوں! لیکن نبی نے انکار کرکے انہیں جواب دیا:۔

---

[1] بپتسمہ: پانی کے غوطے کی ایک ابتدائی رسم ہے جس میں ایک نو مرید اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ اور خدا کی مرضی پر چلنے کا اعلان کرتا ہے۔ (ا) یوحنا اصطباغی ایسا ہی کرتے تھے (ب) حضور یسوع مسیح نے بھی ان تمام کو جو آپ کے حقیقی پیروکار بننے کا اعلان کرتے ہیں بپتسمہ لینے کا حکم دیا۔

"مَیں تو تمہیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں مگر جو مجھ سے زور آور ہے وہ آنے والا ہے۔ مَیں اُس کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں۔ وہ تمہیں رُوح اُلقدّس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اُس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے تاکہ وہ اپنے کھلیہان کو خُوب صاف کرے اور گیہوں کو اپنے کھتّے میں جمع کرے مگر بھُوسی کو اُس آگ میں جلائے گا جو بُجھنے کی نہیں۔ پس وہ اور بہت سی نصیحت کر کے لوگوں کو خوشخبری سُناتا رہا" (انجیل شریف، لوقا ۳ : ۱۶۔۱۸)۔

حضرت یوحنّا کی منادی کے سبب سے لوگوں کے حوصلے اور بھی بڑھ گئے کہ وہ حضرت یوحنّا ہی کو مسیح موعود سمجھنے لگے۔ لیکن حقیقی مسیح اِس تمام عرصہ میں پس پردہ ہی رہے، جب تک کہ خُدا تعالےٰ کا مقرّرہ وقت آنہ پہنچا کہ وہ اپنے آپ کو ظاہر کریں۔

حضُور یسُوع مسیح کی خدمت کا علانیہ آغاز

آپ کے متعلق ۱۲ سال سے ۳۰ سال کی عمر کے درمیانی عرصہ کے بارے میں کوئی بھی تاریخی واقعہ معلوم نہیں۔ اُس وقت کے بارے میں جب آپ تقریباً تیس برس کے تھے کلامِ مُقدّس میں یوں مرقوم ہے :۔

"اُس وقت یسوؔع گلیلؔ سے یردؔن کے کنارے یوحنّا کے پاس اُس سے بپتسمہ لینے آیا۔ مگر یوحنّا یہ کہہ کر اُسے منع کرنے لگا کہ مَیں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تُو میرے پاس آیا ہے؟ یسوؔع نے جواب میں اُس سے کہا اب تُو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اِسی طرح ساری راستبازی پُوری کرنا مناسب ہے۔ اِس پر اُس نے ہونے دیا۔ اور یسوؔع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اُوپر گیا اور دیکھو اُس کے لئے آسمان کھُل گیا اور اُس نے خُدا کے رُوح کو کبوتر کی مانند اُترتے اور اپنے اُوپر آتے دیکھا" (انجیل شریف، متّی ۳ : ۱۳-۱۶)

حضور یسوؔع مسیح نے عوامی شہرت کا خیال نہیں کیا بلکہ اپنے چند رفیقوں

کے ہمراہ جنہوں نے مذکورہ بالا واقعہ کا مشاہدہ بچشم خود کیا تھا بھیڑ کو چھوڑ کر کسی ویران اور تنہا جگہ میں تشریف لے گئے۔ اِس سلسلے میں کلامِ مقدس میں یوں مرقوم ہے:-

"اُس وقت رُوح یسوعؔ کو جنگل میں لے گیا تاکہ ابلیس سے آزمایا جائے۔ اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کرکے آخر کو اُسے بھوک لگی" (انجیل شریف، متی ۴ : ۱)۔

آزمائش

روزے کے وسیلے سے جسمانی ضروریات کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ جسمانی خواہشات اُس شخص پر حکومت کرنے کی بجائے اُس کے تابع ہو جاتی ہیں۔ حضور یسوعؔ مسیح کو جسمانی خواہشات ہرگز مغلوب نہ کر سکتی تھیں۔ آپ ہر وقت اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے اور اپنی مرضی کے مطابق کام کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنی علانیہ خدمت کے آغاز کی آخری تیاری میں طویل روزہ رکھا۔

شیطان یعنی ابلیس ہر طرح کی راستی کا دشمن ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کا نورانی فرشتہ تھا۔ لیکن اُس نے اپنے تکبر کے باعث اُس سے بغاوت کی۔ اُس کے نتیجے میں وہ آسمان سے گرا دیا گیا اور اُس نے زمین پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ اب وہ حضور یسوعؔ مسیح کے مقابلے کے لئے میدان میں نکلا۔ لیکن بالآخر خدا تعالےٰ ابلیس کو شکست دیگا۔ پھر گناہ اُس خوبصورت دنیا کو داغدار نہ کر سکے گا بلکہ نفرت اور جنگ و جدل کی جگہ خدا تعالےٰ کی تمام کائنات میں محبت اور امن کا دور دورہ ہو گا۔ لیکن فی الحال ابلیس اور بدی کافی حد تک اس کائنات پر حکومت کرتے ہیں۔ شیطان نے تین مختلف طریقوں سے حضور یسوعؔ مسیح کو آزمانے اور مغلوب کرنے کی کوشش کی۔

پہلی آزمائش۔ روٹی

"آزمانے والے نے پاس آکر اُس سے کہا . . . فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں" (انجیل شریف، متی ۴ : ۳)۔

عام طور پر سیاستدان انتخابات جیتنے کے لئے عوام سے سستی خوراک اور کم محنت

کے عوض زیادہ سے زیادہ ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ رُومی قیصر بھی رعایا میں اپنی مقبولیت قائم رکھنے کے لئے مفلس عوام میں گندم مُفت تقسیم کیا کرتے تھے۔ بے شک اِنسان کی مادی ضروریات پُوری کرنا نہایت اہم اور ضروری ہے۔ لیکن اُس کی روحانی ضروریات اُن سے کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ لہٰذا حضور یسوع مسیح نے پتھروں کو روٹی میں تبدیل کرنے کی شیطانی آزمائش کو رَد کر دیا۔ کیونکہ انسان کی رُوحانی بھوک کو جسمانی خوراک سے مطمئن نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آپ نے جواب دیا۔

"لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے مُنہ سے نکلتی ہے" (آیت ۴)۔

حضور یسوع مسیح عوام کی اِس کمزوری سے بخوبی آگاہ تھے کہ وہ مُفت روٹی مہیا کرنے والے راہنما کی متابعت بلا چوں وچرا کرنے لگ جائیں گے لیکن جونہی کوئی مُصیبت برپا ہوگی تو وہ اُسی راہنما کی مخالفت پر تُل جائیں گے۔

اُس وقت حضور یسوع مسیح دنیاوی سلطنت قائم کرنے نہیں آئے تھے۔ انسانوں پر آپ کا اختیار رُوحانی اصولات پر مبنی ہے اور اُن میں سے پہلا، جس طرح کلامِ مُقدس میں بتایا گیا ہے خدا تعالےٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے آمادگی ہے۔

دوسری آزمائش۔ عوام میں مقبولیت

"تب ابلیس اُسے مُقدس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اُس سے کہا کہ ۔ ۔ ۔ اپنے تئیں نیچے گرا دے کیونکہ لکھا ہے کہ
وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا
اور وہ تجھے ہاتھوں پر اُٹھا لیں گے
ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے" (انجیل شریف متی ۴: ۵-۶)۔

اگر حضور یسوع مسیح کسی عظیم معجزہ کے توسط سے اپنے تئیں ایک بڑے مجمع کے سامنے ہیکل کے کنگرے سے گرا دیتے اور خراش تک نہ آتی، تو آپ مقبولِ عام اور ہر دلعزیز تو ضرور ہو جاتے مگر یہ تھوڑی دیر کی واہ واہ سے زیادہ نہ ہوتا۔ بدکار دِل تبدیل نہ ہو جاتے۔ بے شک ظاہرا طور پر تو تبدیلی نظر آتی لیکن خدا تعالےٰ کے خلاف بغاوت و گناہ دِل کی گہرائیوں

ہیں موجود اور لاتبدیل رہتا۔ متعدد مواقع پر حضور یسوع مسیح نے عقل و ذہن کی تسکین کے لئے معجزات دکھانے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ہمیشہ اپنی قدرت کو سطحی کاموں کیلئے استعمال کرنے سے گریز کیا۔ آپکے معجزات صرف نوعِ انسانی کو فائدہ پہنچانے کیلئے تھے۔ لہٰذا آپ نے ابلیس کی اِس پیش کش کو رد کر دیا اور ساتھ ہی اُسے کلامِ خدا کو موڑ توڑ کر پیش کرنے پر ملامت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ بھی لکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کی آزمائش نہ کر" (آیت ۷)۔

تیسری آزمائش:۔ دُنیا پر اختیار

کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہے کہ

"پھر ابلیس اُسے ایک بہت اُونچے پہاڑ پر لے گیا اور دُنیا کی سب سلطنتیں اور اُن کی شان و شوکت اُسے دکھائی۔ اور اُس سے کہا اگر تُو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دونگا"

(انجیل شریف، ۴: ۸-۹)۔

متعدد عظیم اشخاص دنیاوی اختیار کی حرص میں آکر ابلیس کے پیروکار بن گئے اور اسی کے طور طریقے اپنانے لگے۔ وہ عوام پر اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے سچائی کو پس پشت ڈال کر جھوٹ کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ ایک موقع پر جب چند یہودیوں نے حضور یسوع مسیح کی مخالفت کی تو آپ نے فرمایا۔

"اگر خُدا تمہارا باپ ہوتا تو تم مجھ سے محبت رکھتے، اِس لئے کہ مَیں خُدا میں سے نکلا اور آیا ہوں کیونکہ مَیں آپ سے نہیں آیا بلکہ اُسی نے مجھے بھیجا۔ تم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اِس لئے کہ میرا کلام سُن نہیں سکتے۔ تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پُورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خُونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اُس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھُوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے لیکن میں جو سچ بولتا ہوں، اِسی لئے تم میرا یقین نہیں کرتے" (انجیل شریف یوحنا ۸: ۴۲-۴۵)۔

حضور یسوع مسیح نے ابلیس کی پرستش کرنے اور اُس کی تدبیروں اور اصولوں پر چلنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپ کا نوعِ انسانی پر غلبہ اثر صرف سچائی پر مبنی ہے۔ آپ نے دھوکے بازی، ریاکاری، جھوٹ و فریب اور جھوٹے پراپیگنڈے کی مذمت کی اور اپنے پیروکاروں کو تاکید کی کہ وہ آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر صورت میں حق کا دامن تھامے رہیں۔

اِس تیسری آزمائش میں ابلیس دعوے کرتا ہے کہ اُسے دنیا کی تمام سلطنتوں اور اُن کی شان و شوکت پر پورا اختیار حاصل ہے۔ حضور یسوع مسیح نے ابلیس کے اِس دعوے کو نہیں جھٹلایا بلکہ خود بھی اِس بات کی تصدیق کی کہ یہ دنیا ابلیس کے ہاتھوں میں ہے۔ البتہ آپ نے یہ خوشخبری دی کہ اِس سے بچاؤ ممکن ہے۔ جو بھی ابلیس اور اُس کی تجویزوں کو رد کرے اور توبہ کر کے خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کرے وہ آسمان کی بادشاہت میں داخل ہوگا۔ آپ نے ابلیس کو جھڑک کر کہا

"اے شیطان، دُور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تُو خداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر" (انجیل شریف، متی ۴ : ۱۰)۔

حضور یسوع مسیح نے اپنی تعلیم و تبلیغ میں شریعت کے پہلے حکم پر خاص زور دیا جو یوں ہے :۔

"خداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے۔ اور تُو خداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" (انجیل شریف، مرقس ۱۲ : ۳۰)۔

ابلیس کی تمام آزمائشوں کے جواب میں جو رویہ حضور یسوع مسیح نے اختیار کیا اور جو جواب آپ نے دِئے، وہ تمام خدا تعالےٰ کے حسبِ منشا تھے۔ چنانچہ ابلیس شکست کھا کر وہاں سے چلا گیا اور فرشتگان آ کر آپ کی خدمت کرنے لگے۔

حضور یسوع مسیح کی حضرت یوحنا کے پاس واپسی

آزمائش کے چالیس دن گزر جانے کے بعد حضور یسوع مسیح اُس مجمع کے پاس واپس تشریف لے آئے جو اب تک حضرت یوحنا کے وعظ و نصیحت سُننے کے لئے

اُن کے گرد جمع تھا۔ دریں اثنا، یروشلیم کے قائدینِ دین نے اُس سوال کے بارے میں جو عوام میں گشت کر رہا تھا، اپنے کاہن حضرت یوحنّا کے پاس بھیجے۔ جب کاہنوں نے حضرت یوحنّا سے سوال کیا کہ وہ کون ہیں تو اُنھوں نے نہایت انکساری سے جواب دیا۔

"مَیں تو مسیح نہیں ہوں"

اُنہوں نے اس سے پُوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ (حضرت الیاؔس) ہے؟ اُس نے کہا مَیں نہیں ہوں

کیا تو وہ نبی ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ نہیں

پس انہوں نے اس سے کہا پھر تُو ہے کون؟ تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تُو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے

بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔

یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ، نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟

"یوحنّا نے جواب میں اُن سے کہا "مَیں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں۔ تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے۔ یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جُوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں" (یوحنّا ۱: ۲۰-۲۷)۔

اِس مردِ خدا نے خدا تعالےٰ کے اِرادہ و تجویز کی تکمیل میں اپنا کردار پوری طرح ادا کیا۔ لیکن وہ اپنی ذات کے لئے کبھی تعریف و توصیف کے متمنی نہ ہوئے۔ انہوں نے حضور یسوع مسیح کے بارے میں فرمایا

"ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور مَیں گھٹوں" (انجیل شریف، یوحنّا ۳: ۳۰)۔

کاہنوں کے سوال و جواب کے دوسرے دن حضرت یوحنّا نے حضور یسوع مسیح کو اپنی طرف آتے دیکھ کر فرمایا

"دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت مَیں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مُقدم ٹھہرا ہے کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا اور مَیں تو اُسے پہچانتا نہ تھا مگر اِس لئے پانی سے بپتسمہ دیتا ہُوا آیا کہ وہ اسرائیل پر ظاہر ہو جائے۔
اور یُوحنّا نے یہ گواہی دی کہ
مَیں نے رُوح کو کبوتر کی طرح آسمان سے اُترتے دیکھا ہے اور وہ اُس پر ٹھہر گیا۔ اور مَیں تو اُسے پہچانتا نہ تھا مگر جس نے مجھے پانی سے بپتسمہ دینے کو بھیجا اُسی نے مجھ سے کہا کہ جس پر تُو رُوح کو اُترتے اور ٹھہرتے دیکھے وہی رُوح اُلقدس سے بپتسمہ دینے والا ہے۔" (انجیل شریف، یوحنا ۱: ۲۹-۳۳)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب حضرت یوحنا (یحییٰ نبی) محسوس کرنے لگے تھے کہ حکومتِ وقت اُن کی مخالفت کرے گی جس کا نتیجہ جلد ہی اُن کی گرفتاری کی صورت میں نکلے گا۔ لہٰذا وہ اب زیادہ وضاحت سے المسیح کی شخصیت کو نمایاں کر کے اپنے شاگردوں کو آپکی پیروی کرنے کی تلقین کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے مزید کہا

"دیکھو یہ خُدا کا برّہ ہے! وہ دونوں شاگرد اُس کو یہ کہتے سُن کر یسوع کے پیچھے ہو لئے۔ یسوع نے پھر کر اور اُنہیں پیچھے آتے دیکھ کر اُن سے کہا تم کیا ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اُس سے کہا اے ربّی (یعنی اَے اُستاد) تو کہاں رہتا ہے؟ اُس نے اُن سے کہا چلو دیکھ لوگے۔ پس انہوں نے آ کر اُس کے رہنے کی جگہ دیکھی اور اُس روز اُس کے ساتھ رہے۔ اور یہ دسویں گھنٹے کے قریب تھا۔ ان دونوں میں سے جو یوحنا کی بات سُن کر یسوع کے پیچھے ہو لئے تھے ایک شمعون پطرس کا بھائی اندریاس تھا۔ اُس نے پہلے اپنے سگے بھائی

لہ صفحہ نمبر ۲۹۳ پر نوٹ نمبر ۴ دیکھئے۔

شمعون سے مل کر اُس سے کہا کہ ہم کو خرستُس[1] یعنی مسیح مل گیا۔ وہ اُسے
یسوع کے پاس لایا " (انجیل شریف، یوحنا ۱: ۳۶-۴۲)۔

حضور یسوع مسیح کی طرح اندریاس اور پطرس بھی صوبہ گلیل کے باشندے تھے۔ دونوں جوان آدمی تھے۔ وہ حضرت یوحنا (یحییٰ نبی) کی پُرجوش تبلیغ سے بڑے متاثر ہو کر گلیل کو چھوڑ کر جنوبی علاقہ میں آ گئے تھے۔ وہ ماہی گیر تھے اور اُن کی جائے رہائش گلیل کی جھیل کے ساحلی قصبہ بیت صیدا میں تھی۔

اب حضور یسوع مسیح نے حضرت یوحنا کو چھوڑ کر شمال کی طرف صوبہ گلیل کو تشریف لے جانے کا ارادہ کیا جو وہاں سے تین چار دن کی مسافت پر تھا۔ روانہ ہونے سے پیشتر آپ نے فلپس کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ وہ بھی بیت صیدا ہی کا باشندہ تھا۔

قانا کے مقام پر شادی

جب آپ اپنے گاؤں ناصرت پہنچ گئے تو کچھ دنوں بعد آپ کو شاگردوں سمیت ایک گاؤں قانا سے شادی میں شمولیت کی دعوت ملی۔ قانا، ناصرت سے ۸ میل کے فاصلہ پر تھا۔ مُقدسہ مریم اور دیگر رشتہ دار بھی اِس شادی میں مدعو تھے۔ یہاں پر آپ نے اپنے پہلے معجزے سے اپنی قدرت اور اختیار کا مظاہرہ کیا۔ چونکہ مُلکِ فلسطین میں انگور بہتات سے پیدا ہوتے ہیں اِس لئے جیسے ہمارے ہاں مہمانوں کو چائے پلانے کا دستور ہے ویسے ہی وہاں انگور کا رس بطور مشروب استعمال ہوتا تھا۔ اِس شادی کے دوران گھر والے بڑے پریشان ہوئے کیونکہ انگور کا رس وقت سے پہلے ہی ختم ہونے لگا۔ خدشہ تھا کہ اُنہیں شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے۔ چونکہ مُقدسہ مریم بھی دُولہا کی رشتہ دار تھیں۔ لہٰذا وہ بھی میزبانوں کی پریشانی میں شریک تھیں چنانچہ وہ جھٹ حضور یسوع مسیح کے پاس پہنچیں اور کہا

" اُن کے پاس مے نہیں رہی . . . اُس کی ماں نے خادموں سے کہا جو کچھ یہ تم سے کہے وہ کرو " (انجیل شریف ۲: ۳، ۴)۔

---

[1] خرستُس اور مسیح کا ایک ہی مطلب ہے۔ خرستُس یونانی اور مسیح عبرانی لفظ ہے۔ دونوں کا مطلب " مسیح کیا ہُوا " ہے۔

کلامِ مقدس باقی ماندہ واقعہ کو یوں بیان کرتا ہے :-

"وہاں یہودیوں کی طہارت کے دستور کے موافق پتھر کے چھ مٹکے رکھے تھے اور اُن میں دو دو تین تین من کی گنجائش تھی۔ یسوع نے اُن سے کہا مٹکوں میں پانی بھر دو۔ پس انہوں نے اُن کو لبالب بھر دیا۔ پھر اُس نے اُن سے کہا اب نکال کر میرِ مجلس کے پاس لے جاؤ۔ پس وہ لے گئے۔ جب میرِ مجلس نے وہ پانی چکھا جو مے بن گیا تھا اور جانتا نہ تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے (مگر خادم جنہوں نے پانی نکالا تھا جانتے تھے)۔ تو میرِ مجلس نے دُولہا کو بلا کر اُس سے کہا۔ ہر شخص پہلے اچھی مے پیش کرتا ہے اور ناقص اُس وقت جب پی کر چھک گئے۔ مگر تُو نے اچھی مے اب تک رکھ چھوڑی ہے۔ یہ پہلا معجزہ یسوع نے قانائے گلیل میں دکھا کر اپنا جلال ظاہر کیا اور اُسکے شاگرد اس پر ایمان لائے" (انجیل شریف، یوحنا ۲: ۶-۱۱)۔

اِس شادی میں حضور یسوع مسیح کی شمولیت بیاہ شادی اور ازدواجی زندگی کی پاکیزگی کے بارے میں آپ کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ آپ نے تعلیم دی کہ ابتدا ہی سے خدا تعالےٰ کی نسلِ انسانی کے بارے میں یہ منشا رہی ہے کہ میاں بیوی کمال وفاداری سے مل کر باہم زندگی بسر کریں تاوقتیکہ موت انہیں جُدا نہ کر دے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فریسیوں نے آپ کو آزمانے کے لئے سوال کیا۔

"کیا ہر ایک سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ اُس نے جواب میں کہا کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جس نے اُنہیں بنایا اس نے ابتدا ہی سے اُنہیں مرد اور عورت بنا کر کہا کہ اِس سبب سے مرد باپ سے اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اِس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جُدا نہ کرے۔

انہوں نے اُس سے کہا پھر موسیٰ نے کیوں حکم دیا ہے کہ طلاق نامہ دے کر چھوڑ دی جائے؟

اُس نے اُن سے کہا کہ موسیٰ نے تمہاری سخت دِلی کے سبب سے

تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا۔
اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی
اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا
ہَے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہَے۔
شاگردوں نے اُس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے ساتھ ایسا ہی حال
ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں "۔
" اُس نے اُن سے کہا کہ سب اِس بات کو قبول نہیں کر سکتے مگر وہی
جن کو یہ قدرت دی گئی ہَے۔ کیونکہ بعض خوجے اَیسے ہیں جو ماں کے
پیٹ ہی سے اَیسے پَیدا ہوئے اور بعض خوجے اَیسے ہیں جن کو آدمیوں
نے خوجہ بنایا اور بعض خوجے اَیسے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہی
کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ جو قبول کر سکتا ہَے وہ قبول کرے"
(انجیل شریف، متی ۱۹ : ۳-۱۲)۔
جس طرح فی زمانہ گناہ کا دَور دورہ ہَے اُسی طرح دو ہزار سال پیشتر بھی گناہ اپنی
پُوری شدت سے موجود تھا۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں عام طور پر میاں بیوی ایک دوسرے
کے وفادار نہ تھے اور طلاق عام تھی۔ اِسی آزادی کی شہ پر شہزادہ ہیرودیس انتپاس زناکاری
کا مرتکب ہوا جس کے سبب حضرت یوحنا نے اُسے لعنت ملامت کی تھی۔ امراء

لہ یہاں حضور یسوع مسیح نے اپنے حواریّن کے اعتراض کا جواب دیا ہَے۔ آپ نے یہاں
تجرّد کی ترغیب نہیں دی اور نہ اُسکی تعریف کی ہے۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ بعض لوگ
پیدائش ہی سے شادی کے ناقابل ہوتے ہیں، بعض کو آدمی اپنی اغراض کی خاطر
مخنّث بنا دیتے ہیں اور بعض خدا تعالےٰ کی خاطر شادی سے احتراز کرتے ہیں تاکہ
اُس کی خدمت زیادہ آزادی کے ساتھ کر سکیں۔ اگر انسان اپنی نفسانی خواہشات
کو قابُو میں نہیں رکھ سکتا (کیونکہ یہ سب کے بس کی بات نہیں ہے) تو بہتر ہے کہ وہ شادی
کرے۔ کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہَے "اگر ضبط نہ کر سکیں تو بیاہ کر لیں کیونکہ بیاہ کرنا مست
ہونے سے بہتر ہے (۱۔ کرنتھیوں ۷ : ۹)۔ مترجم۔

غربا دونوں طبقوں پر شہوانی خواہشات سوار تھیں۔ نہایت تھوڑے لوگ خدا تعالےٰ کے اخلاقی معیار کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر حضور یسوع مسیح نے فرمایا کہ نہ صرف زنا کاری کے عملی گناہ سے بچنا ہے بلکہ شہوانی خیالات کو کبھی اپنے نزدیک نہیں پھٹکنے دینا چاہیئے۔ آپ نے اپنے مشہورِ زمانہ پہاڑی وعظ میں فرمایا:۔

"تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا" (انجیل شریف متی ۵ : ۲۷-۲۸)۔

اِس دنیا میں حقیقی خوشی اُس گھر میں ہوتی ہے جہاں خدا تعالےٰ کی پرستش کی جاتی ہے اور میاں بیوی پیار و محبّت سے رہتے ہیں۔ وہ اپنے بچوّں کی پرورش اور تربیت اِس طور سے کرتے ہیں کہ وہ خُدا تعالےٰ کو پیار کریں اور اس کا خوف مانیں۔ اِس دنیا میں حضورِ یسوع مسیح کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ ہر مرد و زن کو خُدا تعالےٰ کی اطاعت گزاری کے لئے ترغیب دیں، کیونکہ حقیقی خوشی اور حقیقی اطمینان اُس کی تابعداری میں ہی پنہاں ہے۔

گو حضور یسوع مسیح گناہ سے مبّرا و منزہ تھے تاہم آپ اُن گنہگاروں کو پیار کرتے اور اُن پر رحم کرتے تھے جو پُورے دل سے توبہ کرکے مغفرت کے طالب ہوئے اور آئندہ ایسی زندگی بسر کرنے پر آمادہ تھے جو خدا تعالےٰ کو پسند خاطر ہو۔ ذیل کے واقعہ سے آپ کی بے پایاں محبّت اور رحم اُجاگر ہوتا ہے۔ ایک دن صبح کے وقت ہیکل میں آپ کے چوگرد ایک بڑی جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ آپ نے انہیں یوں درس دینا شروع کیا۔

"فقیہ اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زنا میں پکڑی گئی تھی اور اُسے بیچ میں کھڑا کرکے یسوع سے کہا اَے استاد! یہ عورت زنا میں عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہے۔ توریت میں موسیٰ نے حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں۔ پس تو اِس عورت کی نسبت کیا کہتا ہے"؟

انہوں نے اُسے آزمانے کے لئے یہ کہا تاکہ اُس پر الزام لگانے کا کوئی سبب نکالیں۔ مگر یسوع جُھک کر انگلی سے زمین پر لکھنے لگا۔

جب وہ اُس سے سوال کرتے ہی رہے تو اُس نے سیدھے ہو کر اُن سے کہا کہ جو تم میں بے گناہ ہو وہی پہلے اُس کے پتھر مارے۔ اور پھر جھک کر زمین پر انگلی سے لکھنے لگا۔ وہ یہ سن کر بڑوں سے لے کر چھوٹوں تک ایک ایک کر کے نکل گئے اور یسوؔع اکیلا رہ گیا اور عورت وہیں بیچ میں رہ گئی۔ یسوؔع نے سیدھے ہو کر اُس سے کہا اَے عورت یہ لوگ کہاں گئے؟ کیا کسی نے تجھ پر حکم نہیں لگایا؟ اُس نے کہا اَے خداوند، کسی نے نہیں۔ یسوؔع نے کہا مَیں بھی تجھ پر حکم نہیں لگاتا جا پھر گناہ نہ کرنا" (انجیل شریف یُوحنا ۸: ۳-۱۱)۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ مذہب کے یہ ٹھیکیدار اُس مرد کو نہیں لائے بلکہ صرف عورت کو۔ آخر کیوں؟ وہ بھی تو سزا کا حقدار تھا۔ مردوں کا بے بس عورتوں پر تشدّد اور ان کا استحصال خدا کے نزدیک نفرت انگیز گناہ ہے۔ حضور یسوؔع مسیح نے قانای گلیل کی شادی میں شرکت سے میاں بیوی کے ایک دوسرے کے رفیقِ حیات ہونے کے مُقدّس عہد کو عزّت بخشی۔ انجیلِ جلیل میں آپ کے ایک حواری پطرسؔ اسی موضوع پر یوں رقمطراز ہیں:-

"اَے شوہرو! تم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اُس کی عزّت کرو اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں تاکہ تمہاری دُعائیں رُک نہ جائیں۔"

(انجیلِ شریف، ۱۔ پطرس ۳: ۷)۔

حضور یسوؔع مسیح نے عوام کو نہ صرف زبانی وعظ و نصیحت کی بلکہ اپنے اعمال و کردار سے بھی اُن کی تربیّت کی۔

یروشلیم میں آمد

قانای گلیل کی شادی کی شرکت کے بعد حضور یسوؔع مسیح اپنی والدہ محترمہ اور بھائیوں کے ساتھ چند دنوں کے لئے کفرنحوم تشریف لے گئے۔ اور پھر وہاں سے

جنوب کی طرف یروشلیم شہر کی راہ لی تاکہ عیدِ فسح[1] کی رسومات میں شریک ہوں - ۱۸ سال پیشتر آپ اسی عید میں یروشلیم تشریف لائے تھے جب آپ نے بارہ۱۲ سال کی عمر میں علمائے دین سے بحث کی تھی - یروشلیم پہنچ کر آپ نے ہیکل کے صحن میں جو نظارہ دیکھا اُس سے آپ کا دل برانگیختہ ہوگیا - ایک طرف تو قربانی کے جانوروں کی خرید و فروخت اور سودا بازی کے شوروغل سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی - اور دوسری طرف صرافوں کے تختوں پر سکوں[2] کی کھنکھناہٹ سے ہیکل کے تقدّس کی بے حرمتی ہو رہی تھی - زائرینِ ہیکل کے دل میں خدا تعالےٰ کی پرستش کے خیال کی بجائے روپے پیسے کا بھوت سوار تھا - جب حضور یسوع مسیح نے مذہب کی آڑ میں تاجروں کے ہاتھوں غریبوں کو لٹتے دیکھا تو آپ جل بھُن گئے - کلامِ مُقدّس میں یوں مرقوم ہے :-

"اُس نے ہیکل میں بیل اور بھیڑ اور کبوتر بیچنے والوں کو اور صرافوں کو بیٹھے پایا - اور رسیوں کا کوڑا بنا کر سب کو یعنی بھیڑوں اور بیلوں کو ہیکل سے نکال دیا اور صرافوں کی نقدی بکھیر دی اور اُن کے تختے اُلٹ دیئے - اور کبوتر فروشوں سے کہا اِن کو یہاں سے لے جاؤ - میرے باپ کے گھر کو تجارت کا گھر نہ بناؤ - اُسکے شاگردوں کو یاد آیا کہ لکھا ہے - تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا جائے گی" (انجیل شریف، یوحنا ۲ : ۱۴ - ۱۷) -

ابتدا ہی سے بعض پیشہ ور مذہبی راہنما عبادت گذاروں سے مذہب کی آڑ میں روپیہ بٹورتے رہے ہیں - لیکن حضور یسوع مسیح نے خانۂ خدا کی غیرت میں جانوروں اور تاجروں کو اُس مُقدّس مقام سے باہر نکال دیا - آپ نے بڑی صفائی سے فرمایا کہ

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۴ پر نوٹ نمبر ۵ دیکھئے -

[2] ہیکل میں صرف یہودی سکّہ ہی قبول کیا جاتا تھا - اِس لیئے لوگ رومی اور دیگر ممالک کے سکّے یہودی سکّہ میں تبدیل کرا لیتے تھے تاکہ ہیکل کے خزانہ میں نذرانہ ڈال سکیں - غیر یہودی سکّہ ناپاک سمجھا جاتا تھا - مترجم -

عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" (انجیل شریف متی ۶ : ۲۴)۔

انجیل شریف میں اُن لوگوں کے بارے میں مرقوم ہے

"فریسی جو زردوست تھے ان سب باتوں کو سُن کر اُسے ٹھٹھوں میں اڑانے لگے" (انجیل شریف لوقا ۱۶ : ۱۴)۔

مقامِ افسوس ہے کہ حضور یسوعؔ مسیح کے کئی نام نہاد پیرو کاران فریسیوں کی مانند ہی تھے۔ انہوں نے روپے پیسے کو اپنا خدا بنا رکھا تھا مذکورہ بالا واقعہ سے حضور یسوعؔ مسیح نے اِس بات کا اظہار کیا کہ اُنہیں مذہب کے نام میں پیسہ بٹورنے سے کتنی گھن ہے۔

کچھ قائدین دین عوام کے توہم اور جہالت سے مالی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ وہ غریب اور جاہل عوام کو بدنظری سے بچانے کے نام میں تعویذ فروخت کرتے ہیں۔ دوسرے یتیم خانوں وغیرہ کے نام میں اپنی غرض پوری کرتے ہیں۔

خدائے تبارک وتعالےٰ کے سچے خادم حضور یسوعؔ مسیح نے ذخیرہ اندوزی اور دولت نوازی کی ہمیشہ مذمت کی اور غریبوں کا استحصال کرنے والوں کے خلاف آواز اٹھائی۔ یہودی آپ کے اس رویّہ سے غضبناک ہوئے۔ انہوں نے آپ سے بڑی ترشی کے ساتھ سوال کیا۔

"تُو جو ان کاموں کو کرتا ہے ہمیں کونسا نشان دکھاتا ہے؟ یسوعؔ نے جواب میں ان سے کہا اِس مَقدِس کو ڈھا دو تو میں اُسے تین دن میں کھڑا کردونگا۔ یہودیوں نے کہا چھیالیس برس میں یہ مَقدِس بنا ہے اور کیا تو اُسے تین دن میں کھڑا کردے گا؟" (انجیلِ شریف یوحنا ۲ : ۱۸-۲۰)۔

وہ آپ کی اِس عمیق رمز کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ بعدازاں جب آپ کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے آپ پر انہی باتوں کی بنا پر ہیکل کو مسمار کرنے کا الزام عائد کیا۔ لیکن آپ نے تو یہ اشارہ درحقیقت اپنے جسدِ اقدس کی طرف کیا تھا۔ یہ آپ کی پیشین گوئی

تھی کہ آپ موت پر غالب آکر تیسرے روز مُردوں میں سے جی اٹھیں گے۔

"جب وہ یروشلیم میں فسح کے وقت عید میں تھا تو بہت سے لوگ اُن معجزوں کو دیکھ کر جو وہ دکھاتا تھا اُس کے نام پر ایمان لائے۔ لیکن یسوع اپنی نسبت اُن پر اعتبار نہ کرتا تھا اِس لئے کہ وہ سب کو جانتا تھا۔ اور اِس کی حاجت نہ رکھتا تھا کہ کوئی انسان کے حق میں گواہی دے کیونکہ وہ آپ جانتا تھا کہ انسان کے دل میں کیا کیا ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۲: ۲۳-۲۵)۔

تمام قائدین بداخلاق اور استحصال پسند نہیں ہوتے۔ ہر قوم اور معاشرے کے ہر طبقے میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالےٰ کے حقیقی متلاشی اور سچائی اور راستی کے بھوکے ہوتے ہیں۔ ایسے مرد و زن حق کو بہر صورت معلوم کرنے کے متمنی رہتے ہیں۔ جب تک کہ اُن کی دِلی تسکین نہ ہو جائے وہ تحقیق و تفتیش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اِسی قسم کا ایک شخص نیکدیمس تھا۔ یہ اعلےٰ مرتبت یہودی فریسیوں کے فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس نے حضور یسوع مسیح کو درس دیتے اور نزاعی مسائل کو بیان کرتے سنا تھا۔ اُس نے لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے رات کے وقت آپ سے یروشلیم میں ملاقات کی۔ اُس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا

"اے ربّی[1] ہم جانتے ہیں کہ تو خدا کی طرف سے استاد ہو کر آیا ہے کیونکہ جو معجزے تو دکھاتا ہے کوئی شخص نہیں دکھا سکتا جب تک خدا اُس کے ساتھ نہ ہو" (انجیل شریف یوحنا ۳: ۲)۔

نیکدیمس دوسرے فریسیوں کی نسبت زیادہ حقیقت پسند تھا۔ وہ حضور یسوع مسیح کے اعمال و اقوال دیکھ کر اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ آپ ایک ایسے استاد ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ہیں۔ گو نیکدیمس اُمّت میں دینی مسائل کا استاد سمجھا جاتا تھا تاہم اب وہ ایسی گہری حقیقتوں کے بارے میں سننے والا تھا جو اُس کی بھی فہم و ادراک سے بالا تھیں۔

---

[1] ربّی:- یہودیوں میں دینی تعلیم دینے والے اُستاد ربّی کہلاتے تھے۔ مترجم۔

"یسوع نے جواب میں اس سے کہا میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا نیکدیمس نے اُس سے کہا آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟

"یسوع نے جواب دیا کہ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے۔ تعجب نہ کر کہ میں نے تجھ سے کہا تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے۔ ہَوا جدھر چاہتی ہے چلتی ہے اور تو اُس کی آواز سنتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے۔ جو کوئی رُوح سے پیدا ہوا ایسا ہی ہے۔

"نیکدیمس نے جواب میں اس سے کہا یہ باتیں کیونکر ہو سکتی ہیں؟ یسوع نے جواب میں اس سے کہا بنی اسرائیل کا اُستاد ہو کر کیا تو اِن باتوں کو نہیں جانتا؟ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو ہم جانتے ہیں وہ کہتے ہیں اور جسے ہم نے دیکھا ہے اُس کی گواہی دیتے ہیں اور تم ہماری گواہی قبول نہیں کرتے۔ جب میں نے تم سے زمین کی باتیں کہیں اور تم نے یقین نہیں کیا تو اگر میں تم سے آسمان کی باتیں کہوں تو کیونکر یقین کرو گے؟ اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اُس کے جو آسمان سے اُترا یعنی ابنِ آدم جو آسمان میں ہے۔ اور جس طرح موسیٰ نے سانپ[1] کو بیابان میں اُونچے پر چڑھایا اُسی طرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم[2] بھی اُونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ

---

[1] حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم کے مطابق پیتل کا سانپ بنا کر ایک بلّی پر لٹکایا تھا تاکہ وہ لوگ جنہیں نافرمانی کے سبب سانپوں نے ڈسا تھا اُس پر نظر کریں اور بچ جائیں (دیکھئے توریت شریف گنتی ۲۱: ۹)۔

[2] دیکھئے صفحہ نمبر ۲۹۴ نوٹ نمبر ۶

کی زندگی پائے۔

"کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ کیونکہ خُدا نے بیٹے کو دنیا میں اِس لئے نہیں بھیجا کہ دنیا پر سزا کا حکم کرے بلکہ اِس لئے کہ دنیا اُس کے وسیلہ سے نجات پائے۔ جو اُس پر ایمان لاتا ہے اُس پر سزا کا حکم نہیں ہوتا۔ جو اُس پر ایمان نہیں لاتا اُس پر سزا کا حکم ہو چکا۔ اسلئے کہ وہ خدا کے اکلوتے بیٹے کے نام پر ایمان نہیں لایا۔ اور سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نُور دنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نُور سے زیادہ پسند کیا۔ اِس لئے کہ اُن کے کام بُرے تھے۔ کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نُور کے پاس نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے۔ مگر جو سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نُور کے پاس آتا ہے تاکہ اُس کے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں" (انجیل شریف یوحنّا ۳ : ۲-۲۱)۔

نیکدیمس پر ان باتوں کا گہرا اثر ہوا کیونکہ بعد ازاں وہ اُن تھوڑے سے لوگوں میں شریک تھا جنہوں نے حضور یسوع مسیح کی تکفین و تدفین میں حصّہ لیا۔ اِس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

یہودیہ میں

نیکدیمس کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں سمیت یردن دریا کے قریبی علاقے میں تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں لوگوں سے وعظ فرمایا۔ جو آپ پر ایمان لائے اُنہیں حواریوں نے بپتسمہ دیا اور وہ آپ کے پیروکار بن گئے۔ دریائے یردن کے پار ہی چند میل دُور پریہ کے علاقہ میں حضرت یُوحنّا (یحییٰ نبی) بھی تبلیغ کرتے اور بپتسمہ دیتے تھے۔ لیکن اب زیادہ تر لوگ حضرت یوحنّا کو چھوڑ کر حضور یسوع مسیح

لہ دیکھئے صفحہ نمبر ۲۹۴ نوٹ نمبر ۷

کے فرمودات سُننے کے لیئے یہودیہ آنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت یوحنا کے شاگرد پریشان ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اُستاد سے کہا

"اَے ربی! جو شخص یردن کے پار تیرے ساتھ تھا جس کی تُو نے گواہی دی ہے دیکھ وہ بپتسمہ دیتا ہے اور سب اُس کے پاس آتے ہیں۔ یوحنا نے جواب میں کہا انسان کچھ نہیں پا سکتا جب تک اُس کو آسمان سے نہ دیا جائے۔ تم خُود میرے گواہ ہو کہ مَیں نے کہا مَیں مسیح نہیں مگر اُس کے آگے بھیجا گیا ہوں۔ جس کی دلہن ہے وہ دُولہا ہے۔ مگر دُولہا کا دوست جو کھڑا ہوا اُس کی سُنتا ہے دولہا کی آواز سے بہت خوش ہوتا ہے۔ پس میری یہ خوشی پوری ہوگئی۔ ضرور ہے کہ وہ بڑھے اور مَیں گھٹوں" (انجیل شریف، یوحنا ۳: ۲۶-۳۰)۔

اُس کے بعد اچانک ہی حضرت یوحنا کی تبلیغی خدمت ختم ہوئی۔ شہزادہ ہیرودیس انتپاس نے سپاہی بھیج کر اُنہیں قید کر لیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ گناہوں سے توبہ اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی منادی کیا کرتے تھے۔ شہزادہ انتپاس نے اپنے سوتیلے بھائی شہزادہ فلپس کی بیوی ہیرودیاس کو اپنی بیوی بنا لیا تھا۔ حضرت یوحنا نے اُسے لعنت ملامت کی تھی کہ "اُس کا رکھنا تجھے روا نہیں" (انجیل شریف، متی ۱۴: ۴)۔ ہیرودیس انتپاس مردِ خدا کی ملامت کو برداشت نہ کر سکا۔ چونکہ وہ نہ توبہ کرنے اور نہ اپنی نئی بیوی کو الگ کرنے کو تیار تھا اِس لیئے اس نے حضرت یوحنا کا منہ بند کرنے کے لیئے انہیں قید میں ڈال دیا۔

ابتدائے آفرینش سے بدکار، نیکوکاروں سے نفرت کرتے آئے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے متعدد وفادار خادم اور انبیا محض اِس بنا پر قید و بند کی مصیبتیں جھیلتے رہے کہ وہ بڑی وفاداری سے حق پر گواہی دیتے تھے۔

گلیل کے راستہ میں سوخار کے مقام پر

جب حضور یسوع مسیح نے یہ سُنا کہ حضرت یوحنا قید کر دیئے گئے ہیں تو آپ بادلِ ناخواستہ گلیل کی طرف چل دیئے (دیکھئے انجیل شریف، متی ۴: ۱۲)۔

اب دریائے یردن کے علاقے میں آپ کے لیئے بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا کیونکہ

یہ علاقہ ہیرودیس انتپاس کی عمل داری میں تھا۔ شمال کی طرف سفر کرتے ہوئے آپ سامریہ کے صوبہ میں سے گزرے۔ تقریباً آدھا راستہ طے کر کے آپ حضرت یعقوبؑ کے مشہور و معروف کوئیں پر پہنچے۔ اُس کے قریب ہی حضرت یعقوبؑ کا مقبرہ اور سوخار کا شہر تھا۔ حضور یسوعؑ مسیح کوئیں کے پاس درختوں کی چھاؤں میں آرام کرنے کی غرض سے تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے حواری شہر سے روٹی مول لینے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک مقامی عورت رسی اور ڈول لے کر کوئیں پر آ پہنچی۔ اس عورت سے ملاقات کا بیان کلامِ مقدس میں یوں ہُوا :۔

"یسوعؑ نے اُس سے کہا مجھے پانی پلا۔ کیونکہ اُس کے شاگرد شہر میں کھانا مول لینے کو گئے تھے۔ اُس سامری عورت نے اُس سے کہا کہ تو یہودی ہو کر مجھ سامری عورت سے پانی کیوں مانگتا ہے؟ (کیونکہ یہودی سامریوں سے کسی طرح کا برتاؤ نہیں رکھتے)" (انجیل شریف یوحنّا ۴ : ۵-۹)۔

یہودیوں کے دلوں میں سامریوں کے خلاف گہرا تعصّب تھا۔ وہ انہیں یہودی ہوتے ہوئے دیگر اقوام سے خلط ملط ہونے کے سبب سے اپنے سے کمتر نسل سمجھتے تھے۔ نیز اِس تعصّب میں اُس وقت اور بھی اضافہ ہوا جب شاہِ بابل نے اپنے بُت پرست بابلیوں کو وہاں لا کر بسا دیا تھا۔

اِنسانی تعصّب دل کے تکبّر کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ لیکن حضور یسوعؑ مسیح ایسے تعصّب سے مبّرا تھے۔ گو آپ یہودی خاندان میں مبعوث ہوئے تھے تو بھی آپ کی محبّت تمام نوعِ انسانی کے لئے یکساں تھی۔ آپ نے خواتین کو بھی کبھی کمتر نہیں سمجھا تھا۔ چونکہ خداتعالےٰ کی نظر میں اُن کی بھی مردوں جیسی قدر و قیمت ہے اِس لئے آپ ان کا احترام کرتے اور ان سے ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ یہ ایک فطری امر تھا کہ ایک پیاسا اور تھکا ماندہ مسافر کِسی سے جس کے پاس پانی نکالنے کا سامان تھا، پینے کے لئے پانی مانگے۔ لیکن جب اُس عورت نے یہودیوں کے خلاف نسلی تعصّب کا مظاہرہ کیا تو آپ نے موضوعِ سخن کا رُخ خداتعالےٰ کی طرف موڑ دیا۔

آپ نے جواب دیا

"اگر تُو خدا کی بخشش کو جانتی اور یہ بھی جانتی کہ وہ کون ہے جو تجھ سے کہتا ہے مجھے پانی پلا تو تُو اس سے مانگتی اور وہ تجھے زندگی کا پانی دیتا" (انجیل شریف یوحنا ۴: ۱۰)۔

یہ سُن کر وہ عورت قدرے پریشان ہوئی اور کہا

"اے خداوند تیرے پاس پانی بھرنے کو تو کچھ ہے نہیں اور کنواں گہرا ہے۔ پھر وہ زندگی کا پانی تیرے پاس کہاں سے آیا؟ کیا تو ہمارے باپ یعقوب سے بڑا ہے جس نے ہم کو یہ کنواں دیا اور خود اس نے اور اس کے بیٹوں نے اور اُس کے مویشی نے اُس میں سے پیا"؟ (انجیل شریف، یوحنا ۴: ۱۱-۱۲)۔

حضور یسوع مسیح نے اُسے جواب دیتے وقت پند و نصیحت کا ایک ایسا مثالی طریقہ اختیار کیا جس کی بدولت آپ کے ارشاداتِ عالیہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے روزمرّہ زندگی کی سادہ سی مثالوں کو نوعِ انسانی کے لئے خُدا تعالےٰ کے مقصد کو بیان کرنے کا مؤثر آلہ بنا لیا۔ دنیا میں پانی ضروریاتِ زندگی کا نہایت اہم جز ہے۔ یہ تیل سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا آپ نے اُس کے وسیلہ سے رُوحانی حقیقتوں کو واضح کر دیا۔ عورت بھاری مٹکا اُٹھا کر واپس سوخار شہر جانے کے لئے سوچ رہی تھی۔

حضور یسوع مسیح اُس کی توجہ جسمانی ضروریات کی طرف سے ہٹا کر خدا تعالےٰ کی طرف لگا دیتے ہیں۔ آپ نے اس سے فرمایا

"جو کوئی اُس پانی میں سے پیتا ہے وہ پھر پیاسا ہو گا۔ مگر جو کوئی اُس پانی میں سے پیئے گا جو مَیں اُسے دوں گا وہ ابد تک پیاسا نہ ہو گا بلکہ جو پانی میں اُسے دوں گا وہ اُس میں ایک چشمہ بن جائے گا جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے جاری رہے گا" (انجیل شریف، یوحنا ۴: ۱۳-۱۴)۔

لیکن عورت نے اپنی مادی اور جسمانی ضروریات کے پیشِ نظر کہا

"اے خداوند، وہ پانی مجھ کو دے تاکہ مَیں نہ پیاسی ہوں نہ پانی بھرنے کو یہاں تک آؤں" (یوحنا ۴: ۱۵)۔

اب حضور یسوع مسیح نے بڑے نرم الفاظ میں اُس کی زندگی کے اصل مسئلہ کی طرف باتوں کا رُخ موڑ دیا۔ آپ نے اُس کی توجہ اُس گناہ کی طرف دلائی جس نے اُسے خُدا تعالےٰ کے عرفان سے اندھا کر کے جسمانی ضروریات کے خیال کو مسلط کر رکھا تھا۔ آپ نے موضوعِ سخن بدل کر فرمایا۔

"جا اپنے شوہر کو یہاں بُلا لا۔

عورت نے جواب میں اُس سے کہا کہ مَیں بے شوہر ہوں۔

یسوع نے اس سے کہا تُو نے خُوب کہا کہ مَیں بے شوہر ہُوں۔

کیونکہ تو پانچ شوہر کر چکی ہے اور جس کے پاس تو اب ہے وہ تیرا شوہر نہیں۔ یہ تو نے سچ کہا۔

عورت نے اس سے کہا

اے خُداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۴: ۱۶-۱۹)۔

حضور یسوع مسیح نے جو اِس عورت کی طرزِ زندگی کے بارے میں گہری بصیرت اور علم رکھتے تھے، بالآخر اس کے گناہ کے واحد حل کی طرف اُس کی آنکھیں پھیر دیں یعنی خدا تعالےٰ کی طرف مگر اُس عورت نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا

" ہمارے باپ دادا نے اِس پہاڑ پر پرستش کی اور تم کہتے ہو کہ وہ جگہ جہاں پرستش کرنا چاہیئے یروشلیم میں ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۴: ۲۰)۔

یہودی اور سامری آپس میں اِس بات پر بحث مباحثہ کیا کرتے تھے کہ آیا یروشلیم ہی پرستش کا صحیح مقام ہے یا کوئی اور عورت نے اپنے گناہ کی حقیقت کو چھپانے کی غرض سے مذہبی بحث چھیڑ دی۔

لیکن حضور یسوع مسیح نے اُس سے فرمایا کہ

"اے عورت، میری بات کا یقین کر کہ وہ وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اِس پہاڑ پر باپ کی پرستش کرو گے اور نہ یروشلیم میں . . . مگر وہ وقت آتا ہے بلکہ اب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی پرستش رُوح اور سچائی

سے کریں گے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے "

(انجیل شریف یوحنا ۴: ۲۱-۲۴)۔

اگر انسان ربنا المسیح کے اس فرمان کو دل سے سمجھتے تو آج تک کتنے خون خرابہ سے بچتے! پرستش کے لئے مقامات کی کوئی قید واہمیت نہیں رہی بلکہ اہم بات ذاتِ الٰہی کا عرفان اور پرستار میں خلوص دل اور پرستش کی درست رُوح ہے۔ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حضور یسوؔع مسیح کے بہت سے پیروکاروں نے خود بھی آپ کے ان الفاظ کو نہیں سمجھا۔ اگر یہ سمجھ لیا جاتا کہ خدا تعالےٰ کی ہر وقت اور ہر مقام پر لائق طور پر پرستش کی جا سکتی ہے تو بیت المقدّس پر قبضہ کرنے کی مذہبی جنگوں کی شرمناک خونریزی برپا نہ ہوتی۔ حضور یسوؔع مسیح کی مذکورہ بالا باتوں کی روشنی میں بیت المقدس پرستش کے سلسلے میں اب کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ جہاں کہیں بھی کوئی ہو وہ خدا کی قابلِ قبول پرستش کر سکتا ہے۔

عورت نے آپ سے کہا

"مَیں جانتی ہوں کہ مسیح جو خرستس کہلاتا ہے آنے والا ہے جب وہ آئے گا تو ہمیں سب باتیں بتا دے گا" (انجیل شریف، یُوحنّا ۴: ۲۵)۔

رفتہ رفتہ اُس عورت کا ذہن اپنی قوم کی اس اُمید کی طرف منتقل ہو گیا کہ آخر ایک شخص آئے گا جو اُن پر خدا تعالےٰ کے بھید عیاں کر دے گا۔ اب وہ حضور یسوؔع مسیح کے اس فرمان کو سننے کے لئے تیار تھی۔

"مَیں جو تجھ سے بول رہا ہوں وہی ہوں" (آیت ۲۶)۔

اسی اثنا میں آپ کے حواری شہر سے روٹی لے کر واپس آ گئے۔ وہ آپ کو ایک عورت سے باتیں کرتے دیکھ کر حیران ہوئے۔ مقامِ افسوس ہے کہ آپ کے حواری بھی علمائے دین کی طرح عورتوں کے بارے میں تنگ دِل تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ عورتوں کو عبادتخانوں میں خدا تعالےٰ کی پرستش کرنے کا کوئی حق نہیں اور وہ انہیں مردوں سے کمتر سمجھتے تھے۔ لیکن وہ اپنے آقا و مولا سے یہ پوچھنے سے ڈرتے تھے کہ

لہ صفحہ نمبر ۸۹ پر نوٹ دیکھئے

"تُو... اِس سے کس لئے باتیں کرتا ہے" (انجیل شریف، یُوحنا ۴: ۲۷)۔

عورت اپنے نئے ایمان اور نئی اُمید کے ساتھ جلدی جلدی سُوخار کو واپس گئی۔ اُس چھوٹے سے قصبے میں سب ہی اُس کی زندگی سے واقف تھے کہ وہ کس چلن کی عورت ہے۔ وہ شہر میں پہنچتے ہی کہنے لگی۔

"آؤ ایک آدمی کو دیکھو جس نے میرے سب کام مجھے بتا دیئے۔ کیا ممکن ہے کہ مسیح یہی ہے" (آیت ۲۹)۔

یہ سن کر لوگ گروہ درگروہ اس کوئیں پر پہنچ گئے۔ اُن میں سے بہت سے اُس عورت کی باتوں کے سبب سے حضور یسوع مسیح پر ایمان لے آئے۔ انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ اُن کے ساتھ کچھ عرصہ کے لئے قیام فرمائیں۔ آپ نے اُن کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور دو دن تک اُن کے ہاں مقیم رہے۔ دورانِ قیام آپ کی تبلیغ کے وسیلے اور بھی لوگ ایمان لائے۔ تب انہوں نے اس عورت سے کہا

"اب ہم تیرے کہنے ہی سے ایمان نہیں لاتے کیونکہ ہم نے خود سن لیا اور جانتے ہیں کہ یہ فی الحقیقت دُنیا کا مُنجّی ہے" (آیت ۴۲)

گلیل میں تبلیغ

دو دِن کے بعد حضور یسوع مسیح اپنے حواریّین سمیت سوخار سے گلیل کے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو عوام نے آپ کا والہانہ استقبال کیا، اُن میں سے بہت سے عیدِ فسح پر یروشلیم میں موجود تھے۔ جب آپ نے ہیکل میں سے تاجروں کو نکالا تھا۔ اب آپ نے گلیل میں تبلیغ شروع کی۔

"وقت پُورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ" (انجیل شریف، مرقس ۱: ۱۵)۔

حضور یسوع مسیح کے پہنچنے کی خبر جلد ہی گرد و نواح میں آگ کی طرح پھیل

گئی۔ آپ اُن کے عبادتخانوں میں درس دیتے رہے اور سب آپ کی بڑائی کرتے تھے۔
(دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۴ : ۱۵)۔

کفرنحوم کے شہر میں جو کہ قانائے گلیل سے بیس۲۰ میل کے فاصلہ پر تھا، ایک سرکاری افسر کا بیٹا بسترِ مرگ پر تڑپ رہا تھا۔ باپ اُس کی زندگی سے قطعاً مایوس ہو چکا تھا۔ اِتنے میں خبر پہنچی کہ حضور یسوع مسیح قانا میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ وہی گاؤں ہے جہاں آپ نے پانی کو انگور کے رس میں تبدیل کیا تھا۔ وہ آپ پر آخری اُمید رکھ کر قانا پہنچا۔ اور درخواست کی کہ چل کر میرے بیٹے کو شفا دیجئے۔

حضور یسوع نے اُس سے فرمایا

"جب تک تم نشان اور عجیب کام نہ دیکھو ہرگز ایمان نہ لاؤ گے"۔
بادشاہ کے ملازم نے اُس سے کہا میرے بچّے کے مرنے سے پہلے چل۔

"یسوع نے اُس سے کہا جا تیرا بیٹا جیتا ہے۔

"اُس شخص نے اِس بات کا یقین کیا جو یسوع نے اُس سے کہی اور چلا گیا۔ وہ راستہ ہی میں تھا کہ اُس کے نوکر اُسے ملے اور کہنے لگے کہ تیرا بیٹا جیتا ہے۔

"اُس نے اُن سے پوچھا کہ اُسے کس وقت سے آرام ہونے لگا تھا؟ اُنہوں نے کہا کہ کل ساتویں گھنٹے میں اُس کی تپ اتر گئی۔

"پس باپ جان گیا کہ وہی وقت تھا جب یسوع نے اُس سے کہا تھا تیرا بیٹا جیتا ہے۔ اور وہ خود اور اُس کا سارا گھرانا ایمان لایا۔ یہ دوسرا معجزہ ہے جو یسوع نے یہودیہ سے گلیل میں آکر دکھایا"
(دیکھئے انجیل شریف، یوحنا ۴ : ۴۸-۵۴)۔

حضور یسوع مسیح کا ناصرت میں رد کیا جانا

تھوڑے عرصہ بعد حضور یسوع مسیح اپنے چند حواریوں کے ساتھ اپنے

آبائی گاؤں ناصرت تشریف لے گئے۔ آپ اپنے بچپن ہی سے ہر سبت[1] کو مقامی عبادت خانہ میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اپنی جوانی کے دنوں میں آپ اسی عبادت خانے میں کلامِ مقدس سے ورد پڑھا کرتے تھے۔ اس سبت کو آپ کو صحائفِ انبیا میں سے یسعیاہ نبی (حضرت اشعیاہ) کا صحیفہ پڑھنے کو دیا گیا۔ آپ نے کتاب کھول کر وہ مقام نکالا جہاں لکھا ہے کہ

"خداوند کا رُوح مجھ پر ہے۔
اس لئے کہ اُس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔
اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی
اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔
کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔
اور خداوند کے سالِ مقبول کی منادی کروں۔

پھر وہ کتاب بند کر کے اور خادم کو واپس دے کر بیٹھ گیا اور جتنے عبادت خانہ میں تھے سب کی آنکھیں اُس پر لگی تھیں وہ اُن سے کہنے لگا کہ آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہُوا ہے۔ اور سب نے اس پر گواہی دی اور اُن پُرفضل باتوں پر جو اُس کے منہ سے نکلتی تھیں تعجب کر کے کہنے لگے کیا یہ یوسف کا بیٹا نہیں؟

اُس نے اُن سے کہا تم البتہ یہ مثل مجھ پر کہو گے کہ اے حکیم اپنے آپ کو تو اچھا کر۔ جو کچھ ہم نے سُنا ہے کہ کفرنحوم میں کیا گیا یہاں اپنے وطن میں بھی کر" (انجیل شریف، لوقا ۴: ۱۸-۲۳)۔

اِن لوگوں نے قانا میں پانی کے مے بنانے والے معجزہ کے بارے میں سُن رکھا تھا۔ نیز وہ کفرنحوم میں سرکاری افسر کے بیٹے کی شفا کے متعلق بھی جانتے تھے۔

---

[1] سبت:- ہفتہ کا ساتواں دن (سنیچر) جسے خُدا نے بنی اسرائیل کے لئے آرام اور عبادت کا دن مقرر کیا تھا۔ انسان اور باربردار جانوروں مثلاً بیل، گدھے اور اونٹ کے لئے خُدا تعالےٰ کی فکرمندی سبت کے آرام سے ظاہر ہے۔

حضور یسوع مسیح نے صوبہ کے دیگر مقامات کے عبادتخانوں میں بڑے اختیار کے ساتھ کلام کیا تھا لیکن اپنے آبائی گاؤں میں آپ کی قدر نہ کی گئی۔ متعصب سامعین آپ کی پُرفضل باتیں سن کر بس اتنا ہی کہہ سکے۔

"کیا یہ بڑھئی کا بیٹا نہیں"؟

آپ نے اُن لوگوں کو جو جواب دیا، اب وہ ساری دنیا میں ضرب المثل بن چکا ہے۔ آپ نے فرمایا

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ کوئی نبی اپنے وطن میں مقبول نہیں ہوتا۔"

پھر آپ نے صحائف الانبیاء میں سے حاضرین کے سامنے دو مثالیں پیش کیں جن سے غریبوں اور مظلوموں سے خدا تعالےٰ کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔

آپ نے فرمایا

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایلیاہ (حضرت الیاس) کے دنوں میں جب ساڑھے تین برس آسمان بند رہا یہاں تک کہ سارے ملک میں سخت کال پڑا بہت سی بیوائیں اسرائیل میں تھیں۔ لیکن ایلیاہ اُن میں سے کسی کے پاس نہ بھیجا گیا مگر ملکِ صیدا کے شہر صارپت میں ایک بیوہ کے پاس۔ اور الیشع نبی کے وقت میں اسرائیل کے درمیان بہت سے کوڑھی تھے لیکن اُن میں سے کوئی پاک صاف نہ کیا گیا مگر نعمان سوریانی۔

"جتنے عبادت خانے میں تھے ان باتوں کو سُنتے ہی غصّے سے بھر گئے اور اُٹھ کر اُس کو شہر سے باہر نکالا اور اُس پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے جس پر اُن کا شہر آباد تھا تاکہ اُسے سر کے بل گرا دیں مگر وہ اُن کے بیچ میں سے نکل کر چلا گیا" (انجیل شریف، لوقا ۴: ۲۵-۳۰)۔

مذکورہ دو واقعات یہودی تاریخ کا ایک مصدقہ حصّہ تھے۔ پھر کیا وجہ تھی کہ حضور یسوع مسیح جو اُن کے درمیان پلے اور بڑھے تھے اور جن کی اُن کے دلوں میں بڑی عزّت و توقیر کی جاتی تھی یہ باتیں سُن کر ایک دم اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ فلسطین کے یہودی بھی ہمارے زمانہ کی بہت سی مذہبی جماعتوں کی طرح

بڑے متعصب تھے۔ وہ اِس بات کو قطعاً ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ خدا اُن کے دشمنوں سے بھی محبّت کر کے غیر یہودیوں پر بھی رحم کر سکتا ہے۔ صارپت کی بیوہ، جسے ایلیاہ نبی (حضرت الیاس) نے شدید کال کے دنوں میں خوراک بہم پہنچائی غیر یہودی تھی۔ خُدا تعالےٰ نے نبی کو یہودیوں کی بجائے ایک غیر یہودی عورت کے پاس بھیجا تھا۔ نعمان بت پرست بلکہ دشمن قوم کا سپہ سالار تھا۔ تاہم شفا پانے کے لئے خدا نے اُس کی حضرت الیشع تک رہنمائی کی کیونکہ وہ پُورے دِل سے خدا کا اور شفا کا متمنی تھا (کتاب مُقدّس، ۲۔ سلاطین ۵ : ۱-۲۷)۔

حضور یسوع مسیح نے نہایت صاف الفاظ میں اِس حقیقت کی وضاحت کی کہ خدا تعالےٰ تمام بنی نوعِ انسان سے محبّت رکھتا ہے۔ اُس کے ہاں چونکہ تخصیص و تمیز نہیں ہے، اِسلئے آپکے پیروکاروں پر لازم ہے کہ وہ نسلی امتیاز اور مذہبی تعصّب سے قطعاً باز رہیں بلکہ اپنے دشمنوں کی طرف بھی دستِ محبّت دراز کریں۔

جب مجمع آپ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرانے والا تھا اور موت چند قدموں کے فاصلہ پر تھی تو آپ کے مخالفین پر ایک عجیب سی دہشت طاری ہو گئی۔ آپ آرام سے اُن کے درمیان سے نکل گئے۔ کسی کو اُف تک کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آپ انکی جہالت اور لاعلمی پر افسوس کرتے ہوئے ناصرت کو چھوڑ کر کفرنحوم تشریف لے گئے۔

کفرنحوم۔ تبلیغی مرکز

ناصرت سے ہجرت کے بعد آپ نے گلیل کی جھیل کے کنارے واقع کفرنحوم کو اپنی تبلیغ کا مرکز قرار دیا۔ یہاں سے آپ نے گردونواح کے علاقوں کے غُرباء اور مسکینوں میں تعلیم و تبلیغ کی۔ ساتھ ساتھ آپ نے اپنے حواریوں پر خدا کی رُوحانی بادشاہی کی گہری باتوں کا انکشاف کیا۔ اِسی اثنا میں آپ نے اس علاقے میں بہت سے بیماروں کو شفا بھی بخشی۔

ایک سبت کے روز جب آپ کفرنحوم کے عبادت خانہ میں درس دے رہے تھے تو ایک آسیب زدہ شخص نے آکر چلّانا شروع کر دیا۔

"اے یسوع ناصری! ہمیں تجھ سے کیا کام؟ کیا تو ہم کو ہلاک کرنے

آیا ہے؟ میں تجھے جانتا ہوں کہ تُو کون ہے۔ خُدا کا قدوس ہے۔
یسوع نے اُسے جھڑک کر کہا چُپ رہ۔ اِس میں سے نکل جا۔ پس
وہ ناپاک رُوح اُسے مروڑ کر اور بڑی آواز سے چِلّا کر اُس میں سے نکل
گئی اور سب لوگ حیران ہُوئے اور آپس میں یہ کہہ کر بحث کرنے لگے
کہ یہ کیا ہے؟ یہ تو نئی تعلیم ہے۔ وہ ناپاک رُوحوں کو بھی اختیار کے
ساتھ حکم دیتا ہے اور وہ اُس کا حکم مانتی ہیں اور فی الفور اُس کی
شہرت گلیل کی اُس تمام نواحی میں ہر جگہ پھیل گئی" (انجیل شریف
مرقس ۱: ۲۳-۲۸)۔

جس طرح بہت سے لوگ جسمانی طور سے بیمار ہیں اُسی طرح متعدد ذہنی بیماری
میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جدید نفسیات اور خاص ادویہ کی مدد سے بہت سی ذہنی بیماریوں
پر قابو پا لیا جاتا ہے۔ بعض لوگ تفکرات، گناہ کی خلش، عداوت یا اندر ہی اندر جلتے
رہنے کے باعث جسمانی طور پر بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کا علاج دلی
اطمینان، گناہ کی معافی اور دل کی تبدیلی میں ہی ہے، جو نفرت کی جگہ محبت پیدا کرتی ہے۔

لیکن علم الطب میں حیرت انگیز ترقی کے باوجود بھی، خدا تعالےٰ پر ایمان رکھنے
والے لوگوں کو ابلیس اور اُس کے بے شمار پھونگڑوں (بدرُوحوں) کے وجود کا یقین ہے۔
وہ انسانوں میں داخل ہو کر انہیں اپنے قبضہ میں کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک شخص پر
ایک سے زیادہ بدروحیں بھی قابض ہو جاتی ہیں۔ دوسرے مواقع کی طرح اس مرتبہ بھی
حضور یسوع مسیح بھانپ گئے کہ مذکورہ بالا شخص میں بدرُوح ہے۔ لہٰذا آپ نے
پُورے اختیار کے ساتھ اسے حکم دیا "اِس میں سے نکل جا" حاضرین آپ کے بدروحوں
پر اختیار کو دیکھ کر نہایت حیران ہوئے۔

اِس واقعہ کے بعد آپ اپنے حواریین حضرت یعقوب اور یوحنا کے ساتھ اپنے
دیگر دو حواریوں حضرت پطرس اور اندریاس کے گھر تشریف لے گئے۔ اِس کے بارے
میں بائبل مُقدّس میں یوں ارشاد ہے:۔

"شمعون (پطرس) کی ساس تپ میں پڑی تھی اور اُنہوں نے فی الفور
اُس کی خبر اُسے دی۔ اُس نے پاس جا کر اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُٹھایا

اور تپ اُس پر سے اُتر گئی اور وہ اُن کی خدمت کرنے لگی۔
شام کو جب سُورج ڈوب گیا تو لوگ سب بیماروں کو اور اُن
کو جن میں بدرُوحیں تھیں اُس کے پاس لائے۔ اور سارا شہر دروازہ پر
جمع ہو گیا۔ اور اُس نے بہتوں کو جو طرح طرح کی بیماریوں میں گرفتار
تھے اچھا کیا اور بہت سی بدرُوحوں کو نکالا اور بدرُوحوں کو بولنے نہ دیا
کیونکہ وہ اُسے پہچانتی تھیں" (انجیل شریف، مرقس ۱: ۳۰-۳۴)۔
اِس سے پیشتر آپ گلیل کی جھیل پر تشریف لے گئے تھے جہاں اشتیاقِ دیدار میں
عوام آپ پر گرے پڑتے تھے۔ ہجوم کی دھکا پیل کے سبب آپ نے کشتی منگوائی اور
اُس میں بیٹھ کر درس دینے لگے۔ یہ کشتی آپ کے انہی دو حواریوں حضرت پطرس اور اندریاس
کی تھی۔ اُن سے آپ کی ملاقات اُس وقت ہوئی تھی جب آپ حضرت یوحنا اصطباغی
کے ساتھ دریائے یردن پر تھے۔
آپ نے حضرت شمعون پطرس سے فرمایا:۔
"گہرے میں لے چل اور تم شکار کے لئے اپنے جال ڈالو۔
شمعون نے جواب میں کہا اے صاحب، ہم نے رات بھر محنت کی
اور کچھ ہاتھ نہ آیا" (انجیل شریف، لوقا ۵: ۴)۔
حضرت پطرس تجربہ کار ماہی گیر تھے۔ وہ بچپن ہی سے اِس جھیل میں مچھلیاں
پکڑتے رہے تھے لہٰذا انہیں خوب معلوم تھا کہ شکار کا موزوں وقت اور مقام کونسا
ہے۔ یہ اُن کا آبائی پیشہ جو تھا۔ لیکن حضور یسوع مسیح کے احترام کے پیشِ نظر انہوں
نے کہا۔

"تیرے کہنے سے جال ڈالتا ہوں" (انجیل شریف، لوقا ۵: ۶)۔
جونہی انہوں نے جال ڈالے تو مچھلیوں کی اُچھل کُود کے جھٹکوں سے انہوں
نے اندازہ لگا لیا کہ ایک بڑا غول پھنس گیا ہے، اِتنا بڑا کہ اُن کے جال پھٹنے لگے۔
چنانچہ حضرت پطرس نے اپنے دوست حضرت یعقوب اور یوحنا کو جو دوسری کشتی
میں تھے اشارہ کر کے مدد کے لئے بُلایا۔ دونوں کشتیاں مچھلیوں سے اِتنی بھر گئیں کہ
ڈوبنے لگیں۔ یہ شکار اتنا غیر متوقع تھا کہ حضرت شمعون پطرس کو اس میں خدا تعالےٰ

کا صریح ہاتھ نظر آیا۔ اور اُس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ اُنہیں حضور یسوعؔ مسیح کی موجودگی میں اپنے گنہگار ہونے کا گہرا احساس ہونے لگا۔ مچھلیوں سے بھری ہوئی کشتی میں ہی وہ حضور مسیح کے قدموں میں گر کر پکار اُٹھے کہ

"اے خُداوند! میرے پاس سے چلا جا کیونکہ میں گنہگار آدمی ہوں . . ."

"یسوعؔ نے شمعونؔ سے کہا خوف نہ کر۔ اَب سے تُو آدمیوں کا شکار کیا کرے گا۔ وہ کشتیوں کو کنارے پر لے آئے اور سب کچھ چھوڑ کر اُس کے پیچھے ہو لئے" (انجیل شریف، لُوقا ۵ : ۴ - ۱۱)

یہی حوارئین حضرت پطرسؔ، یعقوبؔ اور یوحنّاؔ حضور یسوعؔ مسیح کے اعمال و تعلیمات کے نہایت معتبر گواہ ٹھہرے۔ خدا تعالےٰ کا فضل معمولی سے آدمیوں کو چُن کر ایسے دلیر گواہ بنا دیتا ہے کہ وہ حق کی خاطر جامِ شہادت نوش کرنے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ بعدازاں حواری حضرت شمعون پطرسؔ کو رومی شہنشاہ نیروؔ نے اور حضرت یعقوبؔ کو ظالم ہیرودیس انتپاسؔ نے شہید کیا۔ یہ وہی ہیرودیس تھا جس کے ہاتھوں حضرت یوحنّا اصطباغی کو بھی جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ اب سے لے کر مذکورہ بالا حوارئین اور آئندہ جنہیں آپ نے بطور شاگرد چنا وہ برابر آپ کے ساتھ ساتھ رہے۔

گو حضور یسوعؔ مسیح پر ضرورت مندوں کا مدد کے لئے تقاضا شدید تر ہوتا جاتا تھا، لیکن اسکے باوجود بھی آپ مراقبہ اور دُعا کے لئے ضرور وقت نکال لیتے تھے۔ مثلاً ایک دن آپ علی الصباح اُٹھ کر خدا تعالےٰ کے ساتھ دعا میں رفاقت رکھنے کے لئے کسی سنسان مقام پر چلے گئے تاکہ اگلا قدم اُٹھانے کے لئے ہدایات حاصل کریں۔ چنانچہ آپ نے ہدایت پائی کہ اب دیگر شہروں اور گاؤں میں بھی خدا تعالےٰ کی روحانی بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کریں۔ حضرت پطرسؔ آپ کے دیگر حوارئین کے ساتھ آپ کی تلاش میں نکلے۔ جب آپ اُنہیں مل گئے تو انہوں نے گلہ کیا کہ

"سب لوگ تجھے ڈھونڈ رہے ہیں" (انجیل شریف، مرقس ۱ : ۳۷)۔

آپ نے جواب فرمایا

"مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہی کی خوشخبری سنانا ضرور ہے کیونکہ میں اِسی لئے بھیجا گیا ہوں" (انجیل شریف لوقا ۴: ۴۳)۔

پس آپ کفرنحوم سے رخصت ہو کر صوبہ گلیل کے دیگر عبادت خانوں میں درس دیتے اور جو لوگ بدروحوں کی گرفت میں تھے انہیں آزاد کرتے رہے۔

اُن دنوں کا ایک دِل ہلا دینے والا واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک کوڑھ سے بھرے ہوئے آدمی کو شِفا دی۔ آپ کے زمانہ میں کوڑھ بڑی خوفناک بیماری تھی کیونکہ اب تک اِس کا علاج دریافت نہیں ہوا تھا۔ کوڑھیوں کو شہر سے باہر نکال دیا جاتا تھا۔ اُنہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی اور نہ اُنہیں کوئی ہاتھ لگاتا تھا۔ عزیز و اقارب یا خُدا تعالےٰ کا خوف رکھنے والے اشخاص اُن کے لئے کسی مخصوص مقام پر کھانے پینے کی اشیاء رکھ دیا کرتے تھے جنہیں بعد ازاں کوڑھی اُٹھا کر لے جاتے تھے۔ جن کا کوڑھ آخری مرحلے پر پہنچ جاتا وہ نہایت بھیانک نظر آتے تھے بلکہ اُن کے زخموں سے سڑی لاش کی سی بُو آتی تھی۔ لیکن اِس کے باوجود بھی بعض کوڑھی شفایابی کی اُمید ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ ایک دفعہ کوڑھی آپکے قدموں میں گر کر یوں منت سماجت کرنے لگا۔

"اگر تُو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے" (انجیل شریف مرقس ۱: ۴۰)۔

کوڑھ کے اس دیرینہ مریض کو شفایابی کی تمنا کشاں کشاں حضور یسوع مسیح کے پاس لے گئی تھی۔

دُکھی اور مصیبت زدوں کو دیکھ کر آپ کا دِل رحم سے بھر آتا تھا۔ چنانچہ آپ کو اس کوڑھی پر بھی بڑا ترس آیا۔ آپ نے تمام احتیاطی بندشوں کو بالائے طاق رکھ دیا، اپنا دستِ مبارک اس کے کوڑھ آلود بدن پر رکھا اور فرمایا

"مَیں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا" (آیت ۴۱)۔

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۷ پر نوٹ نمبر ۸ دیکھئے۔

"یک لخت اُس کا کوڑھ جاتا رہا، اُس کے زخم بھر گئے اور وہ تندرست ہو گیا"
اکثر اوقات وہ مجمعے جو حضور یسوع مسیح کے گرد ہر جگہ جمع ہو جایا کرتے تھے آپ کے کام میں رکاوٹ کا باعث بھی بنتے تھے۔ چنانچہ آپ نے کوڑھی کو خبردار کیا کہ کسی کو اس واقعہ کے متعلق نہ بتایئے، البتہ یہ ہدایت ضرور کی کہ شریعت کے حکم کے مطابق اپنا صحت یاب بدن کاہن کو دکھا کر شہر میں سکونت اختیار کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرے۔ کاہن شرعی رہنما کے علاوہ صحت عامہ کے بھی ناظر تھے۔

چنانچہ حضور مسیح نے فرمایا:-

"خبردار کسی سے کچھ نہ کہنا مگر جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور اپنے پاک صاف ہو جانے کی بابت اُن چیزوں کو جو موسیٰ نے مقرر کیں نذر گذران تاکہ اُن کے لئے گواہی ہو" (آیت ۴۴)۔

لیکن شفایاب کوڑھی کب خاموش رہ سکتا تھا۔ کاہن کے پاس جاتے ہوئے اُس نے اپنی داستانِ شفا ہر کس و ناکس کو سنائی۔ اُس زمانہ میں جب علاج معالجہ کے لئے ہسپتال نہ تھے اور محض معمولی ادویہ پر انحصار کیا جاتا تھا اس قسم کی خبر بیماروں کو جوق در جوق حضور مسیح کے پاس لانے کا سبب بنتی تھی۔ چنانچہ جب بھی آپ کسی شہر میں داخل ہوتے تو بیماروں کے جتھوں کے جتھے آپ کو گھیر لیتے یہاں تک کہ آپ کا کسی شہر میں علانیہ داخل ہونا تقریباً ناممکن بن گیا تھا۔ پس آپ ویران مقامات میں رہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی چاروں طرف سے مریض آپ کے پاس پہنچ ہی جاتے تھے۔ اس سلسلے میں کلامِ مُقدس میں مرقوم ہے کہ

"وہ جنگلوں میں الگ جا کر دُعا کیا کرتا تھا" (انجیل شریف، لوقا ۵: ۱۶)۔

لیکن یہ گوشہ نشینی زیادہ دیر تک قائم نہ رہی۔

"کئی دن بعد جب وہ کفرنحوم میں پھر داخل ہوا تو سُنا گیا کہ وہ گھر میں ہے۔ پھر اتنے آدمی جمع ہو گئے کہ دروازہ کے پاس بھی جگہ نہ رہی اور وہ اُن کو کلام سُنا رہا تھا۔ اور لوگ ایک مفلوج کو چار آدمیوں سے اُٹھوا کر اُس کے پاس لائے۔ مگر جب وہ بھیڑ کے سبب سے

اُس کے نزدیک نہ آ سکے تو اُنہوں نے اُس چھت کو جہاں وہ تھا کھول دیا اور اُسے اُدھیڑ کر اُس چارپائی کو جس پر مفلوج لیٹا تھا لٹکا دیا۔ یسوعؔ نے اُن کا ایمان دیکھ کر مفلوج سے کہا، "بیٹا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ مگر وہاں بعض فقیہ جو بیٹھے تھے، وہ اپنے دلوں میں سوچنے لگے کہ یہ کیوں ایسا کہتا ہے؟ کفر بکتا ہے گناہ کون معاف کر سکتا ہے سوا ایک یعنی خُدا کے؟ اور فی الفور یسوعؔ نے اپنی رُوح سے معلوم کر کے کہ وہ اپنے دلوں میں یوں سوچتے ہیں ان سے کہا تم کیوں اپنے دلوں میں یہ باتیں سوچتے ہو؟ آسان کیا ہے؟ مفلوج سے یہ کہنا کہ تیرے گناہ مُعاف ہوئے یا یہ کہنا کہ اُٹھ اور اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن اس لئے کہ تُم جانو کہ ابن آدم (حضور یسوعؔ مسیح) کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے (اُس نے مُفلوج سے کہا) مَیں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ اپنی چارپائی اُٹھا کر اپنے گھر چلا جا۔ اور وہ اُٹھا اور فی الفور چارپائی اُٹھا کر اُن سب کے سامنے باہر چلا گیا۔ چنانچہ وہ سب حیران ہو گئے اور خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے ہم نے ایسا کبھی نہیں دیکھا" (انجیل شریف، مرقس ۲: ۱-۱۲)۔

متّی کو حواری بننے کی دعوت

ایک دن حضور یسوعؔ مسیح اپنے چند حواریوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ آپ نے حلفئی کے بیٹے لاوی (جو متّی بھی کہلاتا تھا) کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا۔ آپ نے اُس سے فرمایا

"میرے پیچھے ہو لے۔ پس وہ اُٹھ کر اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اور یوں ہوا کہ وہ اُس کے گھر میں کھانا کھانے بیٹھا اور بہت سے محصول لینے والے اور گنہگار لوگ یسوعؔ اور اُس کے شاگردوں کے ساتھ کھانے بیٹھے کیونکہ وہ بہت تھے اور اُس کے پیچھے ہو لئے تھے۔ اور فریسیوں کے فقیہوں نے اُسے گنہگاروں اور محصول لینے

والوں کے ساتھ کھاتے دیکھ کر اُس کے شاگردوں سے کہا یہ تو محصول لینے والوں اور گنہگاروں کے ساتھ کھاتا پیتا ہے۔ یسوع نے یہ سُن کر اُن سے کہا تندرستوں کو طبیب کی ضرورت نہیں بلکہ بیماروں کو میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں" (انجیل شریف مرقس ۲: ۱۴-۱۷)۔

حضور یسوع مسیح کی نظر بڑی پُرکشش اور الفاظ بڑی تاثیر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یہ آپ ہی کا اعجاز تکلم تھا کہ متی جیسا دولت کا پجاری آپ کا پیروکار بن گیا۔ گو اُس کے پاس محصول کا ٹھیکہ ہونے کے باعث بالائی آمدنی کے وافر مواقع تھے۔ وہ سب کچھ چھوڑ کر اُٹھا اور آپ کے پیچھے ہو لیا (انجیل شریف، لوقا ۵: ۲۸)۔

جس طرح اِس زمانہ میں تعلیم یافتہ طبقہ بے علم اور جاہلوں سے اور دولت مند طبقہ غُربا سے میل جول نہیں رکھتا، اُسی طرح اُس زمانہ میں بھی اپنے سے کم درجہ لوگوں کو حقیر سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ربنا المسیح نے ہر طبقہ سے محبت سے پیش آنے کا نہ صرف درس ہی دیا بلکہ اپنے نیک رویہ سے اُس کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔

آپ نے گناہ میں گرے ہوؤں کے لئے خدا تعالےٰ کی محبت اور رحم کی حقیقت واضح کرنے کے لئے تین کہانیاں پیش کیں۔

گمراہوں کے لئے خدا تعالےٰ کی محبت

پہلی کہانی میں حضور یسوع مسیح نے گمراہ اور کھوئے ہوؤں کے لئے خدا تعالےٰ کی محبت اور فکر مندی کو ایک گم شدہ بھیڑ کی مثال سے یوں واضح کیا۔

"کون ایسا آدمی ہے جس کے پاس سَو بھیڑیں ہوں اور اُن میں سے ایک کھو جائے تو ننانوے کو بیابان میں چھوڑ کر اُس کھوئی ہوئی کو جب تک مل نہ جائے ڈھونڈتا نہ رہے؟ پھر جب مل جاتی ہے تو وہ خوش ہو کر اُسے کندھے پر اُٹھا لیتا ہے اور گھر پہنچ کر دوستو

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۵ پر نوٹ نمبر ۹ دیکھئے

کو بُلاتا اور کہتا ہے۔ میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ میری کھوئی ہوئی بھیڑ مل گئی۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اِسی طرح ننانوے راستبازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی" (انجیل شریف، لوقا ۱۵: ۴-۷)۔

حضور یسوع مسیح اِس کہانی کے وسیلہ سے بڑے اہم حقائق کا انکشاف کرتے ہیں۔ سب سے پہلی یہ کہ خدا تعالیٰ گو قادرِ مطلق اور تمام کائنات کا خالق ہے تو بھی چرواہے کی طرح ایک گم شدہ بھیڑ سے محبت رکھتے ہوئے اُس کے لئے فکر مند رہتا ہے۔ اچھا چرواہا اپنی ہر بھیڑ کو پہچانتا ہے اور ننانوے بھیڑوں کو چھوڑ کر اپنی ایک گم شدہ بھیڑ کو اُس وقت تک تلاش کرتا رہتا ہے جب تک کہ مل نہ جائے۔ دوسری یہ کہ جب کوئی گنہگار اپنے گناہوں کو ترک کر کے ایمان کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو آسمانوں میں بڑی خُوشی منائی جاتی ہے۔ حضور یسوع مسیح اِسی مقصد سے اِس دنیا میں تشریف لائے تھے تاکہ بھٹکے ہوئے گنہگاروں کو ہلاک ہونے سے بچائیں۔

دوسری کہانی سِکّہ کے بارے میں ہے۔ آپ نے فرمایا:-

"کون ایسی عورت ہے جس کے پاس دَس درہم ہوں اور ایک کھو جائے تو وہ چراغ جلا کر گھر میں جھاڑو نہ دے اور جب تک مل نہ جائے کوشش سے ڈھونڈتی نہ رہے۔ اور جب مل جائے تو اپنی دوستوں اور پڑوسنوں کو بُلا کر نہ کہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ میرا کھویا ہُوا درہم مل گیا۔ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اِسی طرح ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے باعث خدا کے فرشتوں کے سامنے خوشی ہوتی ہے" (انجیل شریف، لوقا ۱۵: ۸-۱۰)۔

حضور یسوع مسیح یہاں پر اِس عجیب حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں کہ تمام کائنات کا خالق و مالک خدا، خود غرضی اور گناہ میں کھوئے ہوئے صرف ایک انسان کو تلاش کرنے کیلئے بھی خود پہل کرتا ہے۔

تیسری کہانی کے دو حصے ہیں جن میں دو ایسے کرداروں کی منظر کشی کی گئی ہے جو خدا سے دُور ہیں۔ حضور یسوع مسیح نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا:-

"کسی شخص کے دو بیٹے تھے۔ اُن میں سے چھوٹے نے باپ سے کہا اَے باپ! مال کا جو حصّہ مجھ کو پہنچتا ہے مجھے دیدے۔ اُس نے اپنا مال متاع انہیں بانٹ دیا۔ اور بہت دِن نہ گذرے کہ چھوٹا بیٹا اپنا سب کچھ جمع کر کے دُور دراز ملک کو روانہ ہُوا اور وہاں اپنا مال بدچلنی میں اُڑا دیا۔ اور جب سب خرچ کر چکا تو اُس ملک میں سخت کال پڑا اور وہ محتاج ہونے لگا۔ پھر اُس ملک کے ایک باشندہ کے ہاں جا پڑا۔ اُس نے اُس کو اپنے کھیتوں میں سُوأر چرانے بھیجا۔ اور اُسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سُوأر کھاتے تھے اُنہی سے اپنا پیٹ بھرے مگر کوئی اُسے نہ دیتا تھا۔ پھر اُس نے ہوش میں آ کر کہا میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو افراط سے روٹی ملتی ہے اور مَیں یہاں بھوکا مر رہا ہوں! مَیں اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاؤں گا اور اُس سے کہوں گا اَے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہُوا۔ اب اِس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ مجھے اپنے مزدوروں جیسا کرلے۔ پس وہ اُٹھ کر اپنے باپ کے پاس چلا۔ وہ ابھی دُور ہی تھا کہ اُسے دیکھ کر اُس کے باپ کو ترس آیا اور دوڑ کر اُس کو گلے لگا لیا اور بوسے لئے۔ بیٹے نے اس سے کہا اَے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہوا۔ اب اِس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں۔ باپ نے اپنے نوکروں سے کہا اچھے سے اچھا جامہ جلد نکال کر اُسے پہناؤ اور اُس کے ہاتھ میں انگوٹھی اور پاؤں میں جُوتی پہناؤ۔ اور پلے ہُوئے بچھڑے کو لا کر ذبح کرو تاکہ ہم کھا کر خوشی منائیں۔ کیونکہ میرا یہ بیٹا مُردہ تھا اب زندہ ہُوا۔ کھو گیا تھا۔ اب ملا ہے۔ پس وہ خوشی منانے لگے۔ لیکن اُس کا بڑا بیٹا کھیت میں تھا۔ جب وہ آ کر گھر کے نزدیک پہنچا تو گانے بجانے اور ناچنے کی آواز سُنی۔ اور ایک نوکر کو بلا کر دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا تیرا بھائی آگیا ہے اور تیرے باپ نے پلا ہُوا بچھڑا ذبح کرایا ہے کیونکہ

اُسے بھلا چنگا پایا۔ وہ غصّہ ہُوا اور اندر نہ جانا چاہا۔ مگر اُس کا باپ باہر جا کر اُسے منانے لگا۔ اُس نے اپنے باپ سے جواب میں کہا دیکھ اِتنے برسوں سے مَیں تیری خدمت کرتا ہوں اور کبھی تیری حکم عدولی نہیں کی مگر مجھے تُو نے کبھی ایک بکری کا بچّہ بھی نہ دیا کہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوشی مناتا۔ لیکن جب تیرا یہ بیٹا آیا جس نے تیرا مال متاع کسبیوں میں اُڑا دیا تو اُس کے لئے تُو نے پلا ہُوا بچھڑا ذبح کرایا۔ اُس نے اُس سے کہا بیٹا! تُو تو ہمیشہ میرے پاس ہے اور جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ لیکن خوشی منانا اور شادمان ہونا مناسب تھا کیونکہ تیرا یہ بھائی مُردہ تھا اب زندہ ہُوا، کھویا ہوا تھا اب ملا ہے" (انجیل شریف، لُوقا ۱۵: ۱۱-۳۲)۔

پہلا بیٹا آج کل کے اکثر نوجوانوں کی مانند ہے جو شہروں میں جا کر اپنا روپیہ بُری صحبت میں پڑ کر اُڑا دیتے ہیں اور جلد ہی جانوروں کی طرح ناقابلِ ذکر گندی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں لیکن پھر وہ اپنی گناہ اور نااُمیدی کی حالت میں توبہ کر کے اقرار کرتے ہیں کہ

"اے باپ! مَیں آسمان کا اور تیری نظر میں گنہگار ہُوا۔"

اِس کے بعد وہ اپنے گھر اور اپنے آسمانی باپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے گھر کی شادمانی ہمارے آسمانی باپ کی اُس خوشی کی آئینہ دار ہے جب ایک تائب بچّے کو وہ اپنے آسمانی خاندان میں قبول کرتا ہے۔

دوسرا بیٹا خود غرض اور خود پسند تھا۔ وہ اپنے گھرانے کی مسرّت اور اپنے بھائی کی واپسی سے ناخوش تھا۔ اُس نے اپنے بھائی کے لئے بڑی بیزاری کا اظہار کیا بلکہ اگر وہ گھرانے کا سربراہ ہوتا تو اُسے گھر میں بھی نہ گھسنے دیتا۔

حضور یسوع مسیح یہاں ارشاد فرماتے ہیں کہ اُس کی نام نہاد راستبازی سے خُدا بالکل خوش نہیں۔ خدا ہمیں ہر اُس زندگی کے لئے جو بدی کو ترک کر کے نیکی کی طرف راغب ہوتی ہے دِلی خوشی محسوس کرنی چاہیئے۔ فقیہہ اور فریسی اُس بڑے بھائی کی مانند تھے۔ وہ حضور یسوع مسیح پر اِس بنا پر اعتراض کرتے تھے کہ آپ گنہگاروں کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں حالانکہ اُن میں سے بہت سے اپنے بُرے کاموں کو ترک کر کے خُدا تعالےٰ

پر ایمان لائے تھے۔ وہ متواتر آپ کی مخالفت اور آپ کو پریشان کرنے کی سعی کرتے رہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آج بھی متعدد قائدینِ دین اُن لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف رجوع لانے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

عید کے موقع پر یروشلیم میں

تھوڑے عرصہ کے بعد حضور یسوؔع مسیح عید کے موقع پر پھر یرؔوشلیم تشریف لے گئے۔

"یرؔوشلیم میں بھیڑ دروازہ کے پاس ایک حوض ہے جو عبرانی میں بیتؔ حسدا کہلاتا ہے اور اُس کے پانچ برآمدے ہیں۔ اِن میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمُردہ لوگ [پانی کے ہلنے کے منتظر ہو کر] پڑے تھے۔ [کیونکہ وقت پر خُداوند کا فرشتہ حوض پر اُتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اُترتا سو شِفا پاتا۔ اُس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو]۔ وہاں ایک شخص تھا جو اڑتیس برس سے بیماری میں مبتلا تھا۔ اُس کو یسوؔع نے پڑا دیکھا اور یہ جان کر کہ وہ بڑی مدت سے اِس حالت میں ہے اُس سے کہا کیا تو تندرست ہونا چاہتا ہے؟ اُس بیمار نے اُسے جواب دیا۔ اَے خداوند میرے پاس کوئی آدمی نہیں کہ جب پانی ہلایا جائے تو مجھے حوض میں اُتار دے بلکہ میرے پہنچتے پہنچتے دوسرا مجھ سے پہلے اُتر پڑتا ہے۔ یسوؔع نے اُس سے کہا اُٹھ اور اپنی چارپائی اٹھا کر چل پھر۔ وہ شخص فوراً تندرست ہو گیا اور اپنی چارپائی اٹھا کر چلنے پھرنے لگا۔

"وہ دِن سبت کا تھا۔ پس یہودی اُس سے جس نے شفا پائی تھی کہنے لگے کہ آج سبت کا دِن ہے۔ تجھے چارپائی اُٹھانا روا نہیں۔ اُس نے اُنہیں جواب دیا جس نے مجھے تندرست کیا اُسی نے مجھے فرمایا کہ اپنی چارپائی اُٹھا کر چل پھر۔ انہوں نے اُس سے پوچھا کہ وہ کون شخص

ہے جس نے تجھ سے کہا چارپائی اُٹھا کر چل پھر؟ لیکن جو شفا پا گیا تھا
وہ نہ جانتا تھا کہ کون ہے کیونکہ بھیڑ کے سبب سے یسوؔع وہاں سے
ٹل گیا تھا۔ اِن باتوں کے بعد وہ یسوؔع کو ہیکل میں ملا۔ اُس نے اُس
سے کہا دیکھ تو تندرست ہو گیا ہے۔ پھر گناہ نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تجھ
پر اِس سے بھی زیادہ آفت آئے۔ اُس آدمی نے جا کر یہودیوں کو خبر
دی کہ جس نے مجھے تندرست کیا وہ یسوؔع ہے۔ اِس لئے یہودی
یسوؔع کو ستانے لگے کیونکہ وہ ایسے کام سبت کے دن کرتا تھا"
(انجیل شریف، یوحنا ۵: ۲-۱۶)۔

حضرت مُوسیٰ کلیم اللہ کو جو شریعت دی گئی تھی اُس کا ایک حکم یُوں تھا:۔
"یاد کر کے تو سبت کا دن پاک ماننا۔ چھ دن تک تو محنت کر کے
اپنا سارا کام کاج کرنا۔ لیکن ساتواں دن خُداوند تیرے خدا کا سبت
ہے۔ اُس میں نہ تُو کوئی کام کرے، نہ تیرا بیٹا، نہ تیری بیٹی، نہ تیرا غلام،
نہ تیری لونڈی، نہ تیرا چوپایہ، نہ کوئی مُسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے
اندر ہو" (توریت شریف، خروج ۲۰: ۸-۱۰)۔

رحیم الرحمان خُدا نے یہ اصُول مقرر کیا کہ کیا اِنسان کیا باربردار جانور، سب
سات دِن میں سے ایک دن مکمل آرام کریں۔ اس دن کو سبت کہا گیا۔ خُدا تعالےٰ کی یہ
منشا تھی کہ انسان اس دن اپنے خالق کی عبادت اور اپنی خاندانی رفاقت میں مسُرور رہو۔
اِس حکم میں گھر کے تمام افراد یہاں تک کہ نوکر چاکر، مہمان اور گھوڑے، گدھے، اُونٹ،
خچر، بیل وغیرہ سبھی شامل تھے۔ اِس دِن خواتین کو بھی گھریلو کام بہت کم کرنا پڑتا تھا۔
جدید علمِ طب نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ زندگی کے تواتر میں وقفہ ضروری ہے۔
یہاں تک کہ زمین کو بھی آرام کی ضرورت ہے۔ کسان ادل بدل کر فصل بونے کی افادیت
سے بخوبی آگاہ ہیں۔ بعض لوگ اپنی زندگی کے لئے خدا تعالےٰ کے اِس آرام دہ اصول
کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ ہفتہ کے ساتوں دن اپنا کاروبار کرتے رہتے ہیں۔ اور
یہاں تک کہ نوکروں کو ایک دن بھی آرام کرنے کے لئے چھٹی نہیں دیتے۔ حضور یسوؔع
مسیح نے تلقین فرمائی کہ خدا تعالےٰ نے یہ دن انسان کے فائدہ کے لئے مقرر کیا ہے۔

آپ کو سبت کے دن شفا دینے سے جو مخالفت برداشت کرنی پڑی اُس کی وجہ شریعت پرست قائدین کی خُود ساختہ تفسیر تھی۔ وہ شریعت کے معنوی پہلو کی بجائے اُس کی لفظی تعمیل پر زیادہ زور دیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ سبت کے دن ایک عبادت خانہ میں تشریف لے گئے جو واقعہ وہاں پیش آیا، اُسکا کلامِ مُقدّس میں یوں ذکر ہے:۔

"وہ عبادت خانہ میں پھر داخل ہُوا اور وہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ سوکھا ہُوا تھا۔ اور وہ اُس کی تاک میں رہے کہ اگر وہ اُسے سبت کے دن اچھا کرے تو اُس پر الزام لگائیں۔ اُس نے اُس آدمی سے جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا کہا، بیچ میں کھڑا ہو۔ اور اُن سے کہا سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے یا بدی کرنا؟ جان بچانا یا قتل کرنا؟ وہ چُپ رہ گئے۔ اُس نے اُن کی سخت دِلی کے سبب سے غمگین ہو کر اور چاروں طرف اُن پر غصّہ سے نظر کر کے اُس آدمی سے کہا، اپنا ہاتھ بڑھا۔ اُس نے بڑھا دیا اور اُس کا ہاتھ درست ہو گیا۔ پھر فریسی فی الفور باہر جا کر ہیرودیوں کے ساتھ اُس کے برخلاف مشورہ کرنے لگے کہ اُسے کس طرح ہلاک کریں" (انجیل شریف مرقس ۳: ۱-۶)۔

حضور یسوعؑ مسیح کو اُن مذہب پرست آدمیوں کے اِنسانیت سوز رویّہ سے سخت غم تھا جو شریعت کے نام میں بیماروں کی شفا اور امداد میں رکاوٹ کا باعث بن رہے تھے۔ آپ کو معلوم تھا کہ دُکھی انسان کے لئے آپ کے محبّت بھرے آسمانی باپ نے ایسے سخت قوانین کبھی نافذ نہیں کئے۔ لہٰذا آپکی مذہب پرست اور مذہب کے ٹھیکیداروں کے ساتھ کشمکش پیدا ہو گئی جو کہ عوام کے دین و ایمان پر کماحقہ طور پر مسلط تھے۔ ہم اُس آدمی کی شفایابی کے بارے میں پڑھ چکے ہیں جو کہ بیت حسدا کے حوض پر ۳۸ سال سے بیمار پڑا تھا اور اپنی شفایابی کے بعد حضور یسوعؑ مسیح کو ہیکل میں ملا تھا۔ اُسی کے بتانے پر کہ جس نے مجھے شفا دی وہ یسوعؑ ہے۔ یہودی جمع ہو کر آپ سے بحث کرنے لگے۔ آپ نے اُنہیں یوں جواب دیا:۔

"میرا باپ اب تک کام کرتا ہے اور میَں بھی کام کرتا ہوں۔ اِس

سبب سے یہودی اور بھی زیادہ اُسے قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خدا کے برابر بناتا تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۵: ۱۷-۱۸)۔

یروشلیم میں حضور یسوع مسیح اور مذہبی قائدین کے درمیان مخاصمت کا ایک بڑا سبب یہی موضوع تھا۔ اُن کے دل نفرت اور کدورت سے بھرے پڑے تھے، اس لئے وہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔

اُن کی دشمنی کی ایک دوسری وجہ لفظ "باپ" تھا جو آپ خدا تعالےٰ کے لئے استعمال کرتے تھے۔ آپ نے بڑی صحت کے ساتھ خدا تعالےٰ کی وحدانیت کی تعلیم ہی دی۔ ایک مرتبہ جب کسی یہودی راہنما نے سوال کیا کہ "حکموں میں اوّل کون سا ہے"؟ تو آپ نے فوراً توریت شریف سے اقتباس پیش کیا۔

"خُداوند ہمارا خُدا ایک ہی خُداوند ہے۔ اور تُو خُداوند اپنے خُدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبّت رکھ" (انجیل شریف، مرقس ۱۲: ۲۸-۳۰)۔

جب حضور یسوع مسیح خُدا تعالےٰ کے لئے لفظ "باپ" استعمال فرماتے ہیں تو کسی جسمانی رشتہ کی طرف اشارہ ہرگز نہیں کرتے۔ معزّز قارئین سے درخواست ہے کہ سیرت المسیح کا مطالعہ کرتے وقت وہ خدا تعالےٰ سے دُعا کریں کہ وہ اُن پر حضور یسوع مسیح کی شخصیت کے بھید کا انکشاف کرے۔ ہم نے اس مسئلے کو کتاب کے اختتام پر زیادہ وضاحت سے بیان کیا ہے۔

جن معنوں میں توریت، زبور اور صحائفِ انبیاء میں خُدا تعالےٰ کی وحدانیت پر زور دیا گیا ہے۔ اُنہی معنوں میں انجیلِ جلیل میں لفظ "باپ" خُدا تعالےٰ کے لئے مستعمل ہُوا ہے۔ زبور شریف میں حضرت داؤد بنی نوع انسان کے لئے خدا تعالےٰ کی شفقت کا یوں ذکر کرتے ہیں:-

---

[۱] نیز صفحہ نمبر ۲۹۲ پر نوٹ نمبر ۳ دیکھئے۔

"صادق خوشی منائیں۔ وہ خدا کے حضور شادمان ہوں
بلکہ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں
خدا اپنے مقدس مکان میں
یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے۔" (زبور شریف ۶۸: ۳، ۵)
"جیسے باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے
ویسے ہی خداوند اُن پر جو اُس سے ڈرتے ہیں ترس کھاتا ہے۔
کیونکہ وہ ہماری سرشت سے واقف ہے۔
اُسے یاد ہے کہ ہم خاک ہیں۔"

(زبور شریف ۱۰۳: ۱۳-۱۴)۔

صحائف انبیاء میں بھی خدا تعالےٰ اپنی مظلوم اُمّت سے ان الفاظ میں مخاطب ہوتا ہے:۔

"میں اُن کو پانی کی ندیوں کی طرف راہِ راست پر
چلاؤں گا جس میں وہ ٹھوکر نہ کھائیں گے کیونکہ میں
اسرائیل کا باپ ہوں اور افرائیم میرا پہلوٹھا ہے۔"

(کتابِ مقدس یرمیاہ ۳۱: ۹)۔

حضور یسوع مسیح کے پیروکار خدائے واحد کو تعظیماً "باپ" کہہ کر پکارتے ہیں کیونکہ وہ تمام کائنات کا خالق ہے۔ خدا تعالےٰ کے متعدد نام ہیں جن میں سے "باپ" نہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کا خالق ہے بلکہ یہ بھی کہ جس طرح ایک دنیادی باپ اپنی اولاد سے محبت رکھتا ہے ویسے ہی اللہ تعالےٰ بھی ہم سے فرداً فرداً محبت رکھتا ہے۔

حضور یسوع مسیح کے فرمان کے مطابق تمام وہ انسان جو خلوص دل سے توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ اس کے نزدیک نہایت گراں بہا اور خاص معنوں میں اُس کے فرزند بن جاتے ہیں جن کی وہ بڑی فکرمندی سے دیکھ بھال کرتا ہے۔ وہ انہیں رُوحانی اور جسمانی نعمتوں سے فیض یاب کرتا ہے۔ چنانچہ حضور مسیح یسوع نے اپنے حواریوں سے ارشاد فرمایا:۔

"ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے؟ تم میں ایسا کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟ اور پوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو؟ جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے نہ کاتتے ہیں۔ تو بھی مَیں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند ملبّس نہ تھا۔ پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائے گی ایسی پوشاک پہناتا ہے تو اے کم اعتقادو تم کو کیوں نہ پہنائے گا؟ اِس لئے فکر مند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائینگے اور کیا پئیں گے یا کیا پہنیں گے؟ کیونکہ اِن سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم اِن سب چیزوں کے محتاج ہو۔ بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اسکی راستبازی کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔ پس کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دِن اپنے لئے آپ فکر کر لے گا۔ آج کے لئے آج ہی کا دُکھ کافی ہے" (انجیل شریف، متی ۶: ۲۶-۳۴)۔

یہودی دینی راہنما اِن باتوں کو اِس لئے نہ جان سکے کیونکہ وہ اندھے تعصب میں گرفتار تھے اور کلامِ الٰہی کی تحقیق و تدقیق میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ہمیں بھی اِس خطرہ سے محتاط و ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

یروشلیم کی عید سے گلیل واپس پہنچنے کے بعد حضور یسوع مسیح نے کچھ وقت جھیل کے ساحلی علاقے میں گذارا۔ اِس عرصے کے بارے میں انجیلِ جلیل یوں فرماتی ہے۔

"یسوع اپنے شاگردوں کے ساتھ جھیل کی طرف چلا گیا اور گلیل سے ایک بڑی بھیڑ پیچھے ہو لی اور یہودیہ اور یروشلیم اور ادومیہ سے اور یردن کے پار اور صور اور صیدا کے آس پاس سے ایک بڑی بھیڑ

یہ سُن کر کہ وہ کیسے بڑے بڑے کام کرتا ہے اُس کے پاس آئی۔ پس اُس
نے اپنے شاگردوں سے کہا بھیڑ کی وجہ سے ایک چھوٹی کشتی میرے
لئے تیار رہے تاکہ وہ مجھے دبا نہ ڈالیں کیونکہ اُس نے بہت لوگوں کو اچھا
کیا تھا۔ چنانچہ جتنے لوگ سخت بیماریوں میں گرفتار تھے اُس پر گرے
پڑتے تھے کہ اُسے چھُو لیں" (انجیل شریف، مرقس ۳: ۷-۱۰)۔

بارہ۱۲ حواریوں کا انتخاب

اب حضور یسوع مسیح نے اپنے بارہ۱۲ حواری منتخب کئے تاکہ وہ ہمہ وقت
آپ کی رفاقت میں رہیں۔ انہیں منتخب کرنے سے ایک دن پہلے آپ ایک پہاڑی
پر تشریف لے جاکر علیحدگی میں ساری رات دُعا کرتے رہے۔ بعض علما کی رائے ہے
کہ آپ نے اس رات اپنے حواریوں کے انتخاب کے آخری فیصلے کے لئے خدا تعالےٰ
سے ہدایت چاہی۔ البتہ انجیل جلیل میں اتنا ہی مرقوم ہے کہ

"پھر وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور جن کو وہ آپ چاہتا تھا۔ اُن کو پاس
بُلایا اور وہ اس کے پاس چلے آئے۔ اور اُس نے بارہ۱۲ کو مقرر
کیا تاکہ اُس کے ساتھ رہیں ۔ ۔ ۔" (انجیل شریف، مرقس ۳: ۱۳-۱۴)

آپ کے حواریوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔
حضرت شمعون پطرسؔ اور اُن کے بھائی اندریاسؔ، یعقوبؔ اور اُن کے
بھائی یوحنّاؔ، فلپسؔ، برتلمائیؔ، متّیؔ (جن کا دوسرا نام لاوی بھی تھا) توماؔ، یعقوبؔ
(حضرت حلفئیؔ کے بیٹے)، تدّیؔ، شمعونؔ قنانی اور یہوداہ اسکریوتی جس نے آپ کو
پکڑوا بھی دیا۔

اب یہ حواری حضور یسوع مسیح کے ساتھ رہنے لگے۔ آپ نے اُن کی تعلیم و
تربیت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تاکہ وہ اپنے آقا و مولا کے مردوں میں سے جی اُٹھنے
کے بعد دنیا کے کونے کونے میں انجیل کی خوشخبری کو پھیلائیں۔ جب آپ حوارئین کے
ساتھ پہاڑ پر تشریف لے گئے تو یردنؔ اور یروشلیم کے تمام علاقوں اور صورؔ اور
صیداؔ کے ساحلی صوبوں کے لوگ ہجوم در ہجوم آپ کے پاس آنے لگے۔ وہ آپ کی

حیات افروز باتیں سننے اور بیماریوں سے شفا پانے کے خواہشمند تھے۔ اب اُنہیں آسمانی بادشاہی کے اصولوں سے روشناس کرانے لگے۔ درس و تدریس کی یہی باتیں دنیا بھر میں پہاڑی وعظ کے نام سے شہرت پذیر ہوئیں۔

پہاڑی وعظ

(انجیل شریف، متی ۵ : ۳-۱۶)

اِس وعظ میں حضور یسوع مسیح نے آسمان کی بادشاہی کے اصولوں کا بیان فرمایا۔ "خدا کی بادشاہی"[1] اور "آسمان کی بادشاہی" کی اصطلاحات پر بعد میں سوچ بچار کریں گے لیکن فی الحال ہم اُس اعلےٰ ترین معیار پر غور کریں جسے آپ نے اپنے پیروکاروں کے لئے مقرر کیا۔

اِس مشہورِ زمان وعظ میں حضور مسیح اُن لوگوں میں جن کی دینداری محض زبان تک ہی محدود رہی ہے۔ اور اُن میں جو دل و جان سے خدا تعالےٰ کی مرضی کو بجا لانے کے لئے کراہتے ہیں فرق بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا :۔

"مبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے" (آیت ۳)۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دل میں خُدا تعالےٰ کے دیدار کے لئے ترستے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو دل و جان سے اُس کے طالب ہیں۔

"مُبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائیں گے" (آیت ۴)۔

وہ خُدا ترس مرد و زن جو نوعِ انسانی کی پست اخلاقی اور خطاکاری پر ماتم کرتے ہیں، خُدا تعالےٰ اُنہیں اپنی فرمانبرداری کے لئے ہمت و استقلال بخشتا ہے۔ وہ انہیں یقین دلاتا ہے کہ بالآخر وہ نوعِ انسانی کے معاملات میں مداخلت کر کے راستی پر مبنی بادشاہی قائم کرے گا۔

"مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے" (آیت ۵)

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۵ پر نوٹ نمبر ۸ دیکھئے

علاقائی توسیع اور حقوق پر دعوے جتانے کا نتیجہ جنگ وجدل جھگڑا اور مقدمہ بازی وغیرہ ہیں۔ تنازع کا نتیجہ اکثر اوقات مایوسی، غم، عداوت اور نفرت کی صورت میں نکلتا ہے۔ حضور یسوع مسیح اِس کا ایک بہترین حل پیش کرتے ہیں کہ انسان جانے اور مانے کہ یہ دُنیا خُدا کی ہے اور کہ یہ اُس کے تمام بندوں کے لئے بنائی گئی ہے جن میں میں بھی شامل ہوں۔ علاوہ ازیں خُدا نے وعدہ کیا کہ اس زندگی کے بعد تمام بے انصافی کا خاتمہ ہو کر رہے گا۔ پس وہ لوگ حقیقتاً مبارک حال ہیں جو یہ جانتے ہوئے کہ خدا تعالےٰ بالآخر ہمارا حق ہمیں دے گا، کسی شے پر بھی دعوے نہیں کرتے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خدا تعالےٰ اور اپنے آسمانی گھر پر نظریں جما رکھی تھیں، اِسلئے وہ اس زمین پر اپنے آپ کو مسافر سمجھتے ہوئے زندگی بسر کرتے تھے۔

"مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے" (آیت ۶)۔

یہاں حضور یسوع مسیح اُن لوگوں سے جو خدا تعالےٰ اور حقیقی راستی کی شدید تڑپ رکھتے ہیں۔ ایک عجیب وغریب وعدہ فرماتے ہیں۔ آخر کار ایک دن ایسا آئیگا جبکہ وہ آئندہ جہان میں خدا تعالےٰ کا دیدار حاصل کر کے مطمئن ہو جائیں گے۔

"مبارک ہیں وہ جو رحمدل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائے گا" (آیت ۷)۔

خدا تعالےٰ خود رحیم ہے، اِس لئے اس کے پیروکاروں کو دوسروں پر رحم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ خود بھی خدا تعالےٰ کی رحمت سے فیض یاب ہوتے رہتے ہیں۔

"مبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے"

"مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے"۔

"مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے" (آیات ۸ - ۱۰)۔

گناہ کے خلاف آواز اُٹھانے اور نیکی اور خُدا تعالےٰ کے بارے میں تبلیغ کے سبب سے یوحنا اصطباغی (حضرت یحیٰی) کو قید کر کے شہید کر دیا گیا۔ موت

نے انہیں آسمان کی بادشاہی میں پہنچا دیا جو تمام دنیاوی بادشاہتوں سے اعلےٰ وارفع ہے۔ برکات کے ان وعدوں کے بعد حضور یسوع مسیح اپنے پیروکاروں سے اُن تکالیف کے پیشِ نظر جو اُن پر آنے والی تھیں مزید تسکین آمیز تعلیم دیتے ہیں۔

حضور یسوع مسیح کے پیروکاروں کو تقریباً دو ہزار سال سے ایذا رسانی، ملازمت سے برطرفی، اقتصادی بدحالی، عداوت اور جلا وطنی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ فی زمانہ گو اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں مذہبی آزادی اور حقوقِ انسانی کی ضمانت دی گئی ہے تو بھی اُنہیں اِسی قسم کے حالات کا سامنا ہے۔

اِن باتوں کے پیشِ نظر آپ نے فرمایا:۔

" جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اِس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا " (آیات ۱۱-۱۲)

بعض ممالک میں حضور یسوع مسیح کے پیروکاروں کو آج تک اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے سے محروم رکھا جاتا ہے اور مالی مدد و ملازمت کے سلسلہ میں انہیں تعصب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا وہ ذہنی قابلیت و اہلیت رکھتے ہوئے بھی پس ماندہ اور غریب رہتے ہیں۔ ایسے اشخاص سے آپ نے گویا فرمایا "فکر نہ کرو۔ اس ساٹھ یا ستر سالہ دنیاوی زندگی کی اس جلالی اجر کے سامنے جو آئندہ جہان میں تمہیں دیا جائے گا کچھ حقیقت نہیں "

اب حضور یسوع مسیح دو تشبیہوں سے اپنے پیروکاروں کی خصوصیات وصفات کو بیان فرماتے ہیں۔ پہلی تشبیہ

"تم زمین کے نمک ہو۔ لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائے گا۔ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اِس کے کہ باہر پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے" (آیت ۱۳)۔

اُس زمانہ میں جب اشیائے خوردونوش کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے ریفریجریٹر نہیں تھے، کھانا جلد خراب ہو جاتا تھا۔ لیکن اگر مچھلی یا گوشت میں نمک لگا دیا جائے تو وہ خراب ہونے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ کسی دفتر یا محکمہ میں حضور یسوع مسیح کے پیروکار رشوت لینے سے اِنکار کرنے اور فسق و فجور کو منظرِ عام پر لانے سے بدی کی روک تھام کر سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کے پیروکاروں کا اعلےٰ اخلاقی معیار حکومتوں کی روش اور تجارت کے اصول بدل سکتا ہے۔

دوسری تشبیہ

"تم دُنیا کے نُور ہو۔ جو شہر پہاڑ پر بسا ہے وہ چھُپ نہیں سکتا۔ اور چراغ جلا کر پیمانہ کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچتی ہے۔ اِسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں" (آیات ۱۵-۱۶)۔

ایک دوسرے موقع پر آپ نے نُور کی مزید وضاحت فرمائی ہے۔

"نور دُنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نُور سے زیادہ پسند کیا۔ اِس لئے کہ اُن کے کام بُرے تھے۔ کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نُور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے۔ مگر جو سچّائی پر عمل کرتا ہے وہ نُور کے پاس آتا ہے تاکہ اُس کے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں" (انجیل شریف، یوحنا ۳: ۱۹-۲۱)۔

جس طرح پتھروں پر داغ دھبے تاریکی میں نظر نہیں آتے لیکن روشنی اُنہیں ظاہر کر دیتی ہے، اُسی طرح آپ کے پیروکاروں کی زندگیوں سے دنیاداروں کی زندگیوں میں گناہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

حضور یسوع مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ میں اپنے پیروکاروں کے لئے ایک نہایت اعلےٰ وارفع معیارِ زندگی مقرر کیا ہے۔ یہ دنیا کے مروجہ معیار سے اکثر و بیشتر اختلاف رکھتا ہے۔ ہم زناکاری کے بارے میں اختلاف پر پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اب

ہم آپ کے ایک اور فرمان پر غور کرتے ہیں - آپ نے انسانی تعلق کے سلسلہ میں فرمایا :-

"تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خُون نہ کرنا اور جو کوئی خُون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا - لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدرِ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو اُس کو احمق کہے گا وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہو گا" (انجیل شریف، متی ۵ : ۲۱ - ۲۲) -

آپ نے اپنے پیروکاروں کو یہ بھی تلقین فرمائی کہ خُدا تعالےٰ کے حضور دُعا نماز سے قبل اگر ایک بھائی کو دوسرے سے اختلاف ہو تو وہ پہلے اُس کا تصفیہ کرے -

"پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذرانتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں قربانگاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر تب آکر اپنی نذر گذران - جب تک تو اپنے مُدعی کے ساتھ راہ میں ہے اُس سے جلد صُلح کرے - کہیں ایسا نہ ہو کہ مُدعی تجھے مُنصف کے حوالہ کر دے اور مُنصف تجھے سپاہی کے حوالہ کر دے اور تو قیدخانہ میں ڈالا جائے - مَیں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دے گا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا" (انجیل شریف، متی ۵ : ۲۳ - ۲۶) -

ایک شخص خدا تعالےٰ کی جس سے وہ معافی کی اُمید رکھتا ہے عبادت کیسے کر سکتا ہے، جبکہ وہ خود اپنے ہم جنس انسان کو معاف کرنے اور اُس سے صُلح کرنے کے لئے تیار نہیں ؟ حضور یسوع مسیح نے ایک اور موقع پر اسی موضوع پر بڑی تفصیل سے درس فرمایا :- "اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کر کے اُسے سمجھا - اگر وہ تیری سُنے تو تُو نے اپنے بھائی کو پا لیا - اور اگر نہ سُنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جا تا کہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے - اگر وہ اُن کی بھی سُننے سے اِنکار کرے

تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی بھی ماننے سے انکار کرے تو تُو اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان" (انجیل شریف، متّی ۱۸ : ۱۵-۱۷)۔

آپ کے ایک حواری حضرت شمعون پطرس اِس بات سے شش و پنج میں پڑ گئے کہ معافی کی حد آخر کہاں ہے! چنانچہ انہوں نے آپ سے سوال کیا

"اَے خداوند! اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا ہے تو میں کتنی دفعہ اُسے معاف کروں؟ کیا سات بار تک؟"

آپ نے اُسے جواب دیا:۔

"مَیں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات دفعہ کے ستّر بار تک۔ پس آسمان کی بادشاہی اُس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے نوکروں سے حساب لینا چاہا۔ اور جب حساب لینے لگا تو اُس کے سامنے ایک قرضدار حاضر کیا گیا جس پر اُس کے دس ہزار توڑے آتے تھے۔ مگر چونکہ اُس کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ تھا اِس لئے اُس کے مالک نے حکم دیا کہ یہ اور اُس کی بیوی بچّے اور جو اِس کا ہے سب بیچا جائے اور قرض وصول کر لیا جائے۔ پس نوکر نے گر کر اُسے سجدہ کیا اور کہا اَے خداوند مجھے مُہلت دے۔ مَیں تیرا سارا قرض ادا کروں گا۔ اُس نوکر کے مالک نے ترس کھا کر اُسے چھوڑ دیا اور اُس کا قرض بخش دیا۔ جب وہ نوکر باہر نکلا تو اُس کے ہم خدمتوں میں سے ایک اُس کو ملا جس پر اُس کے سو دینار آتے تھے۔ اُس نے اُس کو پکڑ کر اُس کا گلا گھونٹا اور کہا جو میرا آتا ہے ادا کر دے۔ پس اُس کے ہم خدمت نے اُس کے سامنے گر کر اُس کی مِنت کی اور کہا مجھے مہلت دے۔ مَیں تجھے ادا کر دوں گا۔ اُس نے نہ مانا بلکہ جا کر اُسے قید خانہ میں ڈال دیا کہ جب تک قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ پس اُس کے ہم خدمت یہ حال دیکھ کر بہت غمگین ہوئے اور آ کر اپنے مالک کو سب کچھ جو ہُوا تھا سنا دیا۔ اِس پر

اُس کے مالک نے اُس کو پاس بُلا کر اُس سے کہا اے شریر نوکر! مَیں نے وہ سارا قرض تجھے اِس لئے بخش دیا کہ تُو نے میری منت کی تھی۔ کیا تجھے لازم نہ تھا کہ جیسا مَیں نے تجھ پر رحم کیا تُو بھی اپنے ہم خدمت پر رحم کرتا؟ اور اُس کے مالک نے خفا ہو کر اُس کو جلادوں کے حوالہ کیا کہ جب تک تمام قرض ادا نہ کر دے قید رہے۔ میرا آسمانی باپ بھی تمہارے ساتھ اِسی طرح کرے گا اگر تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو دل سے معاف نہ کرے" (انجیل شریف متی ۱۸: ۲۱-۳۵)

حضور یسوع مسیح کے حقیقی پیروکاروں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنے قصورواروں کو صدق دل سے معاف کریں۔ دل میں تلخی اور بغض رکھتے ہوئے اُوپرے دل سے السلام علیکم کہنا یا بناوٹی حلیمی دکھانا، اُن لوگوں کے لئے خدا تعالیٰ کا معیار نہیں ہے جنہیں اُس نے اپنے بڑے کرم سے معاف کیا ہے۔ پیشتر ازیں کہ نفرت کے ظاہرا افعال مثلاً قتل یا انتقام وغیرہ وقوع میں آئیں، وہ دل میں پہلے ہی سے نشوونما پا چکے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حقیقی پرستاروں کی امتیازی خصوصیت حضور یسوع مسیح کی سی محبت اور معافی دینے کے لئے مستعد رہنے کا رویہ ہونی چاہیئے۔ حضور یسوع مسیح اِس مشہور و معروف پہاڑی وعظ میں خدا کی بادشاہی کے اصولوں کا ایک اور رخ بھی پیش کرتے ہیں۔

"تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اُور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ اور اگر کوئی تجھ پر نالش کر کے تیرا کُرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اُس کے ساتھ دُو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اُسے دے اور جو تجھ سے قرض چاہے اُس سے منہ نہ موڑ۔"

"تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں

سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دُعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو کیونکہ وہ اپنے سُورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے؟ اور اگر تم فقط اپنے بھائیوں ہی کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو؟ کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے؟ پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (انجیل شریف، متی ۵: ۴۸-۳۸)۔

دشمنوں سے نفرت وانتقام، استحصال اور جنگ وجدل نوع انسانی کے عام تجربات ہیں۔ یہاں حضور یسوع مسیح خدای قادر کے حقیقی پرستاروں کے لئے ایک اعلےٰ اخلاقی معیار مقرر کرتے ہیں۔ اکثر لوگ یہاں تک کہ آپ کے متعدد پیروکار بھی آپ کے اِس حکم کو بھلا بیٹھے ہیں کہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"پس جو کوئی اِن چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑیگا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائیگا۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے" (انجیل شریف، متی ۵: ۱۹-۲۰)۔

تاریخ کے اِس دَور میں یعنی حضور یسوع مسیح کی بعثت سے لے کر آپکی آمدِ ثانی تک آپکے پیروکاروں کو دوسروں کے ساتھ مہربانی اور تحمل سے پیش آنا لازمی ہے۔ کسی خطا یا گناہ کے سبب مجرم ٹھہرانے اور سزا دینے کی ذمہ داری ہماری نہیں بلکہ براہِ راست خدا تعالےٰ کی ہے۔

حضور یسوع مسیح کے ایک مخصوص پیروکار پہاڑی وعظ کا مفہوم

" بدی کے عوض کسی سے بدی نہ کرو۔ جو باتیں سب لوگوں کے
نزدیک اچھی ہیں اُن کی تدبیر کرو۔ جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف
سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔ اَے عزیزو! اپنا
انتقام نہ لو بلکہ غضب کو موقع دو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند فرماتا
ہے انتقام لینا میرا کام ہے۔ بدلہ میں ہی دُوں گا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن
بھُوکا ہو تو اس کو کھانا کھلا۔ اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا کیونکہ ایسا
کرنے سے تو اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگائے گا۔
بدی سے مغلوب نہ ہو بلکہ نیکی کے ذریعہ سے بدی پر غالب آؤ"
(انجیل شریف، رومیوں ۱۲: ۱۷-۲۱)۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ المسیح کے متعدد نام نہاد پیروکاروں کے کردار سے آپ کی تعلیمات کی سراسر نفی ہوتی ہے۔ وہ غیر ممالک پر قبضہ اور مذہبی جنگوں میں حصہ لیتے رہے ہے۔ وہ اپنے مہلک ہتھیاروں کی فروخت سے جنگ وجدل کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ بعض نے تو ان آتشیں ہتھیاروں سے بے انداز نفع کمایا ہے۔
چنانچہ قارئین حضور یسوع مسیح کی تعلیمات کے پیشِ نظر اس بات کا اندازہ باآسانی لگا سکتے ہیں کہ مغربی ممالک کے اکثر و بیشتر باشندے آپ کے معیارِ زندگی سے کوسوں دور ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کوئی بھی ملک مسیح کے نام سے کہلانے کے لائق نہیں۔ البتہ ہر قوم میں ایسے چھوٹے چھوٹے گروہ موجود ہیں جو حضور یسوع مسیح کے حقیقی پیروکار ہیں۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہے گویا کہ بھیڑیوں میں میمنا۔

جو حضور یسوع مسیح کی تعلیمات کو رد کر کے علانیہ تشدد اور انتقام پر اُتر آتے ہیں وہ "آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت" کے اصول پر چلتے ہیں۔ اُن کے نزدیک حضور یسوع مسیح کے ارشادات خلاف پامردی اور ناقابل عمل ہیں۔
لیکن جو لوگ آپ کی تعلیمات کا اتباع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں، انہیں دل کا اطمینان اور احکامِ الٰہی بجالانے کے لئے روحانی تقویت مل جاتی ہے اور وہ اپنے آسمانی باپ کی مانند کامل بنتے جاتے ہیں۔
حقیقت ہے کہ دُکھ سہنے کی روحانی قوت تشدد سے زیادہ اثر رکھتی ہے۔

چنانچہ حضور یسوؔع مسیح نے اپنے کمال حلم اور ایذا رسی ہی کے باعث بدی پر غالب آکر اپنی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ اپنے پہاڑی وعظ میں آپ نے حق گوئی کے بارے میں بھی بڑی صراحت سے بیان فرمایا ہے۔

حق گوئی اور قسمیں بھی انسانی تعلقات کے ایک اور پہلو کو پیش کرتی ہیں۔ اکثر حضرات یہاں تک کہ بڑے بڑے مہذب اور نمازی بھی بات بات پر قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ اِس ضمن میں حضور یسوؔع مسیح کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو۔

"تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ جھُوٹی قسم کا کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کرنا۔ لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کی چوکی ہے۔ نہ یرؔوشلیم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اِس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے" (انجیل شریف، متی ۵: ۳۳-۳۷)۔

قسم جھُوٹ کو چھُپانے کا پردہ ہے۔ سچّے آدمی کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں۔

خیرات۔ خدمتِ خلق کا ایک اہم حصّہ ہے۔ لیکن حضور یسوؔع مسیح نے اِس سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ خیرات دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ پوشیدہ طور پر کی جائے۔ اِس کا علم صرف خدا تعالےٰ کو ہی ہو۔

"خبردار اپنے راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو، نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں ہے۔

"پس جب تُو خیرات کرے تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کی بڑائی کریں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو خیرات کرے تو جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے تاکہ تیری

خیرات پوشیدہ رہے۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا" (انجیل شریف، متی ۶: ۱-۴)۔

دُعا۔ ایک فرد یا جماعت کا خدا تعالیٰ کے ساتھ براہِ راست کلام ہوتا ہے۔ اِس کا مقصد عوام پر اپنی دینداری جتانا ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ حضور یسوع مسیح نے تلقین فرمائی:-

"جب تم دُعا کرو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دُعا کرنا پسند کرتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو دیکھیں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو دُعا کرے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دُعا کر۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔ اور دُعا کرتے وقت غیر قوموں کے لوگوں کی طرح بک بک نہ کرو کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری سُنی جائے گی۔ پس اُن کی مانند نہ بنو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو" (انجیل شریف، متی ۶: ۵-۸)۔

یہاں حضور یسوع مسیح اجتماعی دُعا و نماز کے خلاف آواز نہیں اُٹھا رہے ہیں جو عبادت گاہوں میں کی جاتی ہے بلکہ اِس ریاکارانہ دعا و نماز کے خلاف جو محض حاضرین کو متاثر کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ آپ نے ایسی طویل دُعاؤں سے خبردار کیا جو محض رسمی طور پر کی جاتی ہیں۔ یہ سکھانے کے لئے کہ دُعا کیسی ہونی چاہیئے آپ نے ذیل کی نہایت سادہ لیکن پُرمعنی دُعا کا نمونہ دیا۔

"تم اِس طرح دُعا کیا کرو کہ اَے ہمارے باپ، تُو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو مُعاف کیا ہے تُو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ بُرائی سے بچا

[کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ آمین]۔ اِس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا" (انجیل شریف، متی ۶ : ۹ - ۱۵)۔

حضور یسوع مسیح نے یہ دکھانے کے لئے کہ خدا تعالےٰ دعاؤں کا جواب دینے کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے مندرجہ ذیل تمثیل بیان فرمائی۔

"تم میں سے کون ہے جس کا ایک دوست ہو اور وہ آدھی رات کو اُس کے پاس جا کر اُس سے کہے اَے دوست مجھے تین روٹیاں دے۔ کیونکہ میرا ایک دوست سفر کرکے میرے پاس آیا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں کہ اُس کے آگے رکھوں وہ اندر سے جواب میں کہے مجھے تکلیف نہ دے۔ اب دروازہ بند ہے اور میرے لڑکے میرے پاس بچھونے پر ہیں۔ مَیں اُٹھ کر تجھے دے نہیں سکتا۔ مَیں تم سے کہتا ہُوں کہ اگرچہ وہ اِس سبب سے کہ اُس کا دوست ہے اُٹھ کر اُسے نہ دے تو بھی اُس کی بے حیائی کے سبب سے اُٹھ کر جتنی درکار ہیں اُسے دے گا۔ پس مَیں تم سے کہتا ہوں، مانگو تو تم کو دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے اور جو کھٹکھٹاتا ہے اُس کے واسطے کھولا جائے گا۔ تم میں سے ایسا کونسا باپ ہے کہ جب اُس کا بیٹا روٹی مانگے تو اُسے پتھر دے؟ یا مچھلی مانگے تو مچھلی کے بدلے اُسے سانپ دے؟ یا انڈا مانگے تو اُس کو بچھّو دے؟ پس جب تم بُرے ہو کر اپنے بچوّں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو رُوح اُلقدس کیوں نہ دے گا"؟ (انجیل شریف، لُوقا ۱۱ : ۵ - ۱۳)۔

خُدا تعالےٰ کے تین نہایت بیش بہا وعدے جو اُس نے ہر انسان سے کئے ہیں وہ حضور یسوع مسیح کے اِن اقوال سے عیاں ہیں :-

"مانگو تو تمہیں دیا جائے گا

ڈھونڈو تو پاؤ گے

کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا"

حضور یسوع مسیح کے اِن ارشادات سے مراد یہ ہے کہ جو بھی صدق دِلی سے خُدا تعالےٰ سے فریاد کرے کہ "مجھے اپنا دیدار بخش" اُس کی دعا ضرور سنی جائے گی، خواہ وہ کسی بھی قوم یا مذہب سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ باری تعالےٰ کا کوئی بھی حقیقی متلاشی ناکام نہیں رہ سکتا۔ جب ایک دنیاوی باپ اپنے بیٹے کی درخواست کو پُورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا تو کامل آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو رُوح اُلقدس جیسی افضل نعمت کیوں نہ عطا کرے گا؟

دُعا کے بارے میں یہ اور دیگر بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ حضور یسوع مسیح یہ اُمید رکھتے تھے کہ خدا تعالےٰ کا حقیقی متلاشی اُس سے اِس طرح بات کرے جس طرح ایک بچہ اپنے باپ سے بات کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ ہر انسان کے دلی خیالات کو جانتا ہے اور دنیا کی تمام زبانیں سمجھتا ہے۔ پس ہم علماء کی بناوٹی زبان کی بجائے اُس سے اپنی مادری زبان میں دعا کریں کیونکہ ہم اپنی مادری زبان میں ہی اپنے خیالات کو بہتر طور پر بیان کر سکتے ہیں۔ بعض حضرات ایسی زبانوں میں دُعا کرتے ہیں جنہیں وہ خود بھی نہیں سمجھتے، لیکن اِس طرح سے بچے تو اپنے ماں باپ سے بات کبھی نہیں کرتے۔

<u>روزہ</u>۔ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے جسم کی احتیاجوں پر ضبط کیا جاتا ہے تاکہ رُوحانی اقدار کو غلبہ ہو۔ روزہ بھی اپنی پرہیزگاری جتانے کے لئے نہیں بلکہ پوشیدگی میں رکھا جائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :-

"جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا مُنہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُن کو روزہ دار جانیں۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تُو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور مُنہ دھو تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی

میں ہے تجھے روزہ دار جانے۔ اِس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا" (انجیل شریف متی ۶: ۱۶-۱۸)۔

نکتہ چینی ایک عام کمزوری ہے۔ جہاں دو آدمی مِل کر بیٹھے وہاں جلد ہی نکتہ چینی شروع ہو جاتی ہے۔ اِس ضمن میں حضور یسوع مسیح کا ارشادِ گرامی ملاحظہ ہو:۔

"تُو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا؟ اور جب تیری ہی آنکھ میں شہتیر ہے تو تُو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لا، تیری آنکھ میں سے تنکا نکال دُوں؟ اَے ریاکار! پہلے اپنی آنکھ میں سے تو شہتیر نکال، پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا" (انجیل شریف متی ۷: ۳-۵)۔

اِس مشہورِ زمان پہاڑی وعظ میں ظاہری دینداری کی مذمت اور فرمانبرداری کی عملی زندگی پر زور ہے۔ اُن قائدینِ دین کے بارے میں خبردار کیا گیا ہے جن کے کردار پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ جب ہی حضور یسوع مسیح نے فرمایا:۔

"جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچان لوگے۔ کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ اِسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس اُن کے پھلوں سے تم اُن کو پہچان لوگے۔ جو مجھ سے اَے خداوند اَے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ اُس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اَے خداوند! اَے خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوّت نہیں کی اور

تیرے نام سے بد رُوحوں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے ؟ اُس وقت میں اُن سے صاف کہہ دوں گا کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اَے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ" (انجیل شریف، متی ۷: ۱۵-۲۳)۔

اِس وعظ شریف کے اختتام پر ربنا المسیح ایک عقل مند آدمی اور ایک بے وقوف آدمی کی تمثیل پیش کرتے ہیں۔

"پس جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ اُس عقل مند آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکریں لگیں۔ لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اُس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ اور جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا ہے اور اُن پر عمل نہیں کرتا وہ اُس بے وقوف آدمی کی مانند ٹھہرے گا جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر کو صدمہ پہنچایا اور وہ گر گیا اور بالکل برباد ہوگیا" (انجیل شریف، متی ۷: ۲۴-۲۷)۔

جب حضور یسوع مسیح نے اپنے درسِ مبارک کا اختتام کیا تو مجمع پر سکتہ طاری ہوگیا۔ پھر سرگوشیاں شروع ہوئیں۔ سامعین آپس میں اِن گہرے ارشادات پر خیال آرائی کرنے لگے۔ وہ اس اختیار سے جو اِن فرامینِ عالیہ کی پشت پر کارفرما تھا بڑے متاثر ہوئے۔

"کیونکہ وہ اُن کے فقیہوں کی طرح نہیں بلکہ صاحبِ اختیار کی طرح اُن کو تعلیم دیتا تھا" (انجیل شریف، متی ۷: ۲۹)۔

چنانچہ جب آپ پہاڑ پر سے نیچے تشریف لائے تو ایک بڑی بھیڑ آپکے ہمرکاب ہولی۔

رُومی افسر کے نوکر کی شفایابی

حضور یسوع مسیح کے پہاڑ پر سے نیچے تشریف لاتے ہی چند معزز یہودی ایک رُومی افسر کے بیمار نوکر کی شفا کی درخواست لے کر آئے۔ یہ افسر ان رومی فوجیوں کا کپتان تھا جو کفرنحوم میں امنِ عامہ کے ذمہ دار تھے۔ یہ گلیل کے صوبہ کے بادشاہ

ہیرودیس انتپاس کے ماتحت تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بُت پرست تھا اور ابھی علانیہ حقیقی خدائے واحد کی پرستش نہیں کرتا تھا۔ یہودی بزرگوں نے اُس کی درخواست حضور یسوع مسیح کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہماری قوم سے محبت رکھتا ہے اور ہمارے عبادت خانہ کو اُسی نے بنوایا" (انجیل شریف، لوقا ۷: ۵)۔

اِس رُومی افسر کا نوکر کسی مہلک بیماری سے مرنے کے قریب تھا۔ افسر کی درخواست سے ظاہر ہے کہ اُسے حضور یسوع مسیح پر اعتماد تھا کہ آپ قریب المرگ کو شفا دے سکتے ہیں۔ جب آپ یہودی بزرگوں کے ہمراہ اُس کے گھر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے جو غالباً شہر سے باہر تھا تو اُسکے چند دوست یہ پیغام لے کر آپکے پاس پہنچے کہ

"اَے خداوند! تکلیف نہ کر کیونکہ مَیں اِس لائق نہیں کہ تُو میری چھت کے نیچے آئے۔ اِسی سبب سے مَیں نے اپنے آپ کو بھی تیرے پاس آنے کے لائق نہ سمجھا بلکہ زبان سے کہہ دے تو میرا خادم شفا پائیگا۔ کیونکہ مَیں بھی دوسرے کے اختیار میں ہوں اور سپاہی میرے ماتحت ہیں۔ اور جب ایک سے کہتا ہوں جا تو وہ جاتا ہے اور دوسرے سے آ تو وہ آتا ہے اور اپنے نوکر سے کہ یہ کر تو وہ کرتا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۷: ۶-۸)۔

اِس افسر کو احساس ہونے لگا تھا کہ اُس کا گھر بُت پرستی کے باعث ناپاک ہے۔ عین ممکن ہے کہ گھر کی خواتین اب تک بتوں کے سامنے بخور جلاتی اور سجدہ بھی کرتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اِس لائق نہیں سمجھتا تھا کہ آپ سے ملاقات کرے تاہم اُسے آپ کی ذات پر کامل یقین تھا۔

افسر کے اعتقاد کے مطابق ہی ہوا۔ جب اُس کے دوست پیغام پہنچا کر واپس آئے تو نوکر شفا پا چکا تھا۔ حضور یسوع مسیح نے اپنے گرد جمع شدہ حاضرین کے سامنے اِس واقعہ پر یوں تبصرہ فرمایا:۔

"مَیں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پُورب اور پچھم سے آکر ابرہام اور اضحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت

میں شریک ہوں گے" (انجیل شریف متی ۸ : ۱۱)۔

ابدی زندگی کا دروازہ تمام قوموں اور قبیلوں کے لئے کھلا ہے۔ خدا ہر اُس شخص کو خوش آمدید کہتا ہے۔ جو ایمان سے اس کا طالب ہو جائے۔ یہ بات تنگ نظر اور متعصب قائدینِ دین نے بڑی مشکل سے سیکھی۔ یہ سبق حضور یسوع مسیح نے ایک ایسے شخص کو شفا دینے سے سکھایا جو خدا کی اُمت کا فرد ہی نہ تھا۔

مُردہ کا زندہ کیا جانا

کچھ عرصہ بعد حضور یسوع مسیح نائن شہر کو تشریف لے گئے جو کفر نحوم سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر تھا۔ حسبِ معمول نہ صرف آپ کے حواری ہی آپکے ساتھ تھے بلکہ عوام کا ایک مجمع بھی تھا۔ جب آپ شہر کے نزدیک پہنچے تو کیا دیکھا کہ پھاٹک سے لوگ جنازے کو اُٹھائے قبرستان کی طرف لے جا رہے ہیں۔

ایک بیوہ کا واحد سہارا اور اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ غم زدہ ماں کی مستقبل کی تمام اُمیدیں اُسی سے وابستہ تھیں۔ اِس سے پیشتر اُسے اپنے خاوند کی جُدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا تھا۔

موت انسان کے لئے آخری حکم کا درجہ رکھتی ہے۔ امیر اور غریب، عالم اور جاہل، مرد اور عورت ہر ایک کو اِسی راستے سے گزرنا ہے۔ اکثر لوگ موت سے نہایت خوف زدہ رہتے ہیں۔ کیونکہ اُنہیں اِس امر کے بارے میں کوئی تسلی نہیں ہے کہ اگلے جہان میں اُن کا کیا حشر ہو گا۔ اُس بیوہ کے شدید غم کو دیکھ کر مُنجی جہان کو اُس پر بہت ترس آیا۔ اچانک اُس نے ایک تسلی آمیز آواز سنی "مت رو!" یہ آواز ہادیِ برحق کی تھی۔

گذشتہ چند گھنٹوں سے کتنے ہی لوگ اُسے اس کے بیٹے کی موت اور اُس کی واحد اُمید کے ٹوٹ جانے پر تسلی دینے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ لیکن اِس آواز میں ایک عجیب اثر اور اختیار تھا۔ اب سوگواروں کی آنکھوں کے سامنے ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہُوا۔ حضور یسوع مسیح نے آگے بڑھ کر جنازہ کو چُھوا۔ جنازہ بردار خاموش کھڑے ہو گئے۔ مجمع پر سکتہ سا چھایا ہوا تھا تو آپ کی آواز گونجی "اے جوان!

مَیں تجھ سے کہتا ہوں، اُٹھ"۔ اُس ہستی کے جواب میں جس نے اپنے پر ایمان لانے والوں کے ساتھ ابدی زندگی کا وعدہ کیا ہے، مُردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا۔ اِس پر آپ نے اُسے اُس کی ماں کو سونپ دیا۔

یہ دیکھ کر مجمع پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا تعالےٰ کی تمجید کرنے لگے کہ

"ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے اور خدا نے اپنی اُمت پر توجہ کی ہے" (انجیل شریف، لُوقا ۷: ۱۶)

یحییٰ نبی کا قید خانہ سے پیغام

حضور یسوع مسیح کے ارشادات سُن کر اور آپ کی عجیب و غریب کرامات دیکھ کر حضرت یُوحنّا اصطباغی کے شاگردوں نے قید خانے میں اپنے استاد کو اطلاع دی۔ پس حضرت یوحنّا نے اپنے دو شاگردوں کو یہ پیغام دیکر آپکے پاس بھیجا۔

"آنے والا تُو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں" (انجیل شریف، لوقا ۷: ۲۰)۔

کچھ علماء کی رائے ہے کہ حضرت یوحنّا کا ایمان قید و بند کی مُصیبت کے باعث کمزور پڑ گیا تھا اِس لئے انہیں تسلی اور حوصلہ افزائی کی ضرورت تھی۔ اوروں کا خیال ہے کہ وہ حضور یسوع مسیح کے جواب کے وسیلہ سے اپنے شاگردوں کی ہمت بڑھانا چاہتے تھے۔ بہر حال کلام مُقدّس میں یوں مرقوم ہے۔

"اُسی گھڑی اُس نے بہتوں کو بیماریوں اور آفتوں اور بُری رُوحوں سے نجات بخشی اور بہت سے اندھوں کو بینائی عطا کی۔

"اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ جو کچھ تم نے دیکھا اور سُنا ہے جا کر یوحنّا سے بیان کر دو کہ اندھے دیکھتے ہیں۔ لنگڑے چلتے پھرتے ہیں۔ کوڑھی پاک صاف کئے جاتے ہیں۔ بہرے سنتے ہیں۔ مردے زندہ کئے جاتے ہیں۔ غریبوں کو خوشخبری سُنائی جاتی ہے اور مبارک ہے وہ جو میرے سبب سے ٹھوکر نہ کھائے"۔ (انجیل شریف، لوقا ۷: ۲۱-۲۳)۔

جب قاصد چلے گئے تو حضور یسوع مسیح حاضرین سے حضرت یوحنا کے بارے میں یوں مخاطب ہوئے :-

"تم بیابان میں کیا دیکھنے گئے تھے ؟ کیا ہوا سے ہلتے ہوئے سرکنڈے کو ؟ تو پھر کیا دیکھنے گئے تھے ؟ کیا مہین کپڑے پہنے ہوئے شخص کو ؟ دیکھو جو چمکدار پوشاک پہنتے اور عیش و عشرت میں رہتے ہیں وہ بادشاہی محلوں میں ہوتے ہیں - تو پھر تم کیا دیکھنے گئے تھے ؟ کیا ایک نبی ؟ ہاں میں تم سے کہتا ہوں بلکہ نبی سے بڑے کو - یہ وہی ہے جس کی بابت لکھا ہے کہ

دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں
جو تیری راہ تیرے آگے تیار کرے گا -

میں تم سے کہتا ہوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہوئے ہیں اُن میں یوحنا بپتسمہ دینے والے سے کوئی بڑا نہیں - لیکن جو خُدا کی بادشاہی میں چھوٹا ہے وہ اُس سے بڑا ہے - اور سب عام لوگوں نے جب سُنا تو انہوں نے اور محصول لینے والوں نے بھی یوحنا کا بپتسمہ لے کر خدا کو راستباز مان لیا - مگر فریسیوں اور شرع کے عالموں نے اُس سے بپتسمہ نہ لے کر خدا کے ارادہ کو اپنی نسبت باطل کر دیا - پس اس زمانہ کے آدمیوں کو میں کس سے تشبیہ دوں اور وہ کس کی مانند ہیں ؟ اُن لڑکوں کی مانند ہیں جو بازار میں بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں کہ ہم نے تمہارے لئے بانسلی بجائی اور تم نہ ناچے - ہم نے ماتم کیا اور تم نہ روئے - کیونکہ یوحنا بپتسمہ دینے والا نہ تو روٹی کھاتا ہوا آیا نہ مے پیتا ہوا اور تم کہتے ہو کہ اُس میں بدروح ہے - ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور تم کہتے ہو کہ دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی، محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار - لیکن حکمت اپنے سب لڑکوں کی طرف سے راست ثابت ہوئی" (انجیل شریف، لوقا، ۷ : ۲۴ - ۳۵)-

شمعون فریسی کے گھر ضیافت

ایک نزدیکی قصبہ میں شمعون نامی ایک شخص نے حضور یسوع مسیح کی ضیافت کی۔ یہ فریسی تھا۔ گو فریسی آپ کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے لگے تھے تاہم یروشلیم سے دُور کے علاقوں میں ایسے لوگ پائے جاتے تھے جو اِتنے مشہور و معروف استاد کو اپنے گھر مدعو کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضور یسوع مسیح شمعون کے گھر تشریف لے جا کر دستور کے مطابق مہمان خصوصی کی نشست پر بیٹھ گئے۔ جلد ہی خبر پھیل گئی کہ آپ شمعون فریسی کے گھر مدعو ہیں۔

اِسی قصبہ میں ایک بدچلن عورت رہتی تھی۔ اب وہ چند ٹکوں کی خاطر عصمت فروشی سے گھِن کرنے لگی تھی اور بڑی دل برداشتہ ہو چکی تھی۔ اُسے مردوں کی خود غرضی اور ظلم دیکھ دیکھ کر اُن سے نفرت ہو گئی تھی۔ اب اُسے اپنے ناپاک ماضی سے پاک ہو کر خدا کی پسندیدہ اور نیک زندگی بسر کرنے کی شدید آرزو تھی۔

حضور یسوع مسیح کی شہرت چہار اطراف میں پھیل چکی تھی۔ گھروں اور بازاروں میں آپ کا ہی چرچا ہوتا تھا۔ اور آپ کی غریبوں اور سماج سے خارج شدہ لوگوں کے لئے فکر مندی خاص طور پر موضوع سخن بن چکی تھی۔ آپ ہر کس و ناکس سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ اُس عورت کے دل میں بھی یہی تمنا تھی کہ "شاید مجھے آپ کا دامن چھُونے سے پاکیزگی اور نئی زندگی بسر کرنے کے لئے قوت مل جائے۔" چنانچہ وہ ایک قیمتی عطردان لے کر بھیڑ کو چیرتی ہوئی اس صحن میں پہنچ گئی جہاں مہمان کھانا کھا رہے تھے۔ وہ چپکے سے حضور یسوع مسیح کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔ اُس زمانہ میں یہودی اپنے پاؤں پیچھے کی طرف کر کے چوکی پر بیٹھتے اور بائیں کہنی کی ٹیک لگا کر نیم دراز ہو کر کھانا کھاتے تھے۔ اُسے وہاں دیکھ کر حاضرین حیران ہو رہے ہونگے کہ میزبان نے اُسے وہاں سے کیوں نہ نکال دیا۔ لیکن اُسے پہلے ہی سے معلوم ہوگا کہ آپ بداخلاقوں سے ملتے جُلتے کھاتے پیتے ہیں۔

شمعون نے شاید آپ کی اُن تین تمثیلوں کو سُنا ہوگا جن میں آپ نے خدا تعالےٰ کی اس عورت کے سے گنہگاروں کے لئے گہری محبت کا اظہار کیا تھا۔ بعض علماء

کی رائے ہے کہ شاید میزبان شمعون کا اُس عورت سے پہلے سے ناجائز تعلق تھا چنانچہ وہ اُسے وہاں سے نکالنے سے جھگڑا کھڑا کر کے اپنی بے عزتی نہیں کروانا چاہتا تھا۔ عورت کو اپنی خطاکاری کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا، جب اُس نے عطردان کھولا تو وہ چپکے چپکے رو رہی تھی اور اُس کے آنسو حضور یسوع مسیح کے پاؤں پر گرنے لگے۔ اُس نے جھک کر آپ کے پاؤں کو چوما اور اُن پر عطر ڈالا۔ اس واقعہ نے المسیح اور عورت کے متعلق میزبان کے دل میں طرح طرح کے شکوک پیدا کر دئے۔ اُس نے سوچا۔

"اگر یہ شخص نبی ہوتا تو جانتا کہ جو اُسے چھوتی ہے وہ کون اور کیسی عورت ہے۔ کیونکہ بدچلن ہے۔"

چنانچہ آپ نے شمعون کو اِس کشمکش میں مبتلا دیکھ کر فرمایا:۔

"اے شمعون، مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔

اُس نے کہا اے اُستاد کہہ

کسی ساہوکار کے دو قرضدار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ جب اُن کے پاس ادا کرنے کو کچھ نہ رہا تو اُس نے دونوں کو بخش دیا۔ پس اُن میں سے کون اُس سے زیادہ محبّت رکھے گا؟

شمعون نے جواب میں کہا میری دانست میں وُہ جسے اُس نے زیادہ بخشا۔

اُس نے اُس سے کہا تُو نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ اور اُس عورت کی طرف پھر کر اُس نے شمعون سے کہا کیا تو اُس عورت کو دیکھتا ہے؟ مَیں تیرے گھر میں آیا تُو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیئے۔ اور اپنے بالوں سے پونچھے۔ تُو نے مجھ کو بوسہ نہ دیا مگر اِس نے جب سے مَیں آیا ہوں میرے پاؤں چُومنا نہ چھوڑا۔ تُو نے میرے سر میں تیل نہ ڈالا مگر اِس نے میرے پاؤں پر عطر ڈالا ہے۔ اِسی لئے مَیں تجھ سے کہتا ہوں کہ اِس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے کیونکہ اِس نے

بہت محبت کی۔ مگر جس کے تھوڑے گناہ معاف ہوئے۔ وہ تھوڑی محبت کرتا ہے۔ اور اُس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ اِس پر وہ جو اُس کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تھے اپنے جی میں کہنے لگے کہ یہ کون ہے جو گناہ بھی معاف کرتا ہے؟ مگر اُس نے عورت سے کہا تیرے ایمان نے تجھے بچا لیا ہے۔ سلامت چلی جا" (انجیل شریف، لوقا ۷: ۴۹-۵۰)۔

اِس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں کے ساتھ مختلف شہروں اور گاؤں میں تشریف لے جا کر خدا تعالےٰ کی بادشاہی کی خوشخبری سُنانے لگے۔ اِس خوشخبری کا ایک نہایت روشن پہلو وہ تھا جو آپ نے اُس عورت کو بتایا تھا کہ

"تیرے گناہ معاف ہوئے"

بے شک بیشتر حضرات خدا تعالےٰ کی اِن صفات برکات سے آگاہ ہیں کہ وہ غفور و رحیم ہے، لیکن اِس کے باوجود بھی وہ اپنی زندگی اُس کی عدالت سے ڈرتے ہوئے بسر کرتے ہیں اور انہیں اپنی مغفرت کی تسلی نہیں ہوتی۔ اکثر معافی کی محض اُمید پر ہی زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضور یسوع مسیح نے مغفرتِ گناہ کی یہ عجیب و غریب خوشخبری صوبۂ گلیل کے ہر شہر اور گاؤں میں تشریف لے جا کر پہنچا دی۔ آپ نے عوام الناس کو ذاتِ الٰہی کے بارے میں بھی روشناس کرایا۔ نیز یومِ آخرت میں اُس کی بادشاہی کے یقینی قیام سے آگاہ کر دیا جس وقت بے انصافی اور غریبوں کے استحصال کا قلع قمع ہوگا اور راستی، محبت، خوشی اور اطمینان خدا کے تمام سچے طالبوں کی میراث ہوگی۔

حضور یسوع مسیح سفر اور شفا جاری رکھتے ہیں

صوبۂ گلیل کے اِس سفر میں حضور یسوع مسیح کے ساتھ آپ کے خاص حواریوں اور عام معتقدوں کی ایک بڑی جماعت کے علاوہ چند خدا ترس عورتیں بھی تھیں جو اُن کے کھانے پینے اور آرام و آرائش کا انتظام کرتی تھیں۔ اِن خواتین میں ہیرودیس بادشاہ

کے دیوان خوزہ کی بیوی بزرگ یوآنہ بھی تھیں۔ دو اور خواتین کا بھی ذکر ہوا ہے۔ اُن میں سے ایک کا نام سُوسناہ اور دوسری کا نام مریم مگدلینی تھا۔ مریم مگدلینی میں سے آپ نے سات بدرُوحیں نکالی تھیں۔ بعد ازاں مریم مگدلینی پہلی خاتون تھیں جنہیں حضور یسوع مسیح کو مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد سب سے پہلے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ خواتین بڑی عقیدت سے اپنے مال و اسباب سے آپ کی اور آپ کے حواریوں کی احتیاجیں رفع کیا کرتی تھیں۔ یہ جماعت کفر نحوم کو مرکز بنا کر گلیل کی جھیل کے نواحی علاقوں میں تقریباً تیس۳۰ میل کے قطر میں بشارتی خدمت سرانجام دیتی تھی۔

جب وہ واپس کفر نحوم آرہے تھے تو انہیں دو۲ واقعات پیش آئے، جن سے دُکھی انسانوں سے رحمتِ عالمین کی محبّت اور رحم عیاں ہے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سُن کر دو۲ اندھے بھی لاٹھی ٹیکتے ٹیکتے یہ چلاتے ہوئے وہاں آپہنچے کہ "اے ابنِ داؤد! ہم پر رحم کر"۔ جب آپ اُس گھر میں داخل ہوئے جو کفر نحوم میں آپ کا عارضی مرکز تھا تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے۔

آپ نے اُن سے فرمایا

"کیا تم کو اعتقاد ہے کہ میں یہ کر سکتا ہوں"؟

اُنہوں نے اس سے کہا ہاں خداوند۔

تب اُس نے اُن کی آنکھیں چھُو کر کہا "تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے لئے ہو۔ اور اُن کی آنکھیں کھُل گئیں" (انجیل شریف متی ۹ : ۲۸-۳۰)۔

ایک طویل مدّت کے اندھے کی آنکھوں کا کھُلنا معجزے سے کم نہیں۔ آج کل جدید علمِ جراحی کی مدد سے "موتیا بند" میں مبتلا مریض بینائی حاصل کر سکتے ہیں اور قرنیۂ چشم کی پیوند کاری سے وہ دوبارہ پڑھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں یہ ناممکن تھا۔ نام و نمود کی شہرت سے بچنے کے لئے حضور یسوع مسیح نے اُن کو سختی سے منع کیا۔

"خبردار کوئی اِس بات کو نہ جانے" (آیت ۳۱)۔

لیکن انہوں نے اِس بات کی مطلق پرواہ نہ کی بلکہ تمام علاقہ میں اُسے

مشتہر کر دیا۔ وہ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے کہ اس شہرت سے تنتو میل دُور یروشلیم سے فریسی اور فقیہہ آپ کو پریشان کرنے کے لئے آدھمکیں گے اور آپ کے کارِ خیر میں رکاوٹ کا باعث بنیں گے۔

بعدازاں ایک گونگے آدمی کو آپ کے پاس لایا گیا جس کی زبان ایک بدرُوح نے بند کر رکھی تھی۔ آپ نے اس بدرُوح کو نکال دیا اور وہ گونگا بولنے لگا۔ حاضرین یہ ماجرا دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے۔

"اسرائیل میں ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا" (انجیل شریف، متّی ۹ : ۳۳)۔

المسیح کو "بدرُوحوں کا سردار" کہا گیا

وہ فقیہہ اور فریسی جو حضور یسوؔع مسیح کے ارشادات و کرامات پر حرف گیری کی غرض سے آئے تھے، انہوں نے اب کہنا شروع کر دیا کہ آپ بعلزبول یعنی بدرُوحوں کے سردار کی مدد سے بدروحوں کو نکالتے ہیں۔

جب کسی سے اتفاق نہ ہو تو کتنی جلدی اُسے شیطان کہہ دیا جاتا ہے۔ حضور یسوؔع مسیح نے اس الزام کا بڑے پُروقار انداز میں جواب دیا۔

"شیطان کو شیطان کس طرح نکال سکتا ہے؟ اور اگر کسی سلطنت میں پھُوٹ پڑ جائے تو وہ سلطنت قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اگر کسی گھر میں پھُوٹ پڑ جائے تو وہ گھر قائم نہ رہ سکے گا۔ اور اگر شیطان اپنا ہی مخالف ہو کر اپنے میں پھوٹ ڈالے تو وہ قائم نہیں رہ سکتا بلکہ اُس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن کوئی آدمی کسی زورآور کے گھر میں گھُس کر اُس کے اسباب کو لوٹ نہیں سکتا جب تک وہ پہلے اُس زورآور کو نہ باندھ لے" (انجیل شریف، مرقس ۳ : ۲۳-۲۷)۔

اِس سے آپ کی مُراد یہ تھی کہ آپ شیطان کو باندھ کر اور اُسے رُوحانی طور پر بے بس کر کے اُس کے قیدیوں کو رہا کر رہے ہیں۔ آپ نے اِس پیشین گوئی کے پُورا ہونے کا ذکر اُس وقت کیا تھا جب آپ نے پہلی مرتبہ ناصرؔت کے عبادتخانہ

میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ

"اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی . . . پانے کی خبر سناؤں" (انجیل شریف، لوقا ۴ : ۱۸)۔

خدا تعالیٰ کے خادموں کو رد کرنا یا اُنہیں ابلیس کی اولاد کہنا کوئی نئی بات نہیں تھی۔ بلکہ حضرت یُوحنا اصطباغی (یحییٰ نبی) کی تبلیغی خدمت کا بھی یہی حشر ہوا تھا کہ بہتیرے اُنہیں مخبوط الحواس قرار دیتے تھے۔ فریسیوں اور فقیہوں کی مخالفت نے تو فضا کو اور بھی مکدر کر دیا تھا۔ اب وہ آپ کو متواتر اشتعال انگیز سوالات سے پریشان کرنے لگے۔ بعض نے کہا

"اے اُستاد، ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں" (انجیل شریف، متی ۱۲ : ۳۸)۔

اِس سے پیشتر المسیح نے کئی محیر العقل معجزات دکھائے تھے جو ایک متلاشیٔ حق کے لئے کافی تھے، لیکن ایک اندھے کے سامنے روشنی بے معنی چیز ہے۔ اِس درخواست کا جواب آپ نے یہ دیا :۔

"اِس زمانہ کے بُرے اور زنا کار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یوناہ نبی (حضرت یونس) کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اِن کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابنِ آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ نینوہ کے لوگ عدالت کے دِن اس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو کر اِن کو مجرُم ٹھہرائیں گے کیونکہ انہوں نے یوناہ کی منادی پر توبہ کر لی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو یوناہ سے بھی بڑا ہے۔ دکھن کی ملکہ عدالت کے دن اِس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ اُٹھ کر اِن کو مجرُم ٹھہرائے گی۔ کیونکہ وہ دُنیا کے کنارے سے سلیمان کی حکمت سُننے کو آئی اور دیکھو یہاں وہ ہے جو سلیمان سے بھی بڑا ہے" (انجیل شریف، متی ۱۲ : ۳۹ - ۴۲)۔

حضرت یوناہ (یونس) کی کہانی محتاج بیان نہیں۔ اُنہیں سمندر کی ایک بڑی

مچھلی نے زندہ نگل لیا تھا لیکن تین دن کے بعد اُس نے اُنہیں ساحل پر اُگل دیا۔ اُسکے بعد اُنہوں نے نینوہ شہر جا کر خدا تعالےٰ کے حکم کے بموجب توبہ کی تبلیغ کی حضور یسوعؑ مسیح کے المسیح ہونے کا ایک بڑا نشان یہ ہوگا کہ آپ بھی تین دن قبر میں رہنے کے بعد موت کے بند توڑ کر دوبارہ جی اُٹھیں گے۔ فریسیوں میں سے مشکل ہی سے کوئی اس جواب کا مطلب سمجھ سکا۔

رفتہ رفتہ عوام کا آپ کے ارشادات سننے کا اصرار و اشتیاق یہاں تک بڑھ گیا کہ ہجوم کی متواتر آمدورفت آپ اور آپ کے حواریوں کے آرام و طعام میں مخل ہوتی تھی۔ اب لوگ آپ کے بارے میں بھی وہی باتیں کہنے لگے جو وہ حضرت یوحنا اصطباغی (یحییٰؑ) کی بے لوث خدمت دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ وہ بے خود اور دیوانہ ہے۔ پس آپ کے رشتہ دار اِن باتوں سے پریشان ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے۔

"پھر اُس کی ماں اور اُس کے بھائی آئے اور باہر کھڑے ہو کر اُسے بُلوا بھیجا" (انجیل شریف، مرقس ۳ : ۳۱)۔

بلا شبہ وہ آپ کو اس بات پر مجبور کرنے کے لئے آئے تھے کہ آپ صرف اسی کام کے نہ ہو کر رہ جائیں۔ بلکہ کچھ آرام بھی تو کیا کریں۔ آپ کو مناسب خوراک اور آرام میسر نہ آنے کے باعث آپ کی والدہ ماجدہ تو بہت ہی فکر مند رہتی ہوں گی۔

آسمانی خاندان

جب حضور یسوعؑ مسیح کو یہ خبر ملی کہ آپ کی والدہ اطہرہ اور بھائی باہر کھڑے آپ کو بُلا رہے ہیں تو آپ نے نہایت معنی خیز جواب دیا۔

"کون ہے میری ماں اور میرے بھائی؟ اور اُن پر جو اُس کے گِرد بیٹھے تھے نظر کر کے کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی خدا کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے" (انجیل شریف، مرقس ۳ : ۳۱ - ۳۵)۔

اِس سے آپ یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ سچی توبہ کی تصدیق کے لئے خُدا تعالےٰ کے مقررہ معیار کے مطابق زندگی بسر کرنی لازمی ہے۔ آپ نے ہر تائب گنہگار کے

لئے خدا تعالیٰ کے رُوحانی خاندان کا فرد بننے کے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔

تمثیلوں کے ذریعہ درس

اب چونکہ علمائے دین اور اُن کی جماعت المسیح کی مخالفت بڑھ چڑھ کر کرنے لگے تھے اِس لئے آپ نے درس و تدریس کا ایک نیا طریقہ اختیار کیا، یعنی تمثیلی طریقہ۔ سامعین جھیل کے کنارے بیٹھے تھے اور المسیح ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہُوئے اُن سے وعظ فرما رہے تھے۔ اِس کھلی فضا میں آپ کی آواز سارے مجمع کو صاف سنائی دیتی تھی اور آپ ہجوم کی دھکم پیل سے بھی بچے ہوئے تھے۔ اِن تمثیلوں میں آپ نے بار بار خُدا کی بادشاہی کے بارے میں بتایا۔ آپ نے اس بادشاہی کو آسمان کی بادشاہی بھی کہا۔ یہ بادشاہی زمینی بادشاہتوں کی مانند نہیں ہے۔ نہ اِس کی جغرافیائی حدود ہیں اور نہ زمین پر اس کے متبرک مقامات ہیں۔ اُس زمانہ کی طرح اب بھی حضور یسوع مسیح کے مبارک الفاظ اور پُراسرار ارشادات کو تب ہی سمجھا جا سکتا ہے جب انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کی جستجو اور اُس کی اطاعت گذاری کا جذبہ موجود ہو۔ پہلی تمثیل بیج بونے والے اور بیج کی ہے۔ اُس مجمع میں زیادہ تعداد چھوٹے چھوٹے مزارعین کی تھی۔ شاید اُن کے سامنے ہرے بھرے کھیت تھے۔ جن میں سے چل کر وہ آپ کا کلام سننے آئے تھے۔

۱۔ بیج بونے والے کی تمثیل

حضور یسوع مسیح نے فرمایا۔

"ایک بونے والا اپنا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت کچھ راہ کے کنارے گرا اور روندا گیا اور ہوا کے پرندوں نے اُسے چُگ لیا۔ اور کچھ چٹان پر گرا اور اُگ کر سُوکھ گیا اِس لئے کہ اُس کو تری نہ پہنچی۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرا اور جھاڑیوں نے ساتھ ساتھ بڑھ کر اُسے دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین میں گرا اور اُگ کر سوگُنا پھل لایا۔ یہ کہہ کر اُس نے پکارا۔ جس کے سننے کے کان ہوں وہ سُن لے" (انجیل

شریف، لوقا ۸ : ۵ - ۸)۔
پھر حضور یسوع مسیح نے تمثیل کا مطلب یوں بیان فرمایا:۔
"بیج خدا کا کلام ہے۔ راہ کے کنارے کے وہ ہیں جنہوں نے سُنا۔ پھر ابلیس آکر کلام کو اُن کے دل سے چھین لے جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایمان لا کر نجات پائیں۔ اور چٹان پر کے وہ ہیں جو سُن کر کلام کو خوشی سے قبول کر لیتے ہیں لیکن جڑ نہیں رکھتے، مگر کچھ عرصہ تک ایمان رکھ کر آزمائش کے وقت پھر جاتے ہیں۔ اور جو جھاڑیوں میں پڑا اُس سے وہ لوگ مُراد ہیں جنہوں نے سُنا لیکن ہوتے ہوتے اِس زندگی کی فکروں اور دولت اور عیش و عشرت میں پھنس جاتے ہیں اور اُن کا پھل پکتا نہیں۔ مگر اچھی زمین کے وہ ہیں جو کلام کو سُن کر عمدہ اور نیک دل میں سنبھالے رہتے اور صبر سے پھل لاتے ہیں" (انجیل شریف، لوقا ۸ : ۱۱ - ۱۵)۔
آپ نے ایک اور تمثیل سے خدا کی بادشاہی کے بھید کو یوں واضح کیا۔
"خدا کی بادشاہی ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے۔ اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے اور وہ بیج اِس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے۔ زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے۔ پہلے پتّی۔ پھر بالیں۔ پھر بالوں میں تیار دانے۔ پھر جب اناج پک چکا تو وہ فی الفور درانتی لگاتا ہے کیونکہ کاٹنے کا وقت آپہنچا" (انجیل شریف، مرقس ۴ : ۲۶ - ۲۹)۔
دِل میں سچائی کی پہچان کا بڑھنا ایسے ہی ہے جیسے کہ مناسب موسم میں بیج زمین میں اُگتا ہے۔ دھوپ اور پانی سے جڑ، کونپل اور ہری ڈنٹھل کی صورت میں معجزانہ طور پر زندگی نمودار ہوتی ہے۔ خداتعالےٰ کی ابدی زندگی کا بیج بھی اُسی طرح ہر اس دل میں نشو و نما پاتا ہے جو اُس کے اثر کو قبول کرے۔
حضور یسوع مسیح نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔
"ہم خدا کی بادشاہی کو کِس سے تشبیہ دیں اور کِس تمثیل میں اُسے

بیان کریں؟ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے کہ جب زمین میں بویا جاتا ہے تو زمین کے سب بیجوں میں سے چھوٹا ہوتا ہے۔ مگر جب بو دیا گیا تو اُگ کر سب ترکاریوں سے بڑا ہو جاتا ہے اور ایسی بڑی ڈالیاں نکالتا ہے کہ ہوا کے پرندے اُس کے سایہ میں بسیرا کر سکتے ہیں" (انجیل شریف، مرقس ۴: ۳۰-۳۲)۔

حضور یسوع مسیح ایسی تمثیلوں سے نوع انسانی کے لئے خدا تعالےٰ کے ارادہ کا بتدریج انکشاف فرماتے۔

آپ نے مزید فرمایا:۔

" آسمان کی بادشاہی اُس آدمی کی مانند ہے جس نے اپنے کھیت میں اچھا بیج بویا۔ مگر لوگوں کے سوتے میں اُس کا دشمن آیا اور گیہوں میں کڑوے دانے بھی بو گیا۔ پس جب پتیاں نکلیں اور بالیں آئیں تو وہ کڑوے دانے بھی دکھائی دئیے۔ گھر کے مالک کے نوکروں نے آکر اُس سے کہا اے خداوند کیا تُو نے اپنے کھیت میں اچھا بیج نہ بویا تھا؟ اُس میں کڑوے دانے کہاں سے آگئے؟ اُس نے اُن سے کہا، یہ کسی دشمن نے کیا ہے۔ نوکروں نے اُس سے کہا تو کیا تُو چاہتا ہے کہ ہم جا کر اُن کو جمع کریں؟ اُس نے کہا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کڑوے دانے جمع کرنے میں تم اُن کے ساتھ گیہوں بھی اکھاڑ لو۔ کٹائی تک دونوں کو اکٹھا بڑھنے دو اور کٹائی کے وقت میں کاٹنے والوں سے کہہ دونگا کہ پہلے کڑوے دانے جمع کر لو اور جلانے کے لئے اُن کے گٹھے باندھ لو اور گیہوں میرے کھتے میں جمع کر دو" (انجیل شریف، متی ۱۳: ۲۴-۳۰)۔

جب حضور یسوع مسیح مجمع سے خطاب کر چکے اور کفرنحوم واپس تشریف لے آئے تو آپ کے حواریئن نے آپ سے درخواست کی کہ

" کھیت کے کڑوے دانوں کی تمثیل ہمیں سمجھا دے۔"

آپ نے انہیں بڑی تفصیل سے اس تمثیل کے معانی سمجھائے:۔

"اچھے بیج کا بونے والا ابنِ آدم ہے۔ اور کھیت دنیا ہے۔ اور اچھا بیج بادشاہی کے فرزند اور کڑوے دانے اُس شریر کے فرزند ہیں۔ جس دشمن نے اُن کو بویا وہ ابلیس ہے اور کٹائی دنیا کا آخر ہے اور کاٹنے والے فرشتے ہیں۔ پس جیسے کڑوے دانے جمع کئے جاتے اور آگ میں جلائے جاتے ہیں ویسے ہی دنیا کے آخر میں ہوگا! ابنِ آدم اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ سب ٹھوکر کھلانے والی چیزوں اور بدکاروں کو اُس کی بادشاہی میں سے جمع کریں گے۔ اور اُنکو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اُس وقت راستباز اپنے باپ کی بادشاہی میں آفتاب کی مانند چمکیں گے۔ جس کے کان ہوں وہ سُن لے" (انجیل شریف، متی ۱۳: ۳۷-۴۳)۔

صاف ظاہر ہے کہ اِس تمثیل کا اشارہ کسی خاص قوم، قبیلہ یا جماعت کی طرف نہیں ہے بلکہ اِس کا اطلاق تمام اقوام عالم پہ ہے کیونکہ "کھیت" دنیا ہے۔

حق تعالےٰ کے ہاں کسی کی رعایت نہیں اور نہ وہ کسی کا طرفدار ہی ہے۔ اُس کی بادشاہی کے دروازے اُن تمام متلاشیانِ حق کے لئے کھُلے ہیں جو اپنے گناہوں سے توبہ کرکے کلامِ ربانی پر ایمان لاتے ہیں۔ اس طرح وہ آسمانی بادشاہی کے فرزند بن جاتے ہیں۔ لیکن ہادیِ برحق اِس تمثیل میں شیطان کے فرزندوں کو بھی جو کڑوے دانے کے مشابہ ہیں، زبردست انتباہ کرتے ہیں۔

اصلی گیہوں کو خُدا ہی جانتا ہے۔ فصل کی کٹائی کے بارے میں آپ نے بعد میں تفصیل سے بیان فرمایا۔ مذکورہ مثال میں آپ نے فصل کی طرف صرف مختصر سا اشارہ کیا ہے۔ اِس جہان کے آخر میں بنی نوع انسان دو گروہوں میں جُدا جُدا کئے جائیں گے۔ ایک طرف وہ ہوں گے۔ جو حکم ربانی کی اطاعت سے اِنکار کرتے رہے اور دوسری طرف وہ جو اُس کے تابع فرمان رہے ہیں۔ وہ آسمان کے درخشاں ستاروں کی طرح چمکیں گے۔ اب حضور یسوع مسیح نے دو مزید تمثیلیں بیان فرمائی ہیں۔

ب۔ جال کی تمثیل

"آسمان کی بادشاہی اُس بڑے جال کی مانند ہے جو دریا میں ڈالا گیا اور اُس نے ہر قسم کی مچھلیاں سمیٹ لیں۔ اور جب بھر گیا تو اُسے کنارے پر کھینچ لائے اور بیٹھ کر اچھی اچھی تو برتنوں میں جمع کر لیں اور جو خراب تھیں پھینک دیں۔ دنیا کے آخر میں ایسا ہی ہوگا۔ فرشتے نکلیں گے اور شریروں کو راستبازوں میں سے جدا کریں گے اور ان کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا"

(انجیل شریف' متی ۱۳ : ۴۷-۵۰)۔

ج۔ چھپے ہوئے خزانہ کی تمثیل

اپنے حواریوں کی حوصلہ افزائی کے لئے کہ وہ اپنے آپ کو پورے طور پر بادشاہی کے لئے وقف کر دیں، حضور یسوع مسیح نے ایک اور تمثیل بیان فرمائی۔

"آسمان کی بادشاہی کھیت میں چھپے خزانہ کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے پاکر چھپا دیا اور خوشی کے مارے جاکر جو کچھ اُس کا تھا بیچ ڈالا اور اُس کھیت کو مول لے لیا" (انجیل شریف' متی ۱۳ : ۴۴-۴۶)

پھر آپ نے اپنے حواریوں سے دریافت کیا "کیا تم یہ سب باتیں سمجھ گئے ہو"؟

اُنھوں نے جواب دیا "ہاں"۔

اشتیاقِ ملاقات سے عوام اِس قدر زیادہ آپ کا پیچھا کرنے لگے کہ آپ کے لئے اپنے حواریوں کی شخصی اور زیادہ گہری تربیت کرنا نہایت دشوار ہو گیا تھا۔ چنانچہ آپ تخلیہ کی خاطر بھیڑ کو رخصت کرکے اپنے حواریوں سمیت چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں کسی خاموش مقام کی طرف تشریف لے گئے تاکہ اُن کی مزید تربیت کریں۔

طوفان کو تھمانا

گلیل کی جھیل میں اکثر و بیشتر شدید طوفان اُٹھتے رہتے ہیں، خاص طور پر اُس وقت جب گرمی کے باعث کوہ حرمون یا گولان کی پہاڑیوں سے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں۔ انجیل شریف اُس واقعہ کو جو اُن مشاق و تجربہ کار ماہی گیروں کو پیش آیا بالتفصیل بیان کرتی ہے۔

"تب بڑی آندھی چلی اور لہریں کشتی پر یہاں تک آئیں کہ کشتی پانی سے بھری جاتی تھی۔ اور وہ خود پیچھے کی طرف گدّی پر سو رہا تھا پس اُنہوں نے اُسے جگا کر کہا اَے اُستاد کیا تجھے فکر نہیں کہ ہم ہلاک ہوئے جاتے ہیں؟ اُس نے اُٹھ کر ہَوا کو ڈانٹا اور پانی سے کہا چپ رہ! تھم جا! پس ہَوا بند ہوگئی اور بڑا امن ہو گیا۔ پھر اُن سے کہا تم کیوں ڈرتے ہو؟ اب تک ایمان نہیں رکھتے؟ اور وہ نہایت ڈر گئے اور آپس میں کہنے لگے پس یہ کون ہے کہ ہَوا اور پانی بھی اُس کا حکم مانتے ہیں"؟ (انجیل شریف، مرقس ۴: ۳۷-۴۱)۔

اُسی دن حضور یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو اپنے نئے طرزِ تدریس یعنی تمثیلوں سے رُوشناس کرایا تھا وہ کافی عرصہ سے آپ کی معیت میں تھے، اِس لئے اُنہیں معلوم ہو چکا تھا کہ آپ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسی قدرت اور اختیار سے نوازے گئے ہیں جو اُن میں سے کسی کے مشاہدہ میں کبھی نہیں آیا تھا۔ فطرت کی قوتوں پر اس اختیار کو دیکھ کر اُنہیں حضرت موسیٰ اور حضرت یشوع یاد آئے ہوں گے جنہوں نے بحیرہ قلزم اور دریائے یردن کے پانیوں کو دو حصّے کر دیا تھا۔ لہٰذا وہ ایک دوسرے سے پُوچھنے لگے "یہ کون ہے؟"

اِسی سوال نے اُنہیں مزید دو سال تک کشمکش و پیچ میں مبتلا رکھا۔ وہ ایمان اور بے اعتقادی، اُمید اور نا اُمیدی کے بھنور میں چکر کھاتے رہے کہ آپ درحقیقت موعودہ مسیح ہیں یا نہیں! دیگر انبیاء نے اپنے زمانے میں بھی بڑی قدرت کا مظاہرہ کر کے عظیم الشان معجزات دکھائے تھے۔ لیکن اب وہ اُن فرستادہ انبیاء

کی نسبت کہیں زیادہ باری تعالےٰ کی عظیم قدرت کو کارفرما دیکھ رہے تھے۔

آسیب زدہ شخص کی شفایابی

جونہی گراسینیوں کے علاقہ میں جھیل کے دوسرے کنارے پر کشتی لگی تو "فی الفور ایک آدمی جس میں ناپاک رُوح تھی قبروں سے نکل کر اُس سے ملا۔ وہ قبروں میں رہا کرتا تھا اور اب کوئی اُسے زنجیروں سے بھی نہ باندھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ بار بار بیڑیوں اور زنجیروں سے باندھا گیا تھا لیکن اُس نے زنجیروں کو توڑا اور بیڑیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور کوئی اُسے قابو میں نہ لا سکتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ رات دِن قبروں اور پہاڑوں میں چلاتا اور اپنے تئیں پتھروں سے زخمی کرتا تھا۔ وہ یسوؔع کو دُور سے دیکھ کر دوڑا اور اُسے سجدہ کیا۔ اور بڑی آواز سے چلّا کر کہا اے یسوؔع، خُدا تعالےٰ کے بیٹے! مجھے تجھ سے کیا کام؟ تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے عذاب میں نہ ڈال۔ کیونکہ وہ اُس سے کہتا تھا اے ناپاک رُوح اِس آدمی میں سے نکل آ۔ پھر اُس نے اُس سے پُوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے اُس سے کہا میرا نام لشکر ہے کیونکہ ہم بہُت ہیں" (انجیل شریف، مرقس ۵: ۲-۹)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدرُوحیں انسانی بدن میں رہنا پسند کرتی ہیں۔ کبھی کبھی ایک ہی آدمی میں ایک سے زیادہ بدرُوحیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں جو بدرُوح گرفتہ کی شخصیت پر کنٹرول کرتی ہیں۔ اِس شخص میں بدرُوحوں کا سمایا ہوا لشکر یہ جانتا تھا کہ قریب ہی دو ہزار سُؤروں کا غول چر رہا ہے۔ اِن ناپاک جانوروں کی موجودگی بظاہر کرتی ہے کہ جھیل اور گولان کی پہاڑیوں کے درمیان کے زرخیز نشیبی علاقہ میں بُت پرست رہا کرتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کی معرفت ہدایت کی تھی کہ بعض جانوروں کا گوشت کھانے سے گریز کیا جائے۔ اِس کی ایک وجہ یہ تھی کہ اِن جانوروں کا گوشت صحتِ عامہ کے لئے نقصان دہ ہے۔ اِس کے کھانے سے پیٹ میں کیڑے (ٹیپ ورم) پڑتے اور ترخینا کی بیماری کا خطرہ ہوتا ہے۔ اُس زمانہ میں کوئی بھی خدا

پرست اِس قسم کے جانوروں کو نہیں پالتا تھا۔

بدرُوحوں نے آپ سے درخواست کی

"ہم کو اُن سؤاروں میں بھیج دے تاکہ ہم اُن میں داخل ہوں۔ پس اُس نے اُن کو اجازت دی۔ اور ناپاک رُوحیں نکل کر سؤاروں میں داخل ہوگئیں اور وہ غول جو کوئی دو ہزار کا تھا کڑاڑے پر سے جھپٹ کر جھیل میں جا پڑا اور جھیل میں ڈوب مرا۔ اور انکے چرانے والوں نے بھاگ کر شہر اور دیہات میں خبر پہنچائی۔ پس لوگ یہ ماجرا دیکھنے کو نکل کر یسوعؔ کے پاس آئے۔ اور جس میں بدرُوحیں یعنی بدرُوحوں کا لشکر تھا، اُس کو بیٹھے اور کپڑے پہنے اور ہوش میں دیکھ کر ڈر گئے۔ اور دیکھنے والوں نے اس کا حال جس میں بدرُوحیں تھیں اور سؤاروں کا ماجرا اُن سے بیان کیا۔ وہ اُس کی منت کرنے لگے کہ ہماری سرحد سے چلا جا" (انجیل شریف، مرقس ۵: ۱۲-۱۷)۔

یہ ایک اور طرح کی مخالفت تھی۔ وہ ایک انسان کی نسبت جو جانوروں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہا تھا، اپنے جانوروں کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ جب رحمتِ عالمین اُن لوگوں کے اس رویّہ سے مغموم ہو کر کشتی میں سوار ہونے لگے تو شفا یافتہ شخص نے بھی آپ کے ساتھ جانے کی درخواست کی۔ لیکن آپ نے اِسکی اجازت نہ دی۔ بلکہ فرمایا:۔

"اپنے لوگوں کے پاس اپنے گھر جا اور اُن کو خبر دے کہ خداوند نے تیرے لئے کیسے بڑے کام کئے اور تجھ پر رحم کیا۔ وہ گیا اور دکپلس میں اِس بات کا چرچا کرنے لگا کہ یسوعؔ نے اُس کے لئے کیسے بڑے کام کئے اور سب لوگ تعجب کرتے تھے" (انجیل شریف، مرقس ۵: ۱۹-۲۰)۔

چنانچہ جس تنہائی اور آرام کی تلاش میں حضور یسوعؔ مسیح اور آپ کے حواری نکلے، وہ اُنھیں میسر نہ آیا۔ تو بھی آپ نے کفرنحوم کی واپسی میں کشتی میں بیٹھے

اپنے حواریّین کی کچھ مزید شخصی تربیت کی ہوگی۔

یائیؔر کی بارہ۱۲ سالہ بیٹی کو شفا

جب حضور یسوعؔ مسیح کفرنحوم پہنچ کر کشتی سے اُترے تو کنارے پر ایک بڑا ہجوم جمع ہوگیا (آیت ۲۱) ۔ اچانک ہل چل مچ گئی اور اُن کے درمیان میں سے مقامی عبادت خانہ کا سردار یائیرؔ دکھائی دیا۔ وہ آکر آپ کے قدموں پر گرا اور مدد کے لئے درخواست کی :۔

" میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے تُو آکر اپنے ہاتھ اُس پر رکھ تاکہ وہ اچھی ہوجائے اور زندہ رہے" (انجیل شریف مرقس ۵: ۲۲-۲۳)۔

جب آپ یائیرؔ کے گھر کی طرف تشریف لے جارہے تھے تو ہجوم بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہوا طرح طرح کی درخواستیں پیش کرنے لگا۔ بھیڑ میں ایک عورت بھی تھی جسے ۱۲ برس سے جریانِ خون کی بیماری تھی وہ کسی دوا سے بھی شفایاب نہ ہوسکی تھی۔ بھرے مجمع میں وہ اپنی حالتِ زار بیان کرنے سے شرماتی تھی۔ اُس نے اپنے دِل میں سوچا کہ

" اگر مَیں صرف اس کی پوشاک ہی چھُو لونگی تو اچھی ہوجاؤنگی"

(آیت ۲۸)۔

وہ بارہ۱۲ برس سے ڈاکٹروں اور حکیموں کے دروازوں پر دھکے کھاتی پھر رہی تھی اور کبھی ایک علاج کرتی کبھی دُوسرا۔ یہاں تک اُس کا تمام روپیہ پیسہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی فیس اور دواؤں پر ہی خرچ ہوگیا مگر حاصل کچھ بھی نہ ہوا۔ اب اُس نے ڈرتے ہُوئے ایمان کی کپکپاہٹ کے ساتھ حضور یسوعؔ مسیح کے جبّہ کا دامن چھُوا۔ اُسے چھُوتے ہی اُس نے اپنے بدن میں ایک عجیب طاقت کی رَو کو محسوس کیا اور اس کے ساتھ ہی اُس کا خون بہنا بند ہوگیا۔

حضور یسوعؔ مسیح نے یک لخت رُک کر فرمایا :۔

" وہ کون ہے جس نے مجھے چھُوا ؟

" جب سب انکار کرنے لگے تو پطرسؔ اور اُس کے ساتھیوں

نے کہا اُے صاحب، لوگ تجھے دباتے اور تجھ پر گرے پڑتے ہیں۔
"مگر یسوع نے کہا کہ کسی نے مجھے چھُوا تو ہے کیونکہ مَیں نے معلوم کیا کہ قوت مجھ سے نکلی ہے۔
"جب اُس عورت نے دیکھا کہ مَیں چھپ نہیں سکتی تو کانپتی ہوئی آئی اور اُس کے آگے گر کر سب لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ مَیں نے کس سبب سے تجھے چھُوا اور کس طرح اُسی دم شفا پا گئی۔ اُس نے اُس سے کہا بیٹی! تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا ہے۔ سلامت چلی جا" (انجیل شریف، لوقا ۸: ۴۵-۴۸)۔

حضور المسیح ابھی اُس عورت سے بات کر ہی رہے تھے کہ کسی نے دوڑتے ہوئے آکر یائیر کو بتایا کہ
"تیری بیٹی مر گئی ہے۔ اُستاد کو تکلیف نہ دے" (آیت ۴۹)۔
آپ نے اُس پیغام کو سُن کر غمزدہ باپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔
"خوف نہ کر فقط اعتقاد رکھ" (آیت ۵۰)۔
"جب آپ یائیر کے گھر پہنچے تو سب اس لڑکی کے لئے رو پیٹ رہے تھے۔ مگر اُس نے کہا، رو نہیں وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ وہ اُس پر ہنسنے لگے کیونکہ جانتے تھے کہ وہ مر گئی ہے" (انجیل شریف، لوقا ۸: ۵۲-۵۳)۔

آپ نے لڑکی کے والدین اور اپنے حواریّن پطرس، یُوحنا اور یعقوب کے علاوہ باقی سب کو نکال دیا۔ پھر لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔
"اے لڑکی اُٹھ" (آیت ۵۴)۔

لڑکی کی رُوح اُس کے بدن میں عود کر آئی اور وہ فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے میں اِدھر اُدھر چلنے پھرنے لگی۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ لڑکی کو کھانے کے لئے کچھ دیا جائے۔ والدین اپنے جگر کے ٹکڑے کو جیتا دیکھ کر خوشی سے آپے سے باہر ہوئے جا رہے تھے۔

ناصرت کو واپسی

"پھر وہاں سے نکل کر وہ اپنے وطن میں آیا اور اُس کے شاگرد اُس کے پیچھے ہو لئے" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۱)۔

سبت کے دن آپ پھر اُسی عبادت خانہ میں تشریف لے جا کر درس دینے لگے جہاں سے آپ کو پہلے نکال دیا گیا تھا۔ حاضرین آپکی باتیں سُن کر نہایت حیران ہو کر کہنے لگے:۔

"یہ باتیں اِس میں کہاں سے آگئیں؟ اور یہ کیا حکمت ہے جو اِسے بخشی گئی اور کیسے معجزے اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں؟ کیا یہ وہی بڑھئی نہیں جو مریم کا بیٹا اور یعقوب اور یوسیس اور یہوداہ اور شمعون کا بھائی ہے؟ اور کیا اِس کی بہنیں یہاں ہمارے ہاں نہیں؟ پس انہوں نے اُس کے سبب سے ٹھوکر کھائی" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۲-۳)۔

آپ نے پھر بڑے دُکھ کے ساتھ اُنہی الفاظ کو دہرایا کہ

"نبی اپنے وطن اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے گھر کے سوا اَور کہیں بے عزت نہیں ہوتا" (آیت ۴)۔

اور کلامِ مُقدّس میں مزید بیان ہے کہ:۔

"وہ کوئی معجزہ وہاں نہ دکھا سکا۔ صرف تھوڑے سے بیماروں پر ہاتھ رکھ کر اُنہیں اچھا کر دیا۔ اور اُس نے اُن کی بے اعتقادی پر تعجب کیا" (آیت ۵)۔

اب آپ نے اپنے حواریّن کے ہمراہ ناصرت سے کوچ فرما کر گاؤں گاؤں اور بستی بستی اپنی تبلیغی خدمت کو جاری رکھا۔ چونکہ اب تک ایسی بہت سی جگہیں باقی تھیں جہاں تک آپ کی خوشخبری نہیں پہنچی تھی اِس لئے آپ نے اپنے حواریّن کو بھی جو آپ کی انتھک تربیت سے کچھ حد تک تجربہ کار ہو چکے تھے اِس خدمت میں ہاتھ بٹانے کی دعوت دی۔

"اور اُنہیں دو دو کر کے بھیجنا شروع کیا اور اُنکو ناپاک رُوحوں پر اختیار بخشا۔ اور حکم دیا کہ راستہ کے لئے لاٹھی کے سوا کچھ نہ لو۔ نہ روٹی۔ نہ جھولی۔ نہ اپنے کمر بند میں پیسے۔ مگر جُوتیاں پہنو اور دو کرتے نہ پہنو۔ اور اُس نے اُن سے کہا جہاں تم کسی گھر میں داخل ہو تو اُسی میں رہو جب تک وہاں سے روانہ نہ ہو۔ اور جس جگہ کے لوگ تم کو قبول نہ کریں اور تمہاری نہ سُنیں وہاں سے چلتے وقت اپنے تلوؤں کی گرد جھاڑ دو تاکہ اُن پر گواہی ہو۔ اور انہوں نے روانہ ہو کر منادی کی کہ توبہ کرو۔ اور بہت سی بدروحوں کو نکالا اور بہت سے بیماروں کو تیل مل کر اچھا کیا" (انجیل شریف، مرقس ۶ : ۷-۱۳)

آپ نے انہیں تلقین فرمائی کہ وہ خاص خاص مقامات کی طرف جائیں اور اپنی توجہ "اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں" پر مرکوز کریں (متی ۱۰ : ۶)۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا" (متی ۱۰ : ۵)۔

حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں کو آہستہ آہستہ ایسی ایسی جگہوں پر بھیجنے لگے جہاں وہ اپنی ابتدائی تربیت کے مطابق خدمت کرنے کے قابل تھے۔ سامریوں کے تعصب اور غیر یہودیوں کی بُت پرستی کا مقابلہ کرنے کی مشکل خدمت پر آپ نے اُنہیں اُس وقت ہی مامور کیا جب وہ ایمان اور رُوحانی تجربہ میں پختہ ہو گئے تھے۔ اِس کے بعد وہ وقت بھی آیا جب انہیں تمام دنیا میں انجیلِ جلیل کا مژدہ نجات سنانے کا شرف بخشا گیا۔

حضرت یُوحنا کی شہادت

اِدھر حضور یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو تبلیغ اور شفا کے مشن پر بھیجا ہُوا تھا۔ اُدھر حضرت یُوحنا اصطباغی کو پریہ کے جنوب میں اپنی بے باکانہ تبلیغ کے باعث موت کے شکنجے میں پھنسنے کے آثار نظر آ رہے تھے۔

گلیل کے صوبہ کے حاکم شہزادہ ہیرودیس انتپاس کی غیر منکوحہ بیوی ہیرودیاس

حضرت یوحنا سے کافی عرصہ سے انتقام لینے کا موقع تلاش کر رہی تھی۔ صرف وہی ایک ایسے شخص تھے جو اُس کی خوبصورتی اور جنسی کشش سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ نبی نے اُسے اور انتپاس کو متنبہ کیا تھا کہ اُن کا زوجین کی حیثیت سے اکٹھے رہنا خدا تعالیٰ کی نظر میں گناہ ہے۔ کلامِ مقدس میں اس سلسلے میں یوں مرقوم ہے:۔

"ہیرودیاس اُس سے دشمنی رکھتی اور چاہتی تھی کہ اُسے قتل کرائے مگر نہ ہو سکا۔ کیونکہ ہیرودیس یوحنا کو راستباز اور مقدس آدمی جان کر اُس سے ڈرتا اور اُسے بچائے رکھتا تھا اور اُس کی باتیں سُن کر بہت حیران ہو جاتا تھا۔ مگر سنتا خوشی سے تھا" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۱۹-۲۰)۔

بالآخر ہیرودیاس کو موقع مل ہی گیا۔

"ہیرودیس نے اپنی سالگرہ میں اپنے امیروں اور فوجی سرداروں اور گلیل کے رئیسوں کی ضیافت کی۔ اور اسی ہیرودیاس کی بیٹی اندر آئی اور ناچ کر ہیرودیس اور اُس کے مہمانوں کو خوش کیا تو بادشاہ نے اُس لڑکی سے کہا جو چاہے مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا۔ اور اُس سے قسم کھائی کہ جو تُو مجھ سے مانگے گی اپنی آدھی سلطنت تک تجھے دوں گا۔ اور اُس نے باہر جا کر اپنی ماں سے کہا کہ میں کیا مانگوں؟ اُس نے کہا یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر۔ وہ فی الفور بادشاہ کے پاس جلدی سے اندر آئی اور اُس سے عرض کی۔ میں چاہتی ہوں کہ تُو یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں ابھی مجھے منگوا دے۔ بادشاہ بہت غمگین ہوا مگر اپنی قسموں اور مہمانوں کے سبب سے اُس سے انکار کرنا نہ چاہا۔ پس بادشاہ نے فی الفور ایک سپاہی کو حکم دے کر بھیجا کہ اُس کا سر لائے۔ اُس نے جا کر قید خانہ میں اُس کا سر کاٹا۔ اور ایک تھال میں لا کر لڑکی کو دیا اور لڑکی نے اپنی ماں کو دیا۔ پھر اُس کے شاگرد سُن کر آئے اور اُسکی لاش اُٹھا کر قبر میں رکھی" (انجیل شریف مرقس ۶: ۲۱-۲۹)۔

دِن گزرتے گئے۔ ادھر حضور یسوعؑ مسیح اور آپ کے حواریوں کے محیّر العقل کام اور کلام کی خبریں ہیرودیس انتپاس کے پاس پہنچ کر اُسکا دل ہلا رہے تھے۔ اِدھر حضرت یوحنّا اصطباغی کی شہادت کی خبر حواریوں کو ملی جب وہ گاؤں گاؤں نیکی اور بھلائی کے کام کرتے پھر رہے تھے۔

حضرت یوحنّا کی شہادت کی خبر سنتے ہی حواری اپنے اُستاد کے پاس واپس آئے۔ آپ کو بھی یہ افسوسناک خبر مل چکی تھی۔ دوسری طرف ہیرودیس آپ کی عجیب وغریب کرامات کی شہرت سُن کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اُس کا مجرم ضمیر اُسے ستاتا تھا، یہاں تک کہ اُسے شک پڑ گیا کہ

"یوحنّا جس کا سر مَیں نے کٹوایا وہی جی اُٹھا ہے" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۱۶)۔

چنانچہ وہ کسی نہ کسی طریقہ سے حضور یسوعؑ مسیح کو دیکھنا چاہتا تھا۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ آپ کو خاموشی سے گرفتار کر لیا جائے کیونکہ آپ اُسی کی عملداری صوبہ گلیل میں تبلیغ کر رہے تھے۔

کلامِ مُقدّس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جونہی آں حضُور نے حضرت یوحنّا کی شہادت کی تفصیلات اُن کے شاگردوں کی زبانی سنیں تو

"وہاں سے کشتی پر الگ کسی ویران جگہ کو روانہ ہُوا" (انجیل شریف، متّی ۱۴: ۱۲)۔

حواری حسبِ معمول آپ کے ساتھ تو ہو لئے۔ لیکن اب وہ آپ کے مزاجِ اقدس سے واقف ہو چکے تھے۔ لہٰذا جب انہیں چھوڑ کر آپ خدا تعالےٰ سے مزید ہدایت پانے کے لئے دُعا کرنے کسی خاموش جگہ کو تشریف لے جاتے تو وہ مخل نہ ہوتے۔ چنانچہ آپ اپنے حواریوں سمیت جھیل کے اس ساحل پر پہنچ گئے جو شہزادہ فلپس کی تحویل میں تھا۔ یہاں آپ گرفتار ہونے سے محفوظ تھے۔

اُس زمانہ میں کسی ملک میں داخل ہونے کے لئے پاسپورٹ اور ویزا کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ اب آپ بیت صیدا کے علاقہ میں ایک پہاڑی پر تنہا دُعا کرنے تشریف لے گئے۔ لیکن آپ کو زیادہ دیر تک تنہائی میسّر نہ آئی کیونکہ عوام

آپ کی کشتی کو جاتے دیکھ کر پیدل ہی اُس مقام تک پہنچ گئے۔ اس بھیڑ کو دیکھ کر آپ کو بڑا ترس آیا۔ چنانچہ پہاڑی سے اُتر کر آپ نے اُن کے بیماروں کو شفا دی (انجیل شریف، متی ۱۴:۱۴)۔ آپ کو اُن پر ترس آیا کہ وہ پراگندہ اور بھٹکی ہوئی بھیڑوں جیسے تھے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو۔ بیماروں کو شفا دینے کے علاوہ آپ نے اُنہیں بہت سی باتوں کے بارے میں نصیحت بھی کی۔

"اور جب شام ہوئی تو شاگرد اُس کے پاس آکر کہنے لگے کہ جگہ ویران ہے اور اب وقت گذر گیا ہے۔ لوگوں کو رخصت کر دے، تاکہ گاؤں میں جاکر اپنے لئے کھانا مول لیں" (انجیل شریف، متی ۱۴: ۱۵)۔

"اُس نے ان سے جواب میں کہا تم ہی اِنہیں کھانے کو دو۔
انہوں نے اُس سے کہا کیا ہم جاکر دو سو دینار کی روٹیاں مول لائیں اور اِن کو کھلائیں؟
اُس نے اُن سے کہا تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں؟ جاؤ دیکھو۔
انہوں نے دریافت کرکے کہا" پانچ اور دو مچھلیاں" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۳۷-۳۸)۔

پانچ ہزار کو کھانا کھلانا

گاؤں گاؤں تبلیغ کرنے کے باعث حواری بہت تھک چکے تھے۔ چنانچہ جب سورج ڈھلنے لگا تو اُن کا اِس بڑے مجمع کے بارے میں فطری ردِ عمل یہ تھا کہ اُن کو نزدیکی گاؤں اور شہروں میں بھیج دیا جائے تاکہ کھانے پینے اور رات گذارنے کا آپ بندوبست کریں۔ لیکن حضور المسیح کو جیسے چرواہا اپنی بھیڑوں کے لئے فکر مند ہوتا ہے، ویسے ہی اِس مجمع کی روحانی اور جسمانی ضروریات کا احساس تھا۔ یہ اُن چند واقعات میں سے ایک ہے، جب انسان کی جسمانی ضروریات کے پیشِ نظر آپ نے معجزانہ طور پر کھانا بہم پہنچایا۔ اِس ہجوم کو کھانا

کھلانے کے لئے آپ نے پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں پر برکت دے کر انہیں اِس قدر بڑھایا کہ سب سیر ہو گئے۔ کتابِ مُقدّس میں اِس حیرت انگیز اور اعجازی واقعہ کا ذکر یوں ہے :-

" اُس نے اُن کو حکم دیا کہ سب ہری گھاس پر دستہ دستہ ہو کر بیٹھ جائیں۔ پس وہ سو سو اور پچاس پچاس کی قطاریں باندھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اُس نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر برکت دی اور روٹیاں توڑ کر شاگردوں کو دیتا گیا کہ اُن کے آگے رکھیں اور وہ دو مچھلیاں بھی اُن سب میں بانٹ دیں۔ پس وہ سب کھا کر سیر ہو گئے۔ اور انہوں نے ٹکڑوں سے بارہ ٹوکریاں بھر کر اُٹھائیں۔ اور کچھ مچھلیوں سے بھی۔ اور جنہوں نے روٹیاں کھائیں وہ پانچ ہزار مرد تھے" (انجیل شریف مرقس ۶ : ۳۹ - ۴۴)۔

عوام کی آپکو بادشاہ بنانے کی خواہش

عوام کافی مدت سے ظالموں اور ڈکٹیٹروں کے جوتے تلے دبے ہوئے تھے۔ وہ رومی حکومت سے انتقام لینے کی آگ میں جل رہے تھے۔ جب انہوں نے یہ سُنا کہ انتپاس ہیرودیس نے حضرت یوحنا کو قتل کرادیا ہے تو اُن کی یہ اُمید کہ وہ انہیں رومیوں کے جوتے سے آزاد کرے گا۔ خاک میں مل گئی۔ جب قوم پرست یہودی رومی افسروں اور سپاہیوں کو رومی حکومت کی بنائی ہوئی سڑکوں پر مارچ کرتے یا بحیرہ روم کی بندرگاہوں میں اُترتے دیکھتے تو اُن کا جذبۂ بغاوت اور بھڑک اُٹھتا اور وہ جنگ کرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ اُن میں جو مومن تھے۔ جب وہ رومیوں کے بتوں، زیارت گاہوں اور جنسی بے راہ روی کو دیکھتے تو دل ہی دل میں کڑھنے لگتے۔ وہ غیروں کی حکومت کے کٹھ پتلی حکمران انتپاس اور فلپس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور مُقدّس شہر یروشلیم پر بُت پرست رومی حکومت کے گورنر کے راج کے تلے کراہتے تھے۔ اب ان کی نگاہِ اُمید حضور یسوع مسیح پر مرکوز ہو گئی کہ یہی وہ موعودہ

نبی ہے جس کی بابت توریت شریف میں حضرت موسیٰ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ (توریت شریف، استثنا ۱۸: ۱۵)۔ انہیں یقین تھا کہ وہ نبی انہیں رومی سامراج اور اس کے ظالم حاکموں کے آہنی پنجے سے رہائی دلائے گا۔ چنانچہ انہیں اُمید تھی کہ حضور یسوع مسیح اِس بغاوت میں اُن کی قیادت فرما کر انہیں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے وقت کی طرح پھر ایک پُرشکوہ، آزاد اور طاقتور قوم بنا دیں گے۔

لیکن یہ لوگ اس امر سے بے خبر تھے کہ آپ شیطان کی اس آزمائش کو پہلے بھی ایک دفعہ ردّ کر چکے تھے کہ پتھروں سے روٹیاں بنا کر تمام دنیا پر اقتدار حاصل کر لیں۔ وہ اِس بات کو بھی نہیں سمجھتے تھے کہ آپ نے اِس دنیا سے بدی کو مٹانے کے لئے نفرت، جنگ وجدل اور جبر کے اِستعمال کو ردّ کر دیا تھا۔ دو ہزار سال گزرنے کے باوجود اب بھی نہایت کم لوگ ایسے ہیں جو آپ کی دشمنوں کے ساتھ محبت اور جسمانی تشدد برداشت کرنے کی تلقین کو سمجھتے ہیں۔

بادشاہ بننے سے اِنکار

حضور یسوع مسیح جانتے تھے کہ مصلوبیت سے پیشتر مقدمہ کی آخری سماعت کے وقت عوام آپ کی نسبت برآبا ڈاکو کو ترجیح دیں گے۔ پس ہجوم کے رجحان کو جانتے ہوئے کہ وہ آپ کو ہنگامی طور پر بادشاہ بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ آپ اُن سے علیحدہ ہو کر پھر پہاڑ پر اکیلے تشریف لے گئے۔ (دیکھئے انجیل شریف، یوحنا ۶: ۱۵)۔ اسی سبب سے حواریئن بھی چپکے سے کشتیوں میں بیٹھ کر چل دیئے۔

حضور المسیح نے خدا تعالےٰ کے مقررہ وقت سے پہلے بادشاہ بننے کی اِس سنگین آزمائش سے دانستہ کنارہ کیا اور خاموشی سے نکل گئے تاکہ عوام میں قبل از وقت انتشار نہ پھیلے۔ آپ کی بادشاہی اُس زمانہ کے عام خیالات سے قطعی مختلف تھی۔ اب تک معدودے چند اشخاص ہی ایسے تھے جو اِس سلسلے میں آپ کے ارشادات کے مطلب کو سمجھنے لگے تھے۔

آپ اب جھیل کے قریب کی ایک پہاڑی پر تنہا دُعا اور مراقبے میں مستغرق تھے۔ آپ نے بادشاہ بننے کی عوامی تحریک کو ردّ کر دیا تھا۔ کیونکہ آپ کو دکھ اور اذیت

کا وہ راستہ بخوبی معلوم تھا جسے طے کر کے ہی آپ تمام دنیا کے حاکم اور بادشاہ بننے والے تھے۔

پانی پر چلنا

دوسری طرف حواریئن کشتی میں بیٹھے بڑے اطمینان سے چلے جا رہے تھے کہ یکایک سخت طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ سمندر تند و تیز موجوں میں تبدیل ہو گیا۔ حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں کی طوفان کے تھپیڑوں کے خلاف جدوجہد دیکھ رہے تھے انسان کی بغاوت خودسری اور سینہ زوری کی نسبت اِس حالت پر قابو پانا آں حضور کے لئے آسان تھا۔ چنانچہ کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہے:۔

"جب اُس نے دیکھا کہ وہ کھینے سے بہت تنگ ہیں کیونکہ ہَوا اُن کے مخالف تھی تو رات کے پچھلے پہر کے قریب وہ جھیل پر چلتا ہُوا ان کے پاس آیا اور اُن سے آگے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن انہوں نے اُسے جھیل پر چلتے دیکھ کر خیال کیا کہ بھوت ہے اور چلّا اُٹھے۔ کیونکہ سب اُسے دیکھ کر گھبرا گئے تھے مگر اس نے فی الفور اُن سے باتیں کیں اور کہا خاطر جمع رکھو۔ مَیں ہوں۔ ڈرو مت۔ پھر وہ کشتی پر اُن کے پاس آیا اور ہَوا تھم گئی اور وہ اپنے دل میں نہایت حیران ہوئے۔ اِس لئے کہ وہ روٹیوں کے بارے میں نہ سمجھے تھے بلکہ اُن کے دل سخت ہو گئے تھے" (انجیل شریف، مرقس ۶: ۴۸-۵۲)۔

آپ کے حواریوں کے دلوں پر بھی اب تک مسیح موعود کے بارے میں مروّجہ خیالات اس قدر حاوی تھے کہ وہ آپ کی شخصیت کے پورے بھید کو سمجھنے سے فی الحال قاصر رہے۔

حقیقی پاکیزگی کی نوعیّت

جب کبھی حضور یسوع مسیح گلیل کی جھیل کے شمالی ساحل پر نظر آتے تو عوام آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ حضرت یوحنّا کی شہادت کی خبر سننے کے بعد آپ نے

کئی مرتبہ کوشش کی تھی کہ کسی طرح تنہائی میسر آئے، مگر عوام آپ اور آپ کے حواریوں کا پیچھا نہ چھوڑتے۔ اب صرف ایک ہی طریقہ باقی تھا کہ آپ شمال میں صور اور صیدا کی سرحدوں کی طرف تشریف لے جائیں۔ چونکہ شریعت کے مطابق سبت کو لمبا سفر کرنے کی اجازت نہ تھی اِس لئے آپ نے گینسرت کو چھوڑ کر سبت کے روز کفرنحوم میں قیام فرمایا۔ اُسی روز جب آپ کھانا تناول فرما رہے تھے تو چند فائدین دین نے نکتہ چینی شروع کر دی جس کا کلام مقدس میں یوں ذکر ہے:۔

"فریسی اور بعض فقیہہ اُس کے پاس جمع ہوئے۔ وہ یروشلیم سے آئے تھے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ اس کے بعض شاگرد ناپاک یعنی بن دھوئے ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں۔ کیونکہ فریسی اور سب یہودی بزرگوں کی روایت پر قائم رہنے کے سبب جب تک اپنے ہاتھ خوب دھو نہ لیں نہیں کھاتے۔ اور بازار سے آ کر جب تک غسل نہ کر لیں نہیں کھاتے اور بہت سی اور باتیں ہیں جو قائم رکھنے کے لئے بزرگوں سے اُن کو پہنچی ہیں جیسے پیالوں اور لوٹوں اور تانبے کے برتنوں کو دھونا۔ پس فریسیوں اور فقیہوں نے اُس سے پوچھا کیا سبب ہے کہ تیرے شاگرد بزرگوں کی روایت پر نہیں چلتے بلکہ ناپاک ہاتھوں سے کھانا کھاتے ہیں؟ اُس نے اُن سے کہا یسعیاہ نے تم ریاکاروں کے حق میں کیا خوب نبوت کی، جیسا کہ لکھا ہے:۔

یہ اُمت ہونٹوں سے تو میری تعظیم کرتی ہے۔
لیکن اِن کے دِل مجھ سے دُور ہیں۔
اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں
کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں۔

تم خدا کے حکم کو ترک کر کے آدمیوں کی روایت کو قائم رکھتے ہو" (انجیل شریف، مرقس ۷: ۱-۸)۔

اس پر آپ نے لوگوں کو پھر اپنے پاس بلایا اور فرمایا:۔
"تم سب میری سُنو اور سمجھو۔ کوئی چیز باہر سے آدمی میں داخل

ہو کر اُسے ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو چیزیں آدمی میں سے نکلتی ہیں
وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں" (انجیل شریف، مرقس ۷: ۱۴-۱۵)
اُس زمانہ کی طرح آج بھی بدنی طہارت، کھانے پینے اور حلال و حرام کے
مسائل پر بڑی گرم جوشی سے بحث و تکرار ہوتی رہتی ہے۔ مقامِ افسوس ہے آج کے
دن تک متعدد اشخاص اِسی اُمید پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں کہ ان ظاہری رسومات کی بجا
آوری کے باعث وہ باری تعالےٰ کے حضور مقبول ٹھہریں گے۔ آپ کے حواری اُس
وقت تو پوری طرح سمجھ نہ سکے تھے کہ آپ کا مطلب کیا تھا۔ بعد ازاں جب قدرے
تنہائی میسر آئی تو انہوں نے آپ سے اِس بات کی وضاحت چاہی۔
آپ نے جواب فرمایا:۔
"کیا تم بھی ایسے بے سمجھ ہو؟ کیا تم نہیں سمجھتے کہ کوئی چیز جو
باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے اُسے ناپاک نہیں کر سکتی؟ اِسلئے
کہ وہ اُس کے دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتی ہے اور مزبلہ میں نکل
جاتی ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھہرایا۔ پھر
اُس نے کہا جو کچھ آدمی میں سے نکلتا ہے، وہی آدمی کو ناپاک کرتا
ہے۔ کیونکہ اندر سے یعنی آدمی کے دِل سے بُرے خیال نکلتے ہیں۔
حرامکاریاں۔ چوریاں۔ خونریزیاں۔ زناکاریاں۔ لالچ۔ بدیاں۔ مکر۔
شہوت پرستی۔ بدنظری۔ بدگوئی۔ شیخی۔ بیوقوفی۔ یہ سب بُری باتیں
اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں" (انجیل شریف، مرقس
۷: ۱۸-۲۳)۔
ہادیٔ برحق نے فرمایا کہ باری تعالےٰ کے حضور دل کی پاکیزگی سب سے اہم
ہے۔ اُس زمانہ میں اور آج کل بھی بہت سے علمائے دین خدا تعالےٰ کے نزدیک
مقبول ٹھہرنے کی بنیاد جسمانی طہارت اور ظاہری پاکیزگی بتاتے اور اُسی پر زور
دیتے ہیں۔
جب ایک اور موقع پر فریسی آپ کو رسمی پاکی کے بغیر ہی کھانا کھاتے دیکھ
کر اعتراض کرنے لگے تو آپ نے اِس مسئلے پر مزید فرمایا کہ:۔

"اَے فریسیو! تم پیالے اور رکابی کو اُوپر سے تو صاف کرتے ہو لیکن تمہارے اندر لوٹ اور بدی بھری ہے۔ اَے نادانو! جس نے باہر کو بنایا کیا اُس نے اندر کو نہیں بنایا؟ ہاں اندر کی چیزیں خیرات کر دو تو دیکھو سب کچھ تمہارے لئے پاک ہوگا۔

"لیکن اَے فریسیو تم پر افسوس! کہ پودینے اور سداب[1] اور ہر ایک ترکاری پر دہ یکی[2] دیتے ہو اور انصاف اور خُدا کی محبّت سے غافل رہتے ہو۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے۔

اَے فریسیو تم پر افسوس! کہ تم عبادت خانوں میں اعلےٰ درجہ کی کُرسیاں اور بازاروں میں سلام چاہتے ہو۔ تم پر افسوس! کیونکہ تم اُن پوشیدہ قبروں کی مانند ہو جن پر آدمی چلتے ہیں اور ان کو اس بات کی خبر نہیں" (انجیل شریف، لوقا ۱۱: ۳۹-۴۴)۔

ان فریسیوں کے ساتھ ساتھ حضور یسوع مسیح ہمیں بھی انتباہ فرماتے ہیں کہ کہیں ہم بھی آدمیوں کی ایجاد کردہ روایت و رسومات پر سختی سے عمل کرنے کے باعث خُدا تعالےٰ کے احکام کے عدول کرنے والے نہ بن جائیں۔

بعد ازاں آپ کے حواریوں نے پاس آکر عرض کیا
"کیا تو جانتا ہے کہ فریسیوں نے یہ بات سُن کر ٹھوکر کھائی؟"
آپ نے جواب دیا

---

[1] سداب:۔ تقریباً تین فٹ کا ایک خوشبودار پودا اِسکی قدر اس وجہ سے کی جاتی تھی کہ وہ بطور دوا استعمال ہوتا اور کھانے کی چیزوں میں مصالحہ کے کام بھی آتا تھا۔

[2] دہ یکی:۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خدا کے کاہن ملک صدق کو اپنے مال کا دسواں حصّہ (دہ یکی) دیا۔ بنی اسرائیل میں اپنی آمدنی کا دسواں حصّہ دینے کا رواج تھا۔ اس روپیہ اور اجناس سے وہ پرستش اور کاہنوں کے اخراجات برداشت اور غریبوں کی مدد کرتے تھے۔

"جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا جڑ سے اُکھاڑا جائیگا۔ اُنہیں چھوڑ دو۔ وہ اندھے راہ بتانے والے ہیں اور اگر اندھے کو اندھا راہ بتائے گا تو دونوں گڑھے میں گریں گے" (انجیل شریف، متی ۱۵: ۱۲-۱۴)۔

زِندگی کی روٹی کے بارے میں ارشادات

کفرنحوم کے عبادت خانے میں آپ نے جن کو سبت کے روز درس فرمایا، اُن میں بیشتر لوگ وہ تھے جنہیں آپ نے معجزانہ طور پر کھانا کھلایا تھا۔ حواریوں کے طوفان سے بچنے کے بعد عوام آپ کو تلاش کر رہے تھے تاکہ آپ کے ارشاداتِ مبارک سنیں۔ یہی وہ لوگ تھے جو دو دن پیشتر آپ کو بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کی خود غرضی کی نیت کو یوں طشت از بام کر کے فرمایا:۔

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ تم مجھے اِس لئے نہیں ڈھونڈتے کہ معجزے دیکھے بلکہ اِس لئے کہ تم روٹیاں کھا کر سیر ہوئے۔ فانی خوراک کے لئے محنت نہ کرو بلکہ اُس خوراک کے لئے جو ہمیشہ کی زندگی تک ٹھہرتی ہے جسے ابنِ آدم تمہیں دے گا کیونکہ باپ یعنی خدا نے اُسی پر مُہر کی ہے" (انجیل شریف، یُوحنا ۶: ۲۶-۲۷)۔

رحمتِ عالمین حضور یسوع نے جو طریقۂ تدریس سُوخار کے کنوئیں پر سامری عورت کے ساتھ اختیار کیا تھا، وُہی اس وقت بھی استعمال کیا۔ آپ نے بڑے احسن طریقے سے سامعین کے خیالات کو مادی چیزوں کی طرف سے ہٹا کر آسمانی باتوں کی طرف منتقل کر دیا۔ سامری عورت کے سلسلہ میں آپ نے پانی کو اپنے کلام کے مشابہ ٹھہرا کر فرمایا کہ اِس سے پیاسی روحوں کی آسودگی ہوتی ہے۔ اِس کرۂ ارض پر پانی اور روٹی زندگی کے بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں، بعینہٖ خدا تعالےٰ کی بادشاہی میں ابدی زندگی کے بھی چند بنیادی عناصر ہیں۔

لوگوں نے آپ کا فرمان سُن کر کہا

"تو کون سا نشان دکھاتا ہے کہ ہم دیکھ کر تیرا یقین کریں؟ تُو

کونسا کام کرتا ہے؟ ہمارے باپ دادا نے بیابان میں من کھایا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ اُس نے اُنہیں کھانے کے لیے آسمان سے روٹی دی۔

"یسوع نے اُن سے کہا مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ موسیٰ نے تو وہ روٹی آسمان سے تمہیں نہ دی لیکن میرا باپ تمہیں آسمان سے حقیقی روٹی دیتا ہے۔ کیونکہ خدا کی روٹی وہ ہے جو آسمان سے اُتر کر دُنیا کو زندگی بخشتی ہے۔

"اُنہوں نے اُس سے کہا اَے خداوند! یہ روٹی ہم کو ہمیشہ دیا کر۔

"یسوع نے اُن سے کہا زندگی کی روٹی مَیں ہُوں۔ جو میرے پاس آئے وہ ہرگز بھُوکا نہ ہو گا اور جو مجھ پر ایمان لائے وہ کبھی پیاسا نہ ہو گا" (انجیل شریف، یوحنا ۶: ۳۰-۳۵)۔

صرف ایک ہی شخصیت ہے جو انسان کی رُوح کی تشنگی اور بھُوک کو مٹا سکتی ہے اور وہ ہادیٔ برحق حضور یسوع مسیح ہیں۔

چنانچہ آپ نے مزید فرمایا:۔

"مَیں آسمان سے اِس لیے نہیں اُترا ہوں کہ اپنی مرضی کے موافق عمل کروں بلکہ اِس لیے کہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی کے مُوافق عمل کروں۔ اور میرے بھیجنے والے کی مرضی یہ ہے کہ جو کچھ اُس نے دیا ہے، مَیں اُس میں سے کچھ کھو نہ دُوں بلکہ اسے آخری دن پھر زندہ کروں۔ کیونکہ میرے باپ کی مرضی یہ ہے کہ جو کوئی بیٹے کو دیکھے اور اُس پر ایمان لائے ہمیشہ کی زندگی پائے اور مَیں اُسے آخری دن پھر زندہ کروں" (آیات ۳۸-۴۰)۔

اِس اقتباس میں شافعِ محشر نے صاف الفاظ میں وعدہ فرمایا کہ آپ اُن لوگوں کو جو آپ پر ایمان لاتے ہیں روزِ آخرت مُردوں میں سے زندہ کریں گے۔

"پس یہودی اِس پر بڑبڑانے لگے اِس لیے کہ اُس نے کہا تھا

جو روٹی آسمان سے اُتری، وہ مَیں ہُوں - اور انہوں نے کہا کیا یہ یُوسفؔ کا بیٹا یسوعؔ نہیں جس کے باپ اور ماں کو ہم جانتے ہیں؟ اَب یہ کیونکر کہتا ہے کہ مَیں آسمان سے اُترا ہوں -

یسوعؔ نے جواب میں اُن سے کہا آپس میں نہ بُڑبُڑاؤ - کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک باپ جس نے مجھے بھیجا ہے - اُسے کھینچ نہ لے، اور مَیں اُسے آخری دن پھر زندہ کروں گا" (آیات ۴۱-۴۴)-

وہی لوگ جو تھوڑی دیر پہلے حضور المسیح کو رومی حکومت کے خلاف اپنا گوریلا لیڈر بنانا چاہتے تھے - اب آپ کو مسیح موعود قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ تھے - اِس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے اپنے متعلق خدا تعالےٰ کے جس ارادے کا انکشاف فرمایا وہ اُن کے خیالات سے مطابقت نہیں رکھتا تھا - بعد ازاں جو کچھ وقوع میں آیا اُس کے بارے میں کتابِ مُقدّس میں یُوں ارشاد ہے :-

"یہ باتیں اُس نے کفرنحوم کے ایک عبادت خانہ میں تعلیم دیتے وقت کہیں -

"اِس لئے اُس کے شاگردوں میں سے بہتوں نے سُن کر کہا کہ یہ کلام ناگوار ہے - اِسے کون سُن سکتا ہے؟ یسوعؔ نے اپنے جی میں جان کر کہ میرے شاگرد آپس میں اِس بات پر بُڑبُڑاتے ہیں اُن سے کہا کیا تم اِس بات سے ٹھوکر کھاتے ہو؟ اگر تم ابنِ آدم کو اُوپر جاتے دیکھو گے جہاں وہ پہلے تھا تو کیا ہو گا؟ زندہ کرنے والی تو رُوح ہے - جسم سے کچھ فائدہ نہیں - جو باتیں مَیں نے تم سے کہی ہیں وہ رُوح ہیں اور زندگی بھی ہیں - مگر تم میں سے بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لائے کیونکہ یسوعؔ شروع سے جانتا تھا کہ جو ایمان نہیں لاتے وہ کون ہیں اور کون مجھے پکڑوائے گا - پھر اُس نے کہا اِسی لئے مَیں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آسکتا جب تک باپ کی طرف سے اُسے یہ توفیق نہ دی جائے -

"اِس پر اُس کے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے اور

اِس کے بعد اُس کے ساتھ نہ رہے" (آیات ۵۹-۶۶)۔
اُس مجمع میں سے جو المسیح کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتا تھا بیشتر لوگ اڑتالیس[۴۸] گھنٹوں کے اندر اندر آپ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ جانے والوں میں کافی تعداد آپ کے دیرینہ معتقدوں کی بھی تھی۔

اُن کی یہ بے رُخی دیکھ کر آپ نے اپنے بارہ[۱۲] خاص حواریوں سے پوچھا۔

"کیا تم بھی چلا جانا چاہتے ہو؟"

آپ کے ایک حواری حضرت شمعون پطرس نے جواب دیا

" اَے خُداوند! ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔ اور ہم ایمان لائے اور جان گئے ہیں کہ خدا کا قدوس تو ہی ہے" (آیات ۶۷-۶۹)۔

انسان فانی چیزوں کے لیۓ اِس قدر سرگرداں ہیں کہ وہ سُن ہو کر خدا تعالےٰ کے عرفان سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور وہ اُس آسمانی جلال کو پہچان ہی نہیں سکتے جو خدا سے محبت رکھنے والوں کی میراث ہے۔

حضور یسوع مسیح نے عوامی لیڈروں سے مختلف اور نئے انداز میں اپنے پیرؤوں کی قیادت فرمائی۔ آپ نے خُدا تعالےٰ کو مقدّم جگہ دے کر وعدہ فرمایا کہ جو لوگ آپ پر ایمان لا کر آپ کی تعلیمات کی پیروی کریں گے اُن کی مادی احتیاجیں بھی رفع ہوتی رہیں گی۔

اکثر سیاستدان چند روزہ مادی اشیا کے احاطہ میں گھرے رہتے ہیں۔ وہ ووٹ حاصل کرنے کے لیۓ اِنہی چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں۔ لیکن اکثر اپنے وعدوں کو پُورا نہیں کر سکتے اور عوام کی پریشانیاں جُوں کی تُوں ہی رہ جاتی ہیں۔ شاہِ صدق و صفا حضور یسوع مسیح جھُوٹے وعدے نہیں فرماتے۔ آپ نے راہِ خدا کو سنگلاخ اور دشوار گذار بتا کر فرمایا:۔

" تنگ دروازہ سے داخل ہو کیونکہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اُس سے داخل ہونے والے بہت ہیں۔ کیونکہ وہ راستہ تنگ ہے اور وہ راستہ

سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اُس کے پانے والے تھوڑے ہیں" (انجیل شریف، متی ۷: ۱۳-۱۴)۔

صور اور صیدا

اب حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں کے ہمراہ بلحاظ یکسوئی شہزادہ انتپاس کی عملداری یعنی صوبۂ گلیل کو چھوڑ کر صور اور صیدا کے علاقے کی طرف تشریف لے گئے (متی ۱۵: ۲۱)۔ ملک کے کونے کونے میں آپ کے ہمدرد اور دوست موجود تھے اس لئے آپ مختلف مقامات پر اُن کے پاس قیام فرماتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ آپ صور اور صیدا کے نواح میں پہنچ کر جب آپ ایک گھر میں مدعو ہوئے تو آپ نے اہلِ خانہ سے درخواست کی کہ میری آمد کا کسی کو علم نہ ہونے پائے مگر یہ ناممکن ثابت ہوا۔ چنانچہ کلامِ مقدس میں ذکر آیا ہے کہ اس عرصہ کے دوران آپ نے کئی غیر یہودی بیماروں کو شفا بخشی جنہیں یہودی ناپاک سمجھتے تھے۔

اگلا واقعہ اُن نبوتی الفاظ کے پورے ہونے کا پیش خیمہ ہے کہ "اُس کے نام سے غیر قومیں اُمید رکھیں گی"[1]۔ اُنکی پوری تکمیل اُس وقت ہوئی جب آپ نے آسمان پر صعود فرمانے سے پیشتر اپنے حواریوں کو بلا امتیاز رنگ ونسل دنیا میں انجیلِ جلیل کی خوشخبری کی تبلیغ کرنے کا حکم فرمایا۔

سُور فینیکی عورت

اِس سِلسِلے میں کلامِ مقدس میں ایک غیر یہودی عورت کا ذکر آتا ہے جو کہ صور کے نزدیک حضور یسوع مسیح کی اس گوشہ نشینی میں مخل ہوئی۔ وہ سور فینیکی نژاد یونانی تھی (سور فینیکے اب لبنان کا حصہ ہے)۔ اُس کی بیٹی پر بدرُوح کا سایہ تھا۔ جب آپ اپنے حواریوں کے ساتھ جا رہے تھے تو وہ بھی آپ کے ہمراہ شفا کی درخواست کرتی جا رہی تھی۔ اور کہتی تھی

---

[1] متی ۱۲: ۲۱۔ یہ یسعیاہ نبی کے صحیفے کا اقتباس ہے۔

" اُے خداوند ابنِ داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بدرُوح میری بیٹی کو بُری طرح ستاتی ہے" (انجیل شریف، متی ۱۵ : ۲۲)۔

فی الحال تو حضور یسوع مسیح زیادہ تر اہلِ شریعت یہودیوں ہی تبلیغ کر کے ایک ایسی ابتدائی جماعت کو تشکیل دے رہے تھے جس کے باعث بعد میں انجیل جلیل کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پھیلنا تھا۔ اگر بنی یہود توبہ کر کے ایمان کے ساتھ خدا کی طرف رجوع کر لیتے تو وہ ساری دنیا کے لئے برکت کا باعث بنتے۔ اِس پر مزید زور دینے کی غرض سے آپ نے فرمایا کہ یہ بچوں کا حق ہے کہ پہلے انکی احتیاجیں رفع کی جائیں۔ اِس سے مراد یہ تھی کہ نجات کی نعمتوں میں شریک ہونے کا پہلا حق خدا کی اُمت ہی کا ہے۔ لیکن وہ عورت آپ کے قدموں میں گر گئی اور گڑگڑا کر یوں منت وسماجت کرنے لگی۔

" اُے خداوند میری مدد کر" (آیت ۲۵)۔

وہ صحیح معنوں میں متلاشی تھی۔ وہ پورے دل اور کامل ایمان کے ساتھ آپ سے ملتجی ہوئی کہ آپ ضرور اِس کے لئے کچھ کریں گے۔ حضور یسوع مسیح ایسے مخلص متلاشیوں کو کبھی مایوس نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ کو اُس کے حال پر ترس آیا آپ نے اُس کے ایمان کی اِن الفاظ میں تعریف کی "تیرا ایمان بہت بڑا ہے" (آیت ۲۸) اور اُسی لمحہ اُس کی بیٹی کو شفا مل گئی۔

اب رحمتِ عالمین اپنے میزبان سے اجازت لے کر آگے تشریف لے گئے۔ آپ جس علاقہ میں سفر کر رہے تھے وہاں زیادہ تر بُت پرست ہی آباد تھے، لیکن اُن میں چند اہلِ ایمان بھی تھے جن کے ہاں آپ رات کو قیام فرماتے تھے۔ اِن سفروں میں اپنے حواریوں کی تربیت کے لئے آپ کے پاس کافی وقت اور موقع تھا۔

آپ صیدا کے علاقہ میں سے ہوتے ہوئے پہلے مشرقی سمت کو گئے اور پھر جنوب کی طرف مڑ کر شہزادہ فلپس کی عملداری میں داخل ہو گئے اور آخر کار دکپلس یعنی "دس شہروں" کے علاقہ میں پہنچ گئے۔ وہ آسیب زدہ شخص جس میں سے آپ نے بدرُوحوں کا لشکر نکالا تھا، اس نے انہی شہروں سے گزر کر تمام علاقہ میں آپ کی شہرت پھیلا دی تھی۔ یہ لوگ سُن کر کہ آپ بہ نفسِ نفیس وہاں سے

گزر رہے ہیں تو آپ کے بیماروں اور لاچاروں کو آپ کے پاس لانے لگے۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک بہرے شخص کی شفایابی کے لئے بھی آپ سے درخواست کی۔ کلامِ مُقدّس میں یوں ارشاد ہے :-

" وہ اِس کو بھیڑ میں سے الگ لے گیا اور اپنی انگلیاں اُس کے کانوں میں ڈالیں اور تھوک کر اُس کی زبان چھوئی ۔ اور آسمان کی طرف نظر کر کے ایک آہ بھری اور اُس سے کہا اِفتح یعنی کھُل جا۔ اور اس کے کان کھُل گئے اور اس کی زبان کی گرہ کھُل گئی اور وہ صاف بولنے لگا۔ اور اس نے ان کو حکم دیا کہ کِسی سے نہ کہنا لیکن جتنا وہ اُن کو حکم دیتا رہا اتنا ہی زیادہ وہ چرچا کرتے رہے۔ اور انہوں نے نہایت ہی حیران ہو کر کہا جو کچھ اُس نے کیا سب اچھّا کیا۔ وہ بہروں کو سننے کی اور گونگوں کو بولنے کی طاقت دیتا ہے"

(انجیل شریف، مرقس ۷ : ۳۲ - ۳۷)۔

چنانچہ اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ آپ کی شفا بخش قدرت کو دیکھ کر اور بھی بہت سے معذور اور اپاہج آپ کے پاس آ پہنچے۔ انجیلِ جلیل میں اِسکے بارے میں یوں ارشاد ہے :-

" ایک بڑی بھیڑ لنگڑوں، اندھوں، گونگوں، ٹنڈوں اور بہت سے اور بیماروں کو اپنے ساتھ لے کر اُس کے پاس آئی اور اُن کو اُس کے پاؤں میں ڈال دیا۔ اور اُس نے اُنہیں اچھا کر دیا۔ چنانچہ جب لوگوں نے دیکھا کہ گونگے بولتے، ٹنڈے تندرست ہوتے اور لنگڑے چلتے پھرتے اور اندھے دیکھتے ہیں تو تعجب کیا اور اسرائیل کے خُدا کی تمجید کی" (انجیل شریف، متّی ۱۵ : ۳۰ - ۳۱)۔

چار ہزار مردوں کو کھانا کھلانا

ایک پہاڑی پر نان بقا حضور یسوع مسیح کے گرد تین دن سے ایک بڑی بھیڑ جمع تھی وہ آپ کے ارشاداتِ عالیہ سے لگاتار مستفیض ہو رہی تھی۔ اِس

سلسلے میں انجیلِ جلیل میں یُوں مرقوم ہے :-

"یسوع نے اپنے شاگردوں کو پاس بُلا کر کہا مجھے اِس بھیڑ پر ترس آتا ہے کیونکہ یہ لوگ تین دن سے برابر میرے ساتھ ہیں اور اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں اور میں ان کو بھوکا رخصت کرنا نہیں چاہتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ راہ میں تھک کر رہ جائیں شاگردوں نے اُس سے کہا بیابان میں ہم اِتنی روٹیاں کہاں سے لائیں کہ ایسی بڑی بھیڑ کو سیر کریں۔ یسوؔع نے اُن سے کہا تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں ؟ انہوں نے کہا سات اور تھوڑی سی چھوٹی مچھلیاں ہیں۔

اُس نے لوگوں کو حکم دیا کہ زمین پر بیٹھ جائیں۔ اور اُن سات روٹیوں اور مچھلیوں کو لے کر شکر کیا اور انہیں توڑ کر شاگردوں کو دیتا گیا اور شاگرد لوگوں کو۔ اور سب کھا کر سیر ہو گئے اور بچے ہوئے ٹکڑوں سے بھرے ہُوئے سات ٹوکرے اٹھائے۔ اور کھانے والے سوا عورتوں اور بچّوں کے چار ہزار مرد تھے۔ پھر وہ بھیڑ کو رخصت کر کے کشتی میں سوار ہوا اور مگدن کی سرحدوں میں آ گیا" (انجیل شریف، متّی ۱۵ : ۳۲ - ۳۹)۔

ایک دوسرا واقعہ تھا جب حضور یسوؔع مسیح کو بھیڑ پر ترس آیا اور آپ نے انہیں معجزانہ طور پر روٹی سے سیر کیا۔ یہ گروہ اُن پانچ ہزار آدمیوں سے جنہیں آپ نے کفرنحوم کے قریب روٹی کھلائی تھی قطعی مختلف تھا۔ اِن میں سے زیادہ تر دکپلس یعنی "دس شہروں" کے باشندے تھے جن کا طرزِ زندگی بت پرستوں جیسا تھا۔ جب آپ گلیل کی جھیل کے مغرب کی طرف مگدن (دلمنوتہ) کو تشریف لے گئے تو بھیڑ تو آپ کے پیچھے نہ گئی لیکن جھیل کے پار فریسی آ کر آپ سے بحث کرنے لگے۔ اِس بات کی تصدیق میں کہ آپ مسیحِ موعود ہیں اُنہوں نے آپ سے کوئی معجزہ طلب کیا۔

اُس زمانہ میں فریسی بیماروں اور غریبوں کی مدد کرنے کی بجائے مذہبی بحث

وتمحیص میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ مقامِ افسوس ہے کہ فی زمانہ بھی متعدد اشخاص دکھیوں اور غریبوں کی مدد کی بجائے مذہبی بحث وتکرار میں لگے رہتے ہیں۔ حضور المسیح کی بیماروں اور ضرورت مندوں کے لئے گہری محبّت کوئی کم نشان تھا! آپ بیشمار لوگوں کی مدد اور حاجت روائی کر رہے تھے جبکہ فریسی اپنے لمبے لمبے چوغوں میں ملبوس آپ کو گھیر کر بحث ومباحثہ کر کے آپ کے کام میں رکاوٹ ڈال رہے تھے۔ وہ کسی کی تکلیف کو دُور کرنے کے لئے انگلی تک ہلانے کو تیار نہ تھے فریسیوں کا یہ دلآزار رویّہ دیکھ کر آپ نے آہ بھر کر فرمایا :۔

"اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان طلب کرتے ہیں؟ ... اور وہ اُن کو چھوڑ کر پھر کشتی میں بیٹھا اور پار چلا گیا۔"

آپ بیت صیدا کی طرف روانہ ہُوئے۔

"اور وہ (حواریّن) روٹی لینا بھُول گئے تھے اور کشتی میں اُن کے پاس ایک سے زیادہ روٹی نہ تھی۔ اور اُس نے اُن کو یہ حکم دیا کہ خبردار، فریسیوں کے خمیر اور ہیرودیس کے خمیر سے ہوشیار رہنا۔ وہ آپس میں چرچا کرنے اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس روٹی نہیں" (انجیل شریف، مرقس ۸: ۱۲ - ۱۶)۔

حواریوں کے ذہن میں روٹی کے خمیر کا نقشہ جما ہُوا تھا۔ لیکن فریسیوں اور ہیرودیس کے "خمیر" سے مراد، اُن کا حضور یسوع مسیح پر بطور نجات دہندہ ایمان نہ لانا ہے۔ جو نشانات اور معجزات آپ نے دکھائے وہ حق کے متلاشیوں کے لئے تو کافی تھے، لیکن دلوں کی سختی کے باعث عوام کی رُوحانی بصارت جاتی رہی تھی۔ یہاں تک کہ خطرہ تھا کہیں آپ کے حواری بھی شک وشبہ میں پڑ جائیں۔ چنانچہ آپ نے خمیر کے مطلب کی یوں وضاحت فرمائی :۔

"تم کیوں چرچا کرتے ہو کہ ہمارے پاس روٹی نہیں؟ کیا اب تک نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے؟ کیا تمہارا دل سخت ہو گیا ہے؟ آنکھیں ہیں اور تم دیکھتے نہیں؟ کان ہیں اور سنتے نہیں؟ اور کیا تم کو یاد نہیں؟ جس وقت مَیں نے وہ پانچ روٹیاں پانچ ہزار کے لئے

توڑیں تو تم نے کتنی ٹوکریاں ٹکڑوں سے بھری ہُوئی اُٹھائیں ؟ اُنہوں نے اس سے کہا بارہ - اور جس وقت سات روٹیاں چار ہزار کے لئے توڑیں تو تم نے کتنے ٹوکرے ٹکڑوں سے بھرے ہُوئے اُٹھائے ؟ انہوں نے اُس سے کہا سات ۔ اُس نے اُن سے کہا کیا تم اب تک نہیں سمجھتے ؟" (آیات ۱۷-۲۱) -

بینائی کی بحالی

جب شافیِ عالم حضور یسوع مسیح بیت صیدا پہنچے تو چند آدمی آپ کے پاس ایک اندھے کو لاکر درخواست کرنے لگے کہ آپ اُسے بصارتِ چشم عطا فرمائیں ۔ آپ اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گاؤں سے باہر لے گئے۔ پھر اپنی تھوک میں مٹی گیلی کر کے اُس کی آنکھوں پر لگائی اور ہاتھ اُس پر رکھ کر پُوچھا "کیا تو کچھ دیکھتا ہے" ؟ اُس آدمی نے نظر اُٹھا کر کہا "میں آدمیوں کو دیکھتا ہوں کیونکہ وہ مجھے چلتے ہوئے ایسے دکھائی دیتے ہیں جیسے درخت "

آپ نے ایک مرتبہ پھر اُس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھے اور اُس کی بصارت بحال ہو گئی یہاں تک کہ سب چیزیں صاف نظر آنے لگیں ۔ آپ نے رخصت کرتے وقت اُسے تاکید کی کہ

"اِس گاؤں کے اندر قدم بھی نہ رکھنا" (انجیل شریف، مرقس ۸ : ۲۲ - ۲۶) -

حضور یسوع مسیح اپنے حواریوں سمیت شمال میں قیصریہ فلپی کے قصبے کی طرف آگے بڑھے - یہ علاقہ بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہاں سے ہی حضور یسوع مسیح نے اپنی زمینی زندگی کے آخری چھ ماہ کی تدریس کا آغاز کیا تھا - ان آخری چھ ماہ کے حالات کا بیان انجیلِ جلیل میں تفصیل سے ہوا ہے - لہٰذا اس کا مطالعہ نسبتاً زیادہ گہرائی سے کرنا چاہیئے - درحقیقت انجیلِ جلیل کا تمام تر زور انہی چھ مہینوں کے فرمودات پر ہے ۔

قیصریہ فلپّی میں حواریوں سے سوال

قیصریہ فلپّی کے قصبے کی طرف تشریف لے جاتے ہوئے حضور المسیح نے اپنے حواریوں سے یہ سوال کیا۔

"لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ اُس نے اُن سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں اُس سے کہا تو مسیح ہے۔ پھر اُس نے اُن کو تاکید کی کہ میری بابت کسی سے یہ نہ کہنا" (انجیل شریف، مرقس ۸: ۲۷-۳۰)۔

یوں حضرت پطرس نے تمام حواریوں کے نمائندہ بن کر آپ کے بارے میں اپنی گہری قائلیت کا اظہار کیا۔ حوارئین قریباً ڈھائی سال سے آپ کے ساتھ ساتھ رہے تھے۔ اس اثنا میں غریبوں، دکھیوں، اور حاجتمندوں کے لئے سیرتِ پاک سے پھوٹتی ہوئی محبت کا مشاہدہ کر کر کے وہ اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ بلاشبہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ اِس سے پیشتر بھی اِس حقیقت کی چمک اُن پر اور دوسروں پر گاہے گاہے پڑتی رہتی تھی۔ وہ حضرت یوحنا اصطباغی (یحییٰ نبی) کی زبانی بھی سُن چکے تھے کہ "آنے والے" آپ ہی ہیں۔ لیکن حتمی نتیجہ پر وہ اب ہی پہنچے تھے کہ اِس سوال کا جواب بڑے اعتماد اور یقین کے ساتھ دے سکیں۔ تاہم اپنے اِس اقرار کا پورا مطلب سمجھنے سے وہ ابھی تک قاصر رہے تھے۔ ابھی انہیں اور بہت کچھ سیکھنا باقی تھا۔

اب حضور یسوع مسیح نے بڑے صبر کے ساتھ اپنے بارہ حواریوں کو بتایا کہ المسیح سے کیا مراد ہے۔ کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہے۔

"پھر وہ اُن کو تعلیم دینے لگا کہ ضرور ہے کہ ابنِ آدم بہت دُکھ اُٹھائے اور بزرگ اور سردار کاہن اور فقیہہ اُسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے۔ اور تین دن کے بعد جی اُٹھے اور اس نے یہ بات صاف صاف کہی۔

"پطرس اُسے الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا۔ مگر اُس

نے مڑ کر اپنے شاگردوں پر نگاہ کر کے پطرس کو ملامت کی اور کہا اے شیطان، میرے سامنے سے دُور ہو کیونکر تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے" (انجیل شریف، مرقس ۸: ۳۱-۳۳)۔

حضرت پطرس اور اُن کے ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ حضور یسوع مسیح جیسے پاک باطن اور معصوم نبی کا قتل کیا جانا بڑی ذلت کی بات ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ زمانہ سابق میں بھی خدا تعالیٰ کے کئی نبی اسی لئے قتل ہوئے کہ وہ دنیاداروں سے سمجھوتہ کرنے سے انکار کر کے بڑی دلیری سے پیامِ الٰہی عوام کے سامنے پیش کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ نبی کا بھی تھوڑا ہی عرصہ پہلے اسی بنا پر سر قلم کر دیا گیا تھا۔ اور جب کہ فی زمانہ لفظ "شہید" کی بڑی قدر و منزلت ہے تو المسیح کا خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا کیوں بے عزتی کا باعث سمجھا جاتا ہے؟

حضور یسوع مسیح کے مصلوب ہونے کے بھید کی وضاحت زیرِ نظر کتاب کے آخر میں کی جائے گی۔ فی الحال یہی بتانا مطلوب ہے کہ آپ نے زیرِ مطالعہ آیت میں مُردوں میں سے جی اُٹھ کر موت پر فتح حاصل کرنے کے سلسلے ہی میں اپنے وصالِ پاک کا ذکر فرمایا۔ تاوقتیکہ یہ سچ مچ وقوع میں نہ آیا، حواریین اِس راز کو سمجھنے سے بالکل قاصر رہے۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ صرف اسی فکر میں رہے کہ کسی طرح سے وہ اپنے استاد کو یوحنا اصطباغی کی سی شہادت سے بچائیں۔

حضور یسوع مسیح کو اُن کی اِس خیالِ خام کی اصلاح کرنی پڑی کہ خدا تعالیٰ کے خادم کے لئے موت بے عزتی کا باعث ہے۔ حضرت پطرس کے اقرار اور آپ کو خطرہ کا سامنا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کے بعد آپ نے اپنے حواریوں اور ہجوم کو پاس بلا کر فرمایا:۔

> " اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے وہ اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میری اور انجیل کی خاطر اپنی جان کھوئے گا وہ اُسے بچائے گا۔ اور آدمی اگر ساری دنیا کو

حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟
اور آدمی اپنی جان کے بدلے کیا دے؟ کیونکہ جو کوئی اِس زناکار اور
خطاکار قوم میں مجھ سے اور میری باتوں سے شرمائے گا ابنِ آدم بھی
جب اپنے باپ کے جلال میں پاک فرشتوں کے ساتھ آئیگا تو اُس
سے شرمائے گا" (انجیل شریف، مرقس ۸ : ۳۴-۳۸)۔

اِس بیان میں حضور یسوع مسیح یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ باری تعالےٰ کے مخلص متلاشی اور پرستار کو حق پسندی کی کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ ممکن ہے کہ اُسے یہ قیمت خاندان، رشتہ داروں اور دوستوں کے مقاطع کی صورت میں ادا کرنی پڑے یا ملازمت سے ہاتھ دھو کر سماجی اور اقتصادی مشکلات کا سامنا کرنے میں۔ یہی قیمت آپ کی تعلیمات کی پیروی کرنے والے ہزاروں اشخاص کو متعدد ممالک میں آج بھی ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ آپ کے ارشادِ مبارک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی فی زمانہ اُنکا پیروکار ہونے سے شرمائے تو شفیعِ محشر حضور یسوع مسیح بھی روزِ آخرت میں اُس کی شفاعت سے انکار فرمائیں گے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ایلیاہ (الیاس) سے ملاقات

حضور یسوع مسیح اب اپنے حواریوں کو نادیدنی جہان کی حقیقت اور وسعت سے روشناس کرانے کے لئے حضرت پطرس، یوحنا اور یعقوب کو ہمراہ لے کر ایک پہاڑ (غالباً کوہ حرمون) کی چوٹی پر تشریف لے جاتے ہیں۔

کلامِ مقدس میں ارشاد ہے کہ

"چھ دن کے بعد یسوع نے پطرس اور یعقوب اور یوحنا کو ہمراہ
لیا اور ان کو الگ ایک اُونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گیا اور اُن کے
سامنے اُس کی صورت بدل گئی۔ اور اس کی پوشاک ایسی نورانی اور
نہایت سفید ہو گئی کہ دنیا میں کوئی دھوبی ویسی سفید نہیں کر سکتا"
(انجیل شریف، مرقس ۹ : ۲-۳)۔

"اور دیکھو دو شخص یعنی موسیٰ اور ایلیاہ اُس سے باتیں کر رہے تھے۔

پر جلال میں دکھائی دیئے اور اُس کے انتقال کا ذکر کرتے تھے جو یروشلیم میں واقع ہونے کو تھا" (انجیل شریف، لوقا ۹: ۳۰-۳۱)۔

یہ دنیا کی تاریخ میں اُن معدودے چند واقعات میں سے ایک ہے جبکہ انبیاء اپنی موت کے بعد پھر اِس کرۂ ارض پر تشریف لائے۔ حضرت موسیٰ نہایت معروف نبی ہیں۔ اُن کی معرفت خدا تعالےٰ نے اپنی اُمت کو شریعت (توریت شریف) دی تھی۔ حضرت ایلیاہ (الیاس) نے موت کا مزہ نہ چکھا بلکہ اُنہیں زندہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا۔ اِن دونوں واقعات کا کتابِ مُقدّس میں ذکر آیا ہے (دیکھئے بائبل شریف، خروج اور ۲-سلاطین ابواب ۱ و ۲)۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ایلیاہ کافی عرصہ پہلے دنیائے فانی سے عالمِ بالا پر رحلت فرما گئے تھے۔ اور مسیحِ موعود کے بارے میں حق تعالےٰ کی تجویز کے متعلق علم رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ حضور یسوعؔ مسیح کی حوصلہ افزائی کرتے تھے تاکہ آپ یہودی راہنماؤں اور رومی حکومت کی مخالفت کا مقابلہ کر سکیں۔

جب آپ حضرت موسیٰ اور حضرت ایلیاہ کے ساتھ معروفِ تکلّم تھے تو حواریئن پطرسؔ، یعقوب اور یوحنا اِس جلالی منظر کا بڑے خوف اور حیرانی سے مشاہدہ کر رہے تھے۔ اِس سے پیشتر انہوں نے نادیدنی جہان کا نظارہ اتنے قریب سے کبھی نہیں کیا تھا۔

چنانچہ حضرت پطرسؔ بے ساختہ بول اُٹھے۔

" ربّی! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ پس ہم تین ڈیرے بنائیں۔ ایک تیرے لئے۔ ایک موسیٰ کے لئے۔ ایک ایلیاہ کے لئے۔ کیونکہ وہ جانتا نہ تھا کہ کیا جواب دے، اِس لئے کہ وہ بہت ڈر گئے تھے۔ پھر ایک بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اِس کی سنو" (انجیل شریف، مرقس ۹: ۵-۷)۔

" شاگرد یہ سن کر مُنہ کے بل گرے اور بہت ہی ڈر گئے۔ یسوعؔ نے پاس آ کر انہیں چھوا اور کہا اُٹھو، ڈرو مت۔ جب اُنہوں نے اپنی آنکھیں اُٹھائیں تو ایک یسوعؔ کے سوا اور کسی کو نہ دیکھا"

ا؎ صفحہ نمبر ۲۹۴ پر نوٹ نمبر ۷ دیکھئے

(انجیل شریف، متّی ۱۷ : ۶-۸)۔

"جب وہ پہاڑ سے اُترتے تھے تو اُس نے اُن کو حکم دیا کہ جب تک ابنِ آدم مُردوں میں سے جی نہ اُٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا۔ انہوں نے اس کلام کو یاد رکھا اور وہ آپس میں بحث کرتے تھے کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے کیا معنی ہیں؟" (انجیل شریف، مرقس ۹ : ۹-۱۱)۔

جب آپ اُس آسمانی تجربہ کے بعد پہاڑ پر سے اُتر کر اُن باقی نو حواریوں کے پاس پہنچے، جنہیں آپ پہاڑ کے دامن میں چھوڑ گئے تھے تو آپ کا ایک مرگی کے مریض سے سابقہ پڑا۔

مرگی کا مریض

جب وہ بھیڑ کے پاس پہنچے تو ایک آدمی اُس کے پاس آیا اور اُس کے آگے گھٹنے ٹیک کر کہنے لگا۔ اَے خداوند، میرے بیٹے پر رحم کر کیونکہ اُس کو مرگی آتی ہے اور وہ بہت دُکھ اُٹھاتا ہے۔ اِس لئے کہ اکثر آگ میں گر پڑتا ہے اور اکثر پانی میں بھی۔ اور مَیں اُس کو تیرے شاگردوں کے پاس لایا تھا مگر وہ اُسے اچھا نہ کرسکے۔ یسوؔع نے جواب میں کہا اَے بے اعتقاد اور کجرو نسل مَیں کب تک تمہارے ساتھ رہونگا؟ کب تک تمہاری برداشت کرونگا؟ اُسے یہاں میرے پاس لاؤ۔ یسوؔع نے اُسے جھڑکا اور بدرُوح اُس سے نکل گئی۔ اور وہ لڑکا اُسی گھڑی اچھا ہو گیا۔ تب شاگردوں نے یسوؔع کے پاس آکر خلوت میں کہا ہم اُس کو کیوں نہ نکال سکے؟ اُس نے اُن سے کہا اپنے ایمان کی کمی کے سبب سے کیونکہ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اِس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔" (انجیل شریف، متّی ۱۷ : ۱۴-۲۰)۔

اِس واقعہ کے بعد

"پھر وہاں سے روانہ ہُوئے اور گلیل سے ہو کر گذرے اور وہ نہ چاہتا تھا کہ کوئی جانے۔ اِس لئے کہ وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا اور ان سے کہتا تھا کہ ابن آدم آدمیوں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اُسے قتل کریں گے اور وہ قتل ہونے کے تین دن بعد جی اُٹھے گا۔ لیکن وہ اِس بات کو سمجھتے نہ تھے اور اُس سے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے" (انجیل شریف، مرقس ۹: ۳۰-۳۲)۔

حضور یسوع مسیح بار بار حواریوں کو اپنی قریب الوقوع موت سے آگاہ فرماتے رہے۔ لیکن ان کے دل و دماغ پر بچپن کی تعلیم اور وہ خیالات حاوی تھے جن کا چرچا گلی کوچوں میں ہو رہا تھا۔ وہ اس بات کو ناممکن تصور کرتے تھے کہ آپ جیسے خدا رسیدہ نبی کو قتل کر دیا جائے۔ وہ آپ کے "تین دن کے بعد مردوں میں سے جی اُٹھنے" کے بھید کو بھی سمجھنے سے قاصر رہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ فی زمانہ بھی بہت سے حضرات کا تعصب سچائی کی تحقیق و تفتیش میں مخل ہوتا ہے۔ وہ تاریخی حقائق کی نظر غائر سے چھان بین کرنے کی بجائے لکیر کے فقیر بن کر طوطوں کی طرح دوسروں کی باتوں کو دہراتے رہتے ہیں۔

حواریوں میں "بڑا ہونے" کی بابت بحث

اب حضور یسوع مسیح حواریین سمیت جنوب میں کفرنحوم کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ جو راستہ آپ نے اختیار فرمایا وہ عام طور پر گدھوں اور خچروں کے استعمال میں بھی آتا تھا۔ آپ اپنے حواریوں سے چند گز آگے چلتے ہوئے اِس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ پیچھے اُن میں دھیمی دھیمی آواز میں کس بات پر بحث ہو رہی ہے۔ چنانچہ انجیل شریف میں اس کے متعلق یوں ارشاد ہے:-

"پھر وہ کفرنحوم میں آئے اور جب وہ گھر میں تھا تو اُس نے اُن سے پوچھا کہ تم راہ میں کیا بحث کرتے تھے؟ وہ چپ رہے کیونکہ انہوں نے راہ میں ایک دوسرے سے یہ بحث کی تھی کہ بڑا کون ہے؟ پھر اُس نے بیٹھ کر اُن بارہ کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ اگر کوئی اوّل ہونا چاہے

تو وہ سب میں پچھلا اور سب کا خادم بنے" (انجیل شریف، مرقس ۹: ۳۳-
۳۵)-

بچوں کے بارے میں ارشاد

پھر آپ نے ایک بچے کو اُن کے درمیان کھڑا کر کے ارشاد فرمایا:-
"جو کوئی میرے نام پر ایسے بچوں میں سے ایک کو قبول کرتا ہے
وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ
اُسے جس نے مجھے بھیجا ہے، قبول کرتا ہے" (انجیل شریف، مرقس
۹: ۳۷)-

حضور یسوع مسیح کے سچے پیروکاروں کی خصوصیت قیادت پسندی کی بجائے
حلیمی ہوگی۔ دل کی حلیمی اور فروتنی جیسی روحانی نعمتوں کو حاصل کرنا، نہایت مشکل ہے۔
بعض اشخاص گفتار میں بڑی انکساری کا مظاہرہ تو کرتے ہیں مگر یہ محض دکھاوے کی ہوتی
ہے۔ مثلاً کوئی کہتا ہے "اگر آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں تو عین نوازش ہوگی" لیکن
بجائے غریب خانے کے وہ ایک عالی شان مکان میں رہتا ہے۔ اسی طرح دوسرا کہتا ہے
"حضور، میں تو آپ کا خادم ہوں" لیکن خدمت کرنا کبھی نام تک نہیں لیا۔ اور تیسرا کہتا ہے
"میں تو آپ کی خاکِ پا ہوں" لیکن دل اُس کا تو غرور کی وجہ سے عرش پر ہے۔ حضور یسوع
مسیح اپنے حواریین کے خلوصِ خدمت کو پرکھنا چاہتے تھے اس لئے آپ نے چھوٹے بچوں
کی نگرانی کے ادنیٰ سے کام کو اُن کے سپرد کیا ہے۔ چھوٹے بچوں کی دلجمعی سے خبرگیری
کرنے کے لئے تیار ہونا گویا خدا تعالےٰ کی خدمت کرنا ہے۔

حضور مسیح کے ایک ماں جائے بھائی (اخیافی) حضرت یعقوب نے آپ پر ایمان لانے
کے بعد آپ کے پیروکاروں کے نام ایک خط میں یوں تحریر فرمایا۔
"ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری
یہ ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی مصیبت کے وقت اُن کی خبر لیں" (انجیل
شریف، یعقوب ۱: ۲۷)-

المسیح کے سچے پیروکار آپ کی اس ہدایت پر عمل کرنے کے لئے ازبس

کوشاں رہے ہیں۔ انہوں نے جا بجا یتیم خانے اور درسگاہیں قائم کیں جہاں وہ خدائے واحد پر ایمان، اچھے اخلاق اور نیک چال چلن کی تدریس پر زور دیتے رہے ہیں۔ ہمارے بیشتر قارئین کرام بھی اِن درسگاہوں سے فیض یاب ہو چکے ہونگے۔

رحمت عالمین حضور یسوع مسیح نے اپنے حواریوں کو بچے کی فروتنی کا ایک اور پہلو بھی بتایا۔ آپ نے ایک بچے کو اُن کے درمیان کھڑا کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم نہ پھرو اور بچوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔ پس جو کوئی اپنے آپ کو اِس بچے کی مانند چھوٹا بنائے گا، وہی آسمان کی بادشاہی میں بڑا ہوگا" (انجیل شریف، متی ۱۸ : ۳ - ۴)۔

بچے کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے والدین پر پُورا بھروسہ رکھتا ہے۔ خاص طور پر اُس وقت جب والدین شفیق اور نیک ہوں۔ بعد ازاں سنِ بلوغت میں جو تباہ کن من مانی اور خود پسندی پیدا ہوتی ہے۔ وہ ابلیس کی خصلت ہے۔ لیکن آنخضور یہاں جس فروتنی کے بارے میں بیان فرما رہے ہیں وہ اِس کے قطعی برعکس ہے۔ جہاں تک خدا تعالےٰ کی آسمانی بادشاہی میں داخل ہونے کا تعلق ہے وہاں دل کی فروتنی اور اس پر توکل بنیادی شرائط ہیں۔

حضور یسوع مسیح مزید متنبہ فرماتے ہیں کہ

"خبردار اِن چھوٹوں میں سے کسی کو ناچیز نہ جاننا کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ آسمان پر اُن کے فرشتے میرے آسمانی باپ کا مُنہ ہر وقت دیکھتے ہیں" (انجیل شریف، متی ۱۸ : ۱۰)۔

"لیکن جو کوئی اِن چھوٹوں میں سے جو مجھ پر ایمان لائے ہیں کسی کو ٹھوکر کھلاتا ہے اُس کے لئے یہ بہتر ہے کہ بڑی چکی کا پاٹ اُسکے گلے میں لٹکایا جائے اور وہ گہرے سمندر میں ڈبو دیا جائے" (آیت ۶)۔

اِسی قسم کا ایک اور واقعہ انجیل جلیل میں یوں مندرج ہے:۔

"اُس وقت لوگ بچوں کو اُس کے پاس لائے تاکہ وہ اُن پر ہاتھ

رکھے اور دُعا دے۔ مگر شاگردوں نے اُنہیں جھڑکا۔ لیکن یسوؔع نے کہا بچّوں کو میرے پاس آنے دو اور اُنہیں منع نہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی ایسوں ہی کی ہے۔ اور وہ اُن پر ہاتھ رکھ کر (انہیں برکت بخشی) وہاں سے چلا گیا" (انجیل شریف، متی ۱۹: ۱۳-۱۵)۔

خُدا تعالےٰ کے دل میں بچّوں کے لئے خاص محبت اور فکرمندی ہے۔ کلمتہ اللہ نے اِس موضوع کو جو کہ حواریوں کی اِس تکرار کے باعث شروع ہُوا تھا کہ ان میں بڑا کون ہے' ان الفاظ سے ختم فرمایا:۔

" اِسی طرح تمہارا آسمانی باپ[1] یہ نہیں چاہتا کہ اِن چھوٹوں میں سے ایک بھی ہلاک ہو" (انجیل شریف، متی ۱۸: ۱۴)۔

حضور یسوؔع مسیح کا حامی اور مُخالف

کفرنحوؔم کے سفر کے دوران ایک اور واقعہ بحث کا باعث بن گیا۔ انجیل جلیل میں اِس کا ذکر یوں ہوا ہے:۔

" یوحنّا نے اُس سے کہا اَے اُستاد، ہم نے ایک شخص کو تیرے نام سے بدرُوحوں کو نکالتے دیکھا اور ہم اُسے منع کرنے لگے کیونکہ وہ ہماری پیروی نہیں کرتا تھا۔ لیکن یسوؔع نے کہا اُسے منع نہ کرنا کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو میرے نام سے معجزہ دکھائے اور مجھے جلد بُرا کہہ سکے۔ کیونکہ جو ہمارے خلاف نہیں وہ ہماری طرف ہے۔ اور جو کوئی ایک پیالہ پانی تم کو اِس لئے پلائے کہ تم مسیح کے ہو، مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وُہ اپنا اجر ہرگز نہ کھوئے گا" (انجیل شریف، مرقس ۹: ۳۸-۴۱)۔

محسنِ انسانیت حضور یسوؔع مسیح نے ارشاد فرمایا کہ گو بعض لوگ علانیہ آپ کے پیرو کاروں میں شامل تو نہیں ہوتے لیکن اپنے کردار کے سبب سے وہ درحقیقت آپ کی طرف ہیں۔ آپ نے ایسے مخلص لوگوں کی مخالفت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اِس

---

[1] صفحہ نمبر ۲۹۲ پر نوٹ نمبر ۳ ملاحظہ فرمایئے۔

قسم کا رویہ سادہ لوح مومنین کے ایمان میں اُلجھن ڈال کر اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔

آسمانی بادشاہی میں شریک ہونے کیلئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے

چونکہ خدا کی بادشاہی میں شریک ہونا انسان کا اہم ترین قدم ہے۔ اِس لیے کسی قیمت پر بھی اُس سے غافل رہنا نہیں چاہیئے۔ اور نہ کسی کو یہ اہم قدم اٹھانے سے روکنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا :-

"اگر تیرا ہاتھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے کاٹ ڈال۔ ٹنڈا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اِس سے بہتر ہے کہ دو ہاتھ ہوتے ہُوئے جہنّم کے بیچ اُس آگ میں جائے جو کبھی بجھنے کی نہیں۔ [جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی]۔ اور اگر تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے کاٹ ڈال۔ لنگڑا ہو کر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اِس سے بہتر ہے کہ دو پاؤں ہوتے جہنّم میں ڈالا جائے [جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی]۔ اور اگر تیری آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال ڈال۔ کانا ہو کر خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا تیرے لئے اِس سے بہتر ہے کہ دو آنکھیں ہوتے جہنم میں ڈالا جائے۔ جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا۔ اور آگ نہیں بجھتی" (انجیل شریف، مرقس ۹ : ۴۳ - ۴۸)۔

یروشلیم میں خفیہ داخلہ

حضور یسوع مسیح گلیل میں حسبِ معمول پھر پھر کر اشاعت تبلیغ و تدریس فرماتے اور شفا دیتے رہے۔ لیکن اِس کے برعکس ملک کے جنوبی علاقے یہودیہ میں آپ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا تھا۔ موسمِ خزاں کی فصل تقریباً کٹ چکی تھی اور بیت المقدس میں شکر گزاری کی ہفت روزہ "عیدِ خیام" منانے کی تیاریاں بڑی دھوم دھام سے ہو رہی تھیں۔ چنانچہ آنحضور کے اخیافی بھائیوں نے آپ کو اِس عید میں شرکت کرنے کو کہا۔

"یہاں سے روانہ ہو کر یہودیہ کو چلا جا تاکہ جو کام تو کرتا ہے اُنہیں تیرے شاگرد بھی دیکھیں۔ کیونکہ ایسا کوئی نہیں جو مشہور ہونا چاہے اور چھپ کر کام کرے۔ اگر تو یہ کام کرتا ہے تو اپنے آپ کو دنیا پر ظاہر کر" (انجیل شریف، یوحنا ۷ : ۳-۴)۔

بعد ازاں آپ کے ایک بھائی حضرت یعقوب آپ پر ایمان لے آئے لیکن فی الحال وہ بھی دیگر بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ پر طعنہ زنی کر کے کہنے لگے کہ جائیں اور عید میں زائرین کے سامنے اپنے آپکو ظاہر کریں۔

آپ نے اِس طعن و تشنیع کو بڑے تحمل سے برداشت کرتے ہُوئے ارشاد فرمایا۔

"میرا تو ابھی وقت نہیں آیا مگر تمہارے لئے سب وقت ہیں۔ دنیا تم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ میں اُس پر گواہی دیتا ہوں کہ اُس کے کام بُرے ہیں۔ تم عید میں جاؤ۔ میں ابھی اِس عید میں نہیں جاتا کیونکہ ابھی تک میرا وقت پُورا نہیں ہُوا۔ یہ باتیں اُن سے کہہ کر وہ گلیل ہی میں رہا" (انجیل شریف، یوحنا ۷ : ۶-۹)۔

چند دنوں بعد آپ خدا تعالےٰ سے آگاہی پا کر عید میں شامل ہونے کے لئے یرُوشلیم پہنچے۔ چنانچہ انجیل شریف میں ارشاد ہُوا ہے کہ

"جب اُس کے بھائی عید میں چلے گئے اُس وقت وہ بھی گیا۔ ظاہرا نہیں بلکہ گویا پوشیدہ" (آیت ۱۰)۔

آپ کے اِس سفر کے بارے میں تفصیل سے نہیں بتایا گیا کہ آپ وہاں کیسے پہنچے۔ بس اتنا ہی معلوم ہے کہ آپ خاموشی سے یرُوشلیم میں داخل ہوئے۔ رات آپ غالباً شہر کے قریب ہی اپنے دوستوں کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ دریں اثنا یرُوشلیم میں آپکی غیر حاضری پر عوام کے درمیان چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔

"بعض کہتے تھے 'وہ نیک ہے'، اور بعض کہتے تھے 'نہیں بلکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے'۔ تو بھی یہودیوں کے ڈر سے کوئی شخص اُس کی بابت صاف صاف نہ کہتا تھا" (آیات ۱۲-۱۳)۔

یہاں پر لفظ "یہودی" قوم کے راہنماؤں کے لئے استعمال ہُوا ہے۔ چنانچہ جب

آپ عید میں نظر نہ آئے تو وہ آپ کو ڈھونڈنے لگے (آیت ۱۱)۔

یہ عید ۱۵ تا ۲۲ اِتھانیم یعنی ماہِ اکتوبر میں منائی جاتی تھی اور اِس سے چند ہی دِن پہلے کفارہ کا پاک دِن ہوتا تھا۔

"اور جب آدھے دِن گذر گئے تو یسوعؔ ہیکل میں جاکر تعلیم دینے لگا" (آیت ۱۴)۔

ایک طرف تو یہودی راہنما آپ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن دوسری طرف وہ عوام سے بھی ڈرتے تھے کہ اگر بلوہ ہوگیا تو رومی سپاہ کو مداخلت کا موقع ملے گا، اور ہم بدنام ہونے سے نہیں بچیں گے۔

عوام اِس امر سے بھی حیران تھے کہ آپ کو "بغیر پڑھے کیونکر علم آگیا" (آیت ۱۵)۔

کیونکہ اُن میں سے بہت سے ایسے تھے جنہیں پہلی مرتبہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اُنہوں نے آپ کے بارے میں صرف وُہی باتیں سن رکھی تھیں جو آپ کے مخالفین بیان کیا کرتے تھے۔ اِس اثنا میں دینی راہنماؤں اور آپ کے درمیان مباحثہ شروع ہوگیا جس میں عوام بھی حصّہ لے رہے تھے۔

ہادیٔ برحق حضور یسوعؔ مسیح نے اُن کی یہ بات سُن کر کہ اُسے بغیر پڑھے کیونکر علم آگیا، یوں جواب ارشاد فرمایا:۔

"میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے۔ اگر کوئی اُس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اِس تعلیم کی بابت جان جائے گا کہ خدا کی طرف سے ہے یا مَیں اپنی طرف سے کہتا ہوں۔ جو اپنی طرف سے کچھ کہتا ہے وہ اپنی عزت چاہتا ہے لیکن جو اپنے بھیجنے والے کی عزت چاہتا ہے وہ سچّا ہے اور اُس میں ناراستی نہیں" (انجیل شریف، یوحنا ۷: ۱۶-۱۸)۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ نے اِس سے پہلے یروشلیم میں ایک فالج زدہ آدمی کو سبتؔ[1] کے دِن تندرست کیا تھا تو انہوں نے آپ پر شریعت موسوی سے انحراف

---

[1] صفحہ نمبر ۶۵ پر نوٹ ملاحظہ فرمایئے۔

کا الزام لگایا تھا۔ اُس وقت اُنہوں نے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس موقع پر آپ نے اُنہیں تاکیداً فرمایا کہ وہ بیمار کی شفایابی کو رحمتِ الٰہی کا اظہار جان کر تسلیم کریں خواہ یہ سبت کے دن ہی کیوں نہ ہو۔

آپ کے اِس ارشاد کو سُن کر وہ برہم ہو کر کہنے لگے :-

"بعض یروشلیمی کہنے لگے کیا یہ وہی نہیں جس کے قتل کی کوشش ہو رہی ہے ؟ لیکن دیکھو یہ صاف صاف کہتا ہے اور وہ اِس سے کچھ نہیں کہتے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ سرداروں نے سچ جان لیا کہ مسیح یہی ہے ؟ اِس کو تو ہم جانتے ہیں کہ کہاں کا ہے مگر مسیح جب آئے گا تو کوئی نہ جانے گا کہ وہ کہاں کا ہے" (آیت ۲۵-۲۷)۔

حضور یسوع مسیح نے اُن کے یہ الفاظ سُن لئے تھے۔ پس آپ نے

"ہیکل میں تعلیم دیتے وقت پکار کر کہا کہ تم مجھے بھی جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ مَیں کہاں کا ہوں۔ اَور مَیں آپ سے نہیں آیا مگر جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچّا ہے۔ اس کو تم نہیں جانتے۔ مَیں اُسے جانتا ہوں اِس لئے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور اُسی نے مجھے بھیجا ہے" (آیات ۲۸-۲۹)۔

ہادیانِ یہود کے لئے آنخضور کی یہ بات ناقابلِ برداشت تھی۔ چنانچہ

"وہ اُسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے لیکن اِس لئے کہ اُس کا وقت ابھی نہ آیا تھا کسی نے اُس پر ہاتھ نہ ڈالا" (آیت ۳۰)۔

خُدا تعالےٰ کے غیبی ہاتھ نے ندائے حق کو خاموش کرنے کی اِنسانی مساعی کو تب تک روکے رکھا جب تک کہ مقرّرہ وقت نہ آگیا۔

یہ باتیں سُن کر متعدد اشخاص آپ پر ایمان لا کر کہنے لگے کہ

"مسیح جب آئے گا تو کیا اِن سے زیادہ معجزے دکھلائے گا جو اِس نے دکھائے ؟" (آیت ۳۱)

۱؎ صفحہ نمبر ۸۴ پر فوٹ ملاحظہ فرمایئے۔

آخری دن جب حضور یسوع مسیح پھر ہیکل میں تشریف لے گئے[1] تو عید کی چہل پہل عروج پر تھی۔ پس آپ نے مجمعے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے ارشاد فرمایا:۔

"اگر کوئی پیاسا ہو تو میرے پاس آکر پیئے۔ جو مجھ پر ایمان لائیگا اُس کے اندر سے جیسا کہ کتابِ مُقدس میں آیا ہے زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔ اُس نے یہ بات اُس رُوح[2] کی بابت کہی جسے وہ پانے کو تھے جو اُس پر ایمان لائے کیونکہ رُوح اب تک نازل نہ ہوا تھا اِس لئے کہ یسوع ابھی اپنے جلال کو نہ پہنچا تھا" (آیات ۳۷-۳۹)۔

حضور یسوع مسیح نے پھر پانی کی مثال دی جیسے آپ نے سوخار کے مقام پر سامری[2] عورت کے سامنے پیش کی تھی۔ اِس مرتبہ آپ نے نہ صرف روحانی تشنگی کی آسودگی کا وعدہ فرمایا بلکہ یہ بھی کہ خدا تعالےٰ اہلِ ایمان کو متلاشیانِ حق کی روحانی احتیاجوں کو پورا کرنے کا بھی ذریعہ بنائے گا۔ حضور یسوع مسیح کے پُراعتماد اور پُراختیار ارشادات اور آپ کی عام فہم اور معنی خیز تمثیلات کے باعث اُس مجمعے کے متعدد اشخاص پر گہرا اثر ہوا۔ یہاں تک کہ وہ بے اختیار کہہ اُٹھے

"بے شک یہی وہ نبی[3] ہے۔ اوروں نے کہا یہ مسیح[4] ہے اور بعض نے کہا کیوں؟ کیا مسیح گلیل سے آئے گا؟ کیا کتابِ مُقدس میں یہ نہیں آیا کہ مسیح داؤد کی نسل اور بیت لحم[5] کے گاؤں سے آئے گا جہاں کا داؤد تھا؟ پس لوگوں میں اُس کے سبب سے اختلاف ہوا۔ اور اُن میں سے بعض اُس کو پکڑنا چاہتے تھے مگر کسی نے اُس پر ہاتھ نہ ڈالا۔

پس پیادے سردار کاہنوں اور فریسیوں کے پاس آئے اور

۱؎ صفحہ ۲۹۶ پر نوٹ نمبر ۱۰ دیکھئے۔

۲؎ دیکھئے صفحات ۵۹-۶۲

۳؎ بائبل شریف، استثنا ۱۸ : ۱۳

۴؎ صفحہ نمبر ۲۸ پر نوٹ ملاحظہ فرمایئے۔

۵؎ حضور المسیح کی ولادتِ سعید بیت لحم میں وقوع پذیر ہوئی۔

انہوں نے اُن سے کہا تم اُسے کیوں نہ لائے ؟ پیادوں نے جواب دیا کہ انسان نے کبھی ایسا کلام نہیں کیا۔ فریسیوں نے انہیں جواب دیا کیا تم بھی گمراہ ہو گئے ہو؟ بھلا سرداروں اور فریسیوں میں سے بھی کوئی اُس پر ایمان لایا؟ مگر یہ عام لوگ جو شریعت سے واقف نہیں لعنتی ہیں۔"
(آیات ۴۰ - ۴۹)۔

پیادوں (ہیکل کی پولیس) کے حضور یسوع مسیح کو گرفتار نہ کرنے کے سبب فریسیوں اور سردار کاہنوں کا غصہ بھڑک اُٹھا لیکن ساتھ ہی وہ سخت پریشان بھی ہوئے۔ انہیں ایسا معلوم ہوا کہ ہیکل کی پولیس پر بھی اِس شخص نے آج کل کے متعدد قائدین کی طرح افسوں کر رکھا ہے۔ یہودی راہنما بھی غیر تعلیم یافتہ اور غریب عوام کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور دعوے کرتے کہ کوئی بھی پڑھا لکھا اور صاحب تمیز شخص اُس پر ایمان نہیں لایا لیکن انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اُن کی اپنی مجلسِ عالیہ کا ایک رکن نیکدیمس حضور یسوع مسیح کا خفیہ شاگرد بنا ہوا ہے، اُس نے کچھ عرصہ پہلے رات کو در پردہ آپ سے طویل ملاقات کی تھی۔ نیکدیمس نے اصرار بھی کیا تھا کہ حضور مسیح کو مجرم قرار دینے سے پیشتر معاملے کی مناسب تحقیقات کرائی جائے۔ کلامِ پاک کا اِس کے متعلق ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

" نیکدیمس نے جو پہلے اُس کے پاس آیا تھا اور اُنہی میں سے تھا اُن سے کہا۔ کیا ہماری شریعت کسی شخص کو مجرم ٹھہراتی ہے جب تک پہلے اُس کی سن کر جان نہ لے کہ وہ کیا کرتا ہے ؟ انہوں نے اُس کے جواب میں کہا کیا تُو بھی گلیل کا ہے ؟ تلاش کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہونے کا" (آیات ۵۰ - ۵۲)۔

یہ مجلس برخاست ہونے کے بعد حضور یسوع مسیح کوہِ زیتون کی طرف تشریف لے گئے۔ رات آپ نے اپنے چند حواریوں سمیت اُسی پہاڑ پر گذاری۔ اگلی صبح پھر ہیکل میں تشریف لا کر آپ تبلیغ و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ گذشتہ روز کے تصادم کے سبب آپ پیامِ خداوندی کو پہلے کی نسبت اب زیادہ صفائی کے ساتھ پیش کرنے لگے۔ عید ختم ہو چکی تھی۔ زائرین واپس جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

حضور یسوعؔ مسیح دُنیا کے نُور

جب عوام آپ کی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کی غرض سے ہیکل میں جمع ہوئے تو آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا۔

"دنیا کا نُور میں ہُوں۔ جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زِندگی کا نُور پائے گا" (انجیل شریف، یوحنّا ۸ : ۱۲)۔

چند سال بعد آپ کے ایک حواری حضرت یوحنّا نے آپ کے اس فرمان پر یہ تبصرہ کیا۔

"جو کوئی یہ کہتا ہے کہ مَیں نُور میں ہوں اور اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ ابھی تک تاریکی ہی میں ہے۔ جو کوئی اپنے بھائی سے محبّت رکھتا ہے وہ نور میں رہتا ہے اور ٹھوکر نہیں کھانے کا۔ لیکن جو اپنے بھائی سے عداوت رکھتا ہے وہ تاریکی میں ہے اور تاریکی ہی میں چلتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاتا ہے کیونکہ تاریکی نے اُس کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں" (انجیل شریف، ۱۔ یوحنّا ۲ : ۹-۱۱)۔

نیز حضور یسوعؔ مسیح کا ارشاد ملاحظہ کیجئے:۔

"اور سزا کے حکم کا سبب یہ ہے کہ نور دنیا میں آیا ہے اور آدمیوں نے تاریکی کو نُور سے زیادہ پسند کیا۔ اِس لئے کہ اُن کے کام بُرے تھے۔ کیونکہ جو کوئی بدی کرتا ہے وہ نور سے دشمنی رکھتا ہے اور نور کے پاس نہیں آتا۔ ایسا نہ ہو کہ اُس کے کاموں پر ملامت کی جائے۔ مگر جو سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اُس کے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں" (انجیل شریف، یوحنّا ۳ : ۱۹-۲۱)۔

تاریک رات میں روشنی سفید کپڑوں پر تمام داغ دھبوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ اِسی طرح حضور یسوعؔ مسیح کی بے عیب سیرت پاک اور آپ کے عجیب و غریب فرمودات انسان کو بے نقاب کر کے اُس کے گناہ کو اُسی پر عیاں کر دیتے ہیں جس سے اُس کا

نتیجہ ایک تائب زندگی میں نکلنا چاہیئے۔

"خدا نور ہے اور اُس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔ اگر ہم کہیں کہ ہماری اُس کے ساتھ شراکت ہے اور پھر تاریکی میں چلیں تو ہم جھوٹے ہیں اور حق پر عمل نہیں کرتے۔ . . اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے" (انجیل شریف، ۱۔یوحنا ۱: ۵-۶، ۹)۔

حضور یسوع مسیح آسمانی ہیں

اُسی دن آپ نے ہیکل کے بیت المال میں درس دیتے ہوئے فرمایا:۔

"تم نیچے کے ہو۔ مَیں اُوپر کا ہوں۔ تم دنیا کے ہو۔ مَیں دُنیا کا نہیں ہوں۔ اِس لئے مَیں نے تم سے یہ کہا کہ اپنے گناہوں میں مرو گے۔ کیونکہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ مَیں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مرو گے" (انجیل شریف، یوحنا ۸: ۲۳-۲۴)۔

دوسرے لفظوں میں ہادیِ برحق نے فرمایا کہ مَیں ہی مسیح موعود اور خُدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث ہُوا ہوں۔ لیکن نہایت کم لوگ اِس حقیقت کو سمجھ سکے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے پھر سوال کیا" تو کون ہے"؟ اِس پر جب آپ نے تفصیلاً فرمایا کہ مَیں خدائے برحق کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تو بہتیرے آپ پر ایمان لے آئے (آیت ۳۰)۔ اب آپ اِن نومرید یہودیوں کے ایمان کو پرکھنے کے لئے ان سے مخاطب ہُوئے۔

"اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔ اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی" (آیات ۳۱: ۳۲)۔

مگر انہوں نے اس بات کو قبول نہ کیا اور جواب دیا:۔

"ہم تو ابرہام کی نسل سے ہیں اور کبھی کسی کی غلامی میں نہیں رہے تُو کیونکر کہتا ہے کہ تم آزاد کئے جاؤ گے"؟ (آیت ۳۳)

کیا وہ درحقیقت آزاد تھے؟ نہیں خدا کے نزدیک وہ آزاد نہیں تھے

حضور المسیح نے اُنکے گناہ کے غلام ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :-

"مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کوئی گناہ کرتا ہے گناہ کا غلام ہے" (آیت ۳۴) -

حقیقی آزادی، بُری عادات اور گناہوں سے آزادی ہے - انسان کسی آزاد ملک کے آزاد باشندے ہوتے ہوئے بھی ابلیس کے غلام ہو سکتے ہیں -

اُن نو مریدوں نے سُن کر کہا "ہمارا باپ تو ابرہام ہے" (آیت ۳۹) - اِس سے انکا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی غلام کی نہیں بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد ہیں -

حضور یسوع مسیح نے انہیں سمجھایا کہ اگر وہ سچ مچ حضرت ابراہیم کی اولاد ہوتے تو وہ انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُنہی کی طرح خدا تعالےٰ کی تابعداری کرتے - اُن کی گھناؤنی زندگیاں، اُن کے دلوں میں بھری ہوئی نفرت اور عداوت اور آپکی تعلیمات سے انکار اِس بات کے شاہد تھے کہ وہ اپنے باپ ابلیس کی پیروی کر رہے تھے جو ہمیشہ سے خونی، جھوٹا بلکہ جھوٹے کا باپ ہے (دیکھئے آیات ۳۹ - ۴۷) - یہ سن کر یہودی طیش میں آ گئے اور کہا

"کیا ہم خوب نہیں کہتے کہ تو سامری ہے اور تجھ میں بدرُوح ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ مجھ میں بدرُوح نہیں - مگر مَیں اپنے باپ کی عزت کرتا ہوں اور تم میری بے عزتی کرتے ہو . . . مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کو نہ دیکھے گا"

یہودیوں نے اِس سے کہا کہ اب ہم نے جان لیا کہ تجھ میں بدرُوح ہے - ابرہام مر گیا اور نبی مر گئے مگر تو کہتا ہے کہ اگر کوئی میرے کلام پر عمل کرے گا تو ابد تک کبھی موت کا مزہ نہ چکھے گا - ہمارا باپ ابرہام جو مر گیا کیا تُو اُس سے بڑا ہے؟ اور نبی بھی مر گئے - تو اپنے آپ کو کیا ٹھہراتا ہے؟

یسوع نے جواب دیا اگر مَیں آپ اپنی بڑائی کروں تو میری بڑائی کچھ نہیں لیکن میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خدا

ہے۔ تم نے اُسے نہیں جانا لیکن میں اُسے جانتا ہوں اور اگر کہوں کہ اُسے نہیں جانتا تو تمہاری طرح جھوٹا بنوں گا، مگر میں اُسے جانتا اور اس کے کلام پر عمل کرتا ہوں۔ تمہارا باپ ابرہام میرا دن دیکھنے کی اُمید پر بہت خوش تھا چنانچہ اُس نے دیکھا اور خوش ہوا۔

یہودیوں نے اُس سے کہا تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں پھر کیا تُو نے ابرہام کو دیکھا ہے؟

" یسوع نے اُن سے کہا مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اُس سے کہ ابرہام پیدا ہوا مَیں ہوں" (انجیل شریف، یوحنا ۸: ۴۸، ۴۹، ۵۱، ۵۹)۔

حضور یسوع مسیح کا یہ دعوے کہ آپ حضرت ابراہیم کی پیدائش سے پیشتر ہیں نہایت معنی خیز ہے۔ ہر شخص کی بود وہست کا آغاز اُس کی پیدائش سے ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس آپ کا دعوے یہ تھا کہ آپ ابراہیم کی ولادت سے بھی پیشتر موجود ہیں۔

حق کے سنجیدہ متلاشیوں کو چند لمحات کے لئے تبارک تعالےٰ کے حضور سربسجود ہونا چاہیئے کہ وہ اُن کے دل و دماغ کو روشن کرے تاکہ وہ حضور یسوع مسیح کے فرمودات میں پنہاں رازِ حیات کو سمجھ سکیں۔

لیکن اُس مجمع نے سچائی کو جاننے اور آپ کے ارشادات کے گہرے بھید کو سمجھنے سے یکسر انکار کر دیا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ غصے سے آگ بگولہ ہو گئے اور آپ کو سنگسار کرنے کے لئے پتھر اُٹھائے۔

یہ اُنکی چند دنوں کے اندر اندر آپ کو گرفتار اور ہلاک کر دینے کی پانچویں ناکام کوشش تھی۔ چنانچہ آپ نے بڑے دلگیر ہو کر شہر مُقدس کو خیرباد کہا۔ کسقدر کم لوگ حق تعالےٰ کے سنجیدہ متلاشی ہیں اور کتنے ہی کم سچ مچ سمجھنے کے خواہش مند ہیں!

دو ماہ کے دوران سفر اور درس

انجیل جلیل میں ایسے کئی واقعات کا بیان ہے جو ۲۹ء کے موسم خزاں اور دسمبر

میں عید تجدید کے درمیانی عرصے میں وقوع پذیر ہوئے جب آپ بیت المقدس تشریف لے گئے۔ یروشلیم میں متعصب مذہبی راہنماؤں کا زور تھا۔ وہ اپنے اثر و رسوخ کے بارے میں نہایت محتاط و حساس تھے۔ لیکن دُور کے علاقوں اور دیہاتوں میں عوام اس عظیم استاد کے ارشاداتِ مبارک سننے کے متمنّی رہتے تھے۔ وہ بیماریوں سے شفا اور اپنی غربت اور خاندانی دکھوں سے تسلّی اور رہائی پانے کے لئے آیا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ یروشلیم سے گلیل واپس تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کے متعدد دوست اور پیروکار دلی شوق سے آپ کی تعلیمات سننے کے لئے آپ کے گرد جمع ہو گئے۔

اب حضور یسوع مسیح دو ماہ تک تبلیغ و تدریس فرماتے ہوئے آہستہ آہستہ دوبارہ جنوب میں یروشلیم کی طرف بڑھنے لگے۔ کسی مقام پر پہنچنے سے پہلے آپ نے

"اپنے آگے قاصد بھیجے۔ وہ جا کر سامریوں کے ایک گاؤں میں داخل ہوئے تاکہ اُس کے لئے تیاری کریں۔ لیکن انہوں نے اس کو ٹکنے نہ دیا" (انجیل شریف، لوقا ۹ : ۵۲-۵۳)۔

جب آپ کے دو حواریوں حضرت یعقوب اور حضرت یوحنّا نے یہ سُنا تو بڑے غضب ناک ہوئے کہ سامریوں نے ہمارے آقا کی کیوں بے عزّتی کی ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ سے پُوچھا

"اے خداوند کیا تو چاہتا ہے کہ ہم حکم دیں کہ آسمان سے آگ نازل ہو کر انہیں بھسم کر دے [جیسا ایلیّاہ نے کیا] ؟ مگر اُس نے پھر کر انہیں جھڑکا [اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کیسی رُوح کے ہو۔ کیونکہ ابنِ آدم لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا]۔ پھر وہ کسی اور گاؤں میں چلے گئے" (انجیل شریف، لوقا ۹ : ۵۴-۵۶)۔

حضور یسوع مسیح صاحبِ خانہ کی مرضی کے خلاف کبھی کسی جگہ قیام نہ فرماتے تھے۔ خدا تعالےٰ جو تمام قدرت و اختیار کا مالک ہے، انسان کو دعوتِ رجوع دیتا ہے لیکن اُس نے کبھی بھی کسی کو راہِ راست پر چلنے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ نہ کسی کو محبت کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی کو محبت کرنے سے

روکا جا سکتا ہے۔ باری تعالےٰ روزِ عدالت ہی نیکوں کو بدوں سے جبراً الگ کرے گا۔ لہٰذا یہ نہایت ضروری امر ہے کہ اب ہی سے پُورے دِل سے راہ حق کی تلاش کی جائے۔ شاید اسی واقعہ نے ایک کمزور ایمان شاگرد کے دل میں نئے سرے سے وفاداری کا شعلہ بھڑکا دیا جبکہ اُس نے دیکھا کہ سامریوں نے اُس کے آقا کو اپنے گاؤں میں قیام فرمانے سے روک دیا۔ لیکن اُس کے باوجود بھی آپ نے اپنے حواریوں کے بے جا جوش کو ٹھنڈا کیا اور وہاں سے خاموشی سے چل دیئے۔

"جب وہ راہ میں چلے جاتے تھے تو کسی نے اُس سے کہا جہاں کہیں تو جائے میں تیرے پیچھے چلونگا۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہَوا کے پرندوں کے گھونسلے مگر ابن آدم کے لیئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"۔ (انجیل شریف، لوقا ۹ : ۵۷-۵۸)۔

حضور یسوع مسیح نے کفرنحوم میں جو مرکز تبلیغ قائم کیا تھا اب اُسے ترک کر دیا تھا۔ اب آپ خانہ بدوشوں کی طرح پھر رہے تھے اور اس زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ تھی جسے آپ اپنی کہہ سکتے۔ آپکے پیروکاروں کو بھی یہ خدشہ لاحق رہتا تھا کہ اُن کے رشتہ دار اور دوست واحباب کسی وقت بھی اُن کے ساتھ تعلقات منقطع کر سکتے ہیں۔ چونکہ فی زمانہ بھی آپ کے سچے اور وفادار پیروکار نفرت، تشدد، خود غرضی اور اِسی قبیل کے دیگر گناہوں کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ اِس لیئے وہ اکثر و بیشتر اپنے جائز حقوق سے محروم رہتے ہیں۔ جس طرح یہ بات ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ میں درست ہے اُسی طرح یہ مغربی ممالک میں بھی صحیح ہے۔

جب حضور یسوع مسیح نے قریب ہی ایک شخص کو بڑی توجہ سے کلام حق کو سنتے دیکھا اور اُس کی آنکھوں میں خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری کا جذبہ اُبھرتا نظر آیا تو آپ نے اُس سے فرمایا:-

"میرے پیچھے چل۔ اُس نے کہا اے خداوند! مجھے اجازت دے کہ پہلے جا کر اپنے باپ کو دفن کردوں۔ اُس نے اُس سے کہا کہ مُردوں کو اپنے مُردے دفن کرنے دے۔ لیکن تُو جا کر خدا کی بادشاہی کی خبر

پھیلا۔ ایک اور نے بھی کہا اَے خُداوند! مَیں تیرے پیچھے چلوں گا لیکن پہلے مجھے اجازت دے کہ اپنے گھر کے لوگوں سے رخصت ہو آؤں۔ یسوعؔ نے اُس سے کہا جو کوئی اپنا ہاتھ ہل پر رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے وہ خدا کی بادشاہی کے لائق نہیں" (انجیل شریف، لوقا ۹: ۵۹-۶۲)۔

اِن دونوں واقعات میں جو شخص آپ کی پیروی کرنا چاہتے تھے وہ اپنے خاندان کو اوّل درجہ دیتے تھے۔ پہلا آپ کی پیروی کرنے سے پیشتر اپنے باپ کی موت کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔ دوسرا اپنے خاندان کو الوداع کہنا چاہتا تھا۔ اِن متذبذب اور نیم گرم دلوں کو اِس بات کا خطرہ لاحق تھا کہ کہیں وہ آپ کی پیروی کرنے کے اِس آخری موقع کو گنوا نہ بیٹھیں۔ کیونکہ آپ اس راہ سے دوبارہ نہ گزرے بلکہ چند ہی ماہ بعد آپ نظروں سے اوجھل ہونے والے تھے۔ ہر شخص کی زندگی میں جب موقع آتا ہے تو اُسے غنیمت سمجھ کر ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہیئے ورنہ وہ خدا کی بادشاہی میں عضوِ معطّل بن جائے گا۔

ستر شاگردوں کی تبلیغ پر ماموری

حضور یسوعؔ مسیح مختلف مقامات پر تبلیغ و تدریس کے لئے تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ لہٰذا آپ نے اپنے پیروکاروں میں سے ستر کو چن لیا اور انہیں دو دو کر کے اُن مقامات پر بطور پیشرو بھیجا جہاں آپ خود تشریف لے جانا چاہتے تھے۔ انہیں رخصت کرتے وقت آپ نے فرمایا:۔

"فصل تو بہت ہے لیکن مزدور تھوڑے ہیں۔ اِس لئے فصل کے مالک کی منت کرو کہ اپنی فصل کاٹنے کے لئے مزدور بھیجے۔ جاؤ۔ دیکھو مَیں تم کو گویا برّوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں بھیجتا ہوں۔ نہ بٹوا لے جاؤ نہ جھولی نہ جوتیاں اور نہ راہ میں کسی کو سلام کرو۔ اور جس گھر میں داخل ہو پہلے کہو کہ اِس گھر کی سلامتی ہو۔ اگر وہاں کوئی سلامتی کا فرزند ہوگا تو تمہارا سلام اُس پر ٹھہرے گا، نہیں تو تم پر لوٹ آئے گا۔ اُسی گھر میں رہو اور جو کچھ اُن سے ملے کھاؤ۔ پیو

کیونکہ مزدور اپنی مزدوری کا حقدار ہے۔ گھر گھر نہ پھرو۔ اور جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول کریں تو جو کچھ تمہارے سامنے رکھا جائے کھاؤ۔ اور وہاں کے بیماروں کو اچھا کرو اور اُن سے کہو کہ خدا کی بادشاہی تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے۔ لیکن جس شہر میں داخل ہو اور وہاں کے لوگ تمہیں قبول نہ کریں تو اس کے بازاروں میں جاکر کہو کہ ہم اُس گرد کو بھی جو تمہارے شہر سے ہمارے پاؤں میں لگی ہے تمہارے سامنے جھاڑے دیتے ہیں۔ مگر یہ جان لو کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آ پہنچی ہے" (انجیل شریف لوقا ۱۰ : ۱-۱۱)۔

"جو تمہاری سُنتا ہے وہ میری سنتا ہے۔ اور جو تمہیں نہیں مانتا وہ مجھے نہیں مانتا اور جو مجھے نہیں مانتا وہ میرے بھیجنے والے کو نہیں مانتا" (آیت ۱۶)۔

آپ کے وہ ستر پیروکار دو دو ہو کر گاؤں گاؤں پھرنے لگے۔ وہ یہ منادی کرتے جاتے تھے کہ المسیح بہت جلد اُن کے پاس تشریف لائیں گے۔ جہاں کہیں بھی انہوں نے حالات سازگار دیکھے، آپ کی آمد کا اعلان و انتظام کیا اور اُن کے بیماروں کو شفا دی اور بدرُوحوں کو نکالا۔ آج کل کی طرح اُس زمانہ میں بھی مزدور اور غریب کسان اِس بات سے خوش تھے کہ کوئی شخص حقیقتاً اُن کی فلاح و بہبود میں دلچسپی لے رہا ہے اور اُن کا ممد و معاون ہے۔ پیشروؤں نے اکثر مقامات پر لوگوں کو آنحضور کے استقبال کے لئے تیار پایا۔ آخر میں وہ خوشی خوشی آپ کے پاس لوٹ کر کہنے لگے۔

"اے خداوند، تیرے نام سے بدرُوحیں بھی ہمارے تابع ہیں" (آیت ۱۷)۔

نیک سامری کی تمثیل

اب حضور یسوع مسیح اُن شہروں اور گاؤں میں تشریف لے گئے جہاں ستر شاگردوں نے آپ کے ارشادات سننے کے لئے عوام کو آمادہ پایا تھا۔ اسی تبلیغی دورے کے دوران کا ذکر ہے کہ جب آپ درس دے رہے تھے تو

" ایک عالمِ شرع اُٹھا اور یہ کہہ کر اُس کی آزمائش کرنے لگا کہ اے اُستاد مَیں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں ؟
اُس نے اُس سے کہا
توریت میں کیا لکھا ہے ؟ تُو کس طرح پڑھتا ہے ؟
اُس نے جواب میں کہا کہ خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دِل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبّت رکھ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبّت رکھ۔ اُس نے اُس سے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا یہی کر تو جیئے گا۔ مگر اُس نے اپنے تئیں راستباز ٹھہرانے کی غرض سے یسوؔع سے پُوچھا پھر میرا پڑوسی کون ہے ؟
یسوؔع نے جواب میں کہ
ایک آدمی یرؔوشلیم سے یریحو کی طرف جا رہا تھا کہ ڈاکوؤں میں گھر گیا۔ انہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لئے اور مارا بھی اور ادھموا چھوڑ کر چلے گئے۔ اتفاقاً ایک کاہن اُسی راہ سے جا رہا تھا اور اُسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ اِسی طرح ایک لاوی[۱] اُس جگہ آیا۔ وہ بھی اُسے دیکھ کر کترا کر چلا گیا۔ لیکن ایک سامری سفر کرتے کرتے وہاں آنکلا اور اُسے دیکھ کر اُس نے ترس کھایا۔ اور اس کے پاس آکر اُس کے زخموں کو تیل اور مے لگا کر باندھا اور اپنے جانور پر سوار کر کے سرائے میں لے گیا اور اُس کی خبرگیری کی۔ دوسرے دن دو دینار نکال کر بھٹیارے کو دیئے اور کہا اِس کی خبرگیری کرنا اور جو کچھ اس سے زیادہ خرچ ہو گا میں پھر آکر تجھے ادا کر دوں گا۔ اِن تینوں میں سے اُس شخص کا جو ڈاکوؤں میں گھر گیا تھا تیری دانست میں کون پڑوسی

---

[۱] لاوی :- لاوی کے قبیلہ کا ایک فرد۔ انکے ذمہ کہانت کا کام تھا اور یہ ہیکل میں خدمت کرتے تھے۔ لاویوں کے سوا اور کوئی کاہن نہیں بن سکتا تھا۔

ٹھہرا؟ اُس نے کہا وہ جس نے اُس پر رحم کیا۔
یسوعؔ نے کہا۔

جا تو بھی ایسا ہی کر" (انجیل شریف، لوقا ۱۰: ۲۵-۳۷)۔

اُس عالم شرع کو جواب دیتے وقت جناب المسیح نے ایک نہایت اہم نکتہ بیان فرمایا ہے۔ یہ ماننا کہ خدا تعالےٰ "واحد ولا شریک" ہے کافی نہیں بلکہ ضرورت اِس بات کی ہے کہ خدائے واحد کے ساتھ لگاؤ کا عملی ثبوت اپنے پڑوسی کے ساتھ محبت کر کے دیا جائے۔ اِس تمثیل میں پڑوسی وہ شخص ہے جسے ڈاکوؤں نے ادھموا کر دیا تھا۔ کاہن اور لاوی قائدین دین ہونے کے باوجود اُس قابلِ رحم شخص کی مدد کرنے سے کترائے۔ آخر میں جس شخص نے اُس پر ترس کھایا وہ سامریوں سے تھا جن سے اہل یہود نفرت کرتے تھے۔ وہ انہیں اِس لئے حقیر جانتے تھے کہ وہ راسخ الاعتقاد نہ تھے۔ اکثر لوگ مصیبت کے وقت اپنے رشتہ داروں کی مدد تو کرتے ہیں۔ لیکن کسی غیر کے لئے گہری ہمدردی کا عملی اظہار بہت کم دیکھنے میں آتا ہے۔ حضور یسوعؔ مسیح نے اپنے سامعین سے تقاضا فرمایا کہ وہ دینی نظریات کی منادی اور ضرورت مندوں کی عملی امداد کے درمیان جو خلیج واقع ہے اُسے پاٹ دیں۔

متفرق موضوعات پر درس

اب حضور المسیح کے متفرق فرمودات کو ملاحظہ فرمایئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب آپ کے گرد ہزارہا لوگ جمع تھے تو آپ نے حواریئن کو یوں تلقین فرمائی۔

" اِس خمیر سے ہوشیار رہنا جو فریسیوں کی ریاکاری ہے۔ کیونکہ کوئی چیز ڈھکی نہیں جو کھولی نہ جائیگی اور نہ کوئی چیز چھپی ہے جو جانی نہ جائے گی۔ اِس لئے جو کچھ تم نے اندھیرے میں کہا ہے وہ اُجالے میں سنا جائے گا اور جو کچھ تم نے کوٹھڑیوں کے اندر کان میں کہا ہے کوٹھوں پر اُس کی منادی کی جائے گی" (انجیل شریف، لوقا ۱۲: ۱-۳)۔

حضور یسوعؔ مسیح نے مکر و ریا کی سخت مذمت کر کے اُسے گناہوں کی صف میں شامل کیا ہے۔ آپ نے بعض خوش تقریر دینی پیشواؤں کی حقیقت کو بھانپ لیا تھا۔

لہٰذا آپ نے اپنے پیروکاروں کو انتباہ فرمایا کہ وہ اُن کی طرح اپنی اصلی حالت کو دینی ظاہرداری کی آڑ میں نہ چھپائیں کیونکہ خُدا تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ جس طرح ایک فلم بار بار دیکھی اور ٹیپ ریکارڈ بار بار سُنا جا سکتا ہے اُسی طرح ایک نہ ایک دن داورِ محشر ہمارے تمام اعمال و اقوال ہمارے تمام خیالات کو منظرِ عام پر لائے گا۔ اُس وقت کوئی بہانہ کارگر نہ ہوگا۔

جنابِ المسیح نے اپنے سچے پیروکاروں کو تلقین فرمائی کہ وہ انسان کو خوش کرنے کی بجائے حق تعالیٰ ہی کا خوف مانیں۔ خدائے برتر پر توکل کرنے والوں کو وہ خود سنبھالتا ہے، بلکہ اُنکے تو سر کے بال بھی اُس نے گنے ہوئے ہیں :۔

"تم دوستوں سے میں کہتا ہوں کہ اُن سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور اُس کے بعد اور کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن مَیں تمہیں جتاتا ہوں کہ کس سے ڈرنا چاہیئے۔ اُس سے ڈرو جس کو اختیار ہے کہ قتل کرنے کے بعد جہنم میں ڈالے۔ ہاں میں تم سے کہتا ہوں کہ اُسی سے ڈرو۔ کیا دو پیسے کی پانچ چڑیاں نہیں بکتیں؟ تو بھی خدا کے حضور اُن میں سے ایک بھی فراموش نہیں ہوتی۔ بلکہ تمہارے سر کے سب بال بھی گنے ہوئے ہیں۔ ڈرو مت۔ تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے زیادہ ہے۔ اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے ابنِ آدم بھی خدا کے فرشتوں کے سامنے اس کا اقرار کرے گا۔ مگر جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے خدا کے فرشتوں کے سامنے اُس کا اِنکار کیا جائے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱۲: ۴-۹)۔

بسا اوقات مومنین کلمتہ اللہ پر ایمان تو لے آتے ہیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی نسبت اپنے رشتہ داروں اور مالکوں سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ حضور یسوع ؑ اپنی ذاتِ شریف پر دل سے ایمان لانے والوں سے تقاضا فرماتے ہیں کہ وہ آپکا دلیری کے ساتھ علانیہ اقرار کریں۔

ثالث ہونے سے اِنکار

مجمع میں سے ایک شخص نے حضور یسوع مسیح سے درخواست کی کہ

"اے استاد! میرے بھائی سے کہہ کر میراث کا میرا حصّہ مجھے دے۔
اُس نے اُس سے کہا میاں! کس نے مجھے تمہارا منصف یا بانٹنے والا مقرر کیا ہے"؟ (لوقا ۱۲: ۱۳-۱۴)۔

ایک دن آئے گا جب حضور مسیح اِس جہان میں دوبارہ تشریف لائیں گے اُس وقت بطور منصف آپ دنیا کی عدالت فرمائیں گے۔ مگر فی الحال نہیں۔ آپ نے گفتگو کا رُخ اِس قسم کے جھگڑوں کی اصل جڑ کی طرف پھیر کر فرمایا:۔

"خبردار! اپنے آپ کو ہر طرح کے لالچ سے بچائے رکھو کیونکہ کسی کی زندگی اُس کے مال کی کثرت پر موقوف نہیں" (آیت ۱۵)۔

اِنسان اکثر اپنے حقوق کے لئے لڑتے اور مال و دولت بٹورنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ اِس دنیا کی دولت کا زیادہ اور اچھا حصّہ طلب کرتے ہیں۔ اِس سے پیشتر ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ جناب المسیح غرُبا اور مساکین کی احتیاجیں رفع کرتے رہے ہیں اور بلا معاوضہ بیماروں کو شفا بھی دیتے رہے ہیں۔ لیکن آپ ہمیشہ اہم امور کو اوّل مقام دیتے رہے۔ اِسی ضمن میں آپ نے ایک تمثیل کے ذریعہ اس حقیقت کی وضاحت فرمائی کہ ہر شخص کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اُس کی گہری نسبت ہو۔ یہ امر دنیاوی دولت سے کہیں زیادہ اہمیّت کا حامل ہے۔

بے وقوف دولت مند

پھر آپ نے حسبِ ذیل تمثیل بیان فرمائی:۔

"کسی دولت مند کی زمین میں بڑی فصل ہوئی۔ پس وہ اپنے دل میں سوچ کر کہنے لگا کہ مَیں کیا کروں کیونکہ میرے ہاں جگہ نہیں جہاں اپنی پیداوار بھر رکھوں؟ اُس نے کہا مَیں یوں کروں گا کہ اپنی کوٹھیاں ڈھا کر اُن سے بڑی بناؤں گا۔ اور اُن میں اپنا سارا اناج اور مال بھر رکھوں گا اور اپنی جان سے کہوں گا اَے جان! تیرے پاس بہت برسوں کے لئے بہت سا مال جمع ہے۔ چین کر۔ کھا پی خوش رہ۔ مگر خدا نے اُس سے کہا اے نادان! اِسی رات تیری جان تجھ

سے طلب کر لی جائے گی۔ پس جو تُو نے تیار کیا ہے وہ کس کا ہوگا؟
ایسا ہی وہ شخص ہے جو اپنے لئے خزانہ جمع کرتا ہے اور خُدا کے
نزدیک دولت مند نہیں" (انجیل شریف لوقا ۱۲: ۱۶-۲۱)۔

حضور یسوع مسیح نے اِس تمثیل کو اپنے حواریوں کے لئے زیادہ سبق آموز بنانے کے لئے یوں ارشاد فرمایا:۔

" مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرو کہ ہم کیا کھائیں گے اور نہ اپنے بدن کی کہ کیا پہنیں گے۔ کیونکہ جان خوراک سے بڑھ کر ہے اور بدن پوشاک سے۔ کوؤں پر غور کرو کہ نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے۔ نہ اُن کے کھتّا ہوتا ہے نہ کوٹھی۔ تو بھی خدا اُنہیں کھلاتا ہے۔ تمہاری قدر تو پرندوں سے کہیں زیادہ ہے۔" (انجیل شریف، لوقا ۱۲: ۲۲-۲۴)۔

اِس سلسلہ میں آپ نے مزید فرمایا:۔

" ہاں، اس کی بادشاہی کی تلاش میں رہو تو یہ چیزیں بھی تمہیں مل جائیں گی۔ اے چھوٹے گلّے نہ ڈر کیونکہ تمہارے باپ کو پسند آیا کہ تمہیں بادشاہی دے۔ اپنا مال اسباب بیچ کر خیرات کردو اور اپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جو پُرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر ایسا خزانہ جو خالی نہیں ہوتا۔ جہاں چور نزدیک نہیں جاتا اور کیڑا خراب نہیں کرتا۔ کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی لگا رہے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱۲: ۳۱-۳۴)۔

ہم میں سے بیشتر تاجر، فیکٹریوں کے مالک، زمیندار، یہاں تک کہ غریب سے غریب بھی اُس بے وقوف دولت مند کی مانند ہیں۔ وہ صرف اسی زندگی کی فکر میں رہ کر اس حقیقت کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ کسی نہ کسی دن اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ کے حضور بھی حاضر ہونا ہے، چاہے یہ بلاوا دل کے دَورہ یا حادثہ یا کسی بھی ناگہانی عارضے کے باعث کیوں نہ ہو۔

داور محشر کے بلاوے کے لئے مستعد رہنا

ایک دوسری تمثیل میں حضور یسوعؑ مسیح نے تلقین فرمائی کہ

" تمہاری کمریں بندھی رہیں اور تمہارے چراغ جلتے رہیں۔ اور تم اُن آدمیوں کی مانند بنو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی میں سے کب لوٹے گا تاکہ جب وہ آکر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اُس کے واسطے کھول دیں۔ مبارک ہیں وہ نوکر جن کا مالک آکر انہیں جاگتا پائے۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ کمر باندھ کر انہیں کھانا کھانے کو بٹھائے گا اور پاس آکر اُن کی خدمت کرے گا۔ اور اگر وہ رات کے دوسرے پہر میں یا تیسرے پہر میں آکر اُن کو ایسے حال میں پائے تو وہ نوکر مبارک ہیں" (انجیل شریف، لوقا ۱۲ : ۳۵ - ۳۹)۔

ہر لمحہ مستعد رہنے کی ضرورت پر آپ نے ایک اور تمثیل کے وسیلہ سے یوں متنبہ فرمایا :۔

" یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور کس گھڑی آئیگا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب لگنے نہ دیتا۔ تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آجائے گا" (انجیل شریف ۱۲ : ۳۹ - ۴۰)۔

آپ کے حواریّن بیشتر تمثیلوں کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھے۔ لہٰذا حضرت پطرس نے آپ کو مخاطب کر کے کہا

" اے خداوند تو یہ تمثیل ہم ہی سے کہتا ہے یا سب سے"؟

آنحضور نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے فرمایا :۔

" کون ہے وہ دیانتدار اور عقلمند داروغہ جس کا مالک اُسے اپنے نوکر چاکروں پر مقرر کرے کہ ہر ایک کی خوراک وقت پر بانٹ دیا کرے؟ مبارک ہے وہ نوکر جس کا مالک آکر اُس کو ایسا ہی کرتے پائے۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اُسے اپنے سارے مال پر مختار کر دے گا۔

لیکن اگر وہ نوکر اپنے دل میں یہ کہہ کر کہ میرے مالک کے آنے میں دیر ہے غلاموں اور لونڈیوں کو مارنا اور کھا پی کر متوالا ہونا شروع کرے۔ تو اِس نوکر کا مالک ایسے دن کہ وہ اس کی راہ نہ دیکھتا ہو اور ایسی گھڑی کہ وہ نہ جانتا ہو آ موجود ہوگا اور خوب کوڑے لگا کر اُسے بے ایمانوں میں شامل کرے گا۔ اور وہ نوکر جس نے اپنے مالک کی مرضی جان لی اور تیاری نہ کی نہ اُس کی مرضی کے موافق عمل کیا بہت مار کھائیگا۔ مگر جس نے نہ جان کر مار کھانے کے کام کئے وہ تھوڑی مار کھائے گا۔ اور جسے بہت دیا گیا اُس سے بہت طلب کیا جائے گا اور جسے بہت سونپا گیا ہے اُس سے زیادہ مانگیں گے" (انجیل شریف، لوقا ۱۲: ۴۱-۴۸)۔

حضور یسوع مسیح کے اِس فرمان کا اطلاق یوں تو سب لوگوں پر ہوتا ہے لیکن جو زیادہ سمجھ رکھتے ہیں وہ زیادہ ذمہ دار ٹھہریں گے۔ چنانچہ آپ سرپرستوں کو بھی انتباہ فرماتے ہیں کہ وہ حق تلفی اور ماتحتوں پر ظلم وستم کر کے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کریں۔

فرمانبرداری کی قیمت

المسیح کے ساتھ وفاداری اور آپ کے احکام کی فرمانبرداری کا نتیجہ خاندان کی طرف سے سخت مخالفت کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ پہلی صدی عیسوی ہی سے آپ کے پیروکاروں کا اِسی طرح کے تجربات سے سابقہ پڑتا رہا کہ جب کوئی آپ کے ارشادات کی پیروی کرنے لگتا تو بسا اوقات اس کے اپنے گھر والے ہی اُس کے خلاف جارحانہ انداز اختیار کر لیتے۔ اِس ضمن میں آپ کے مبارک الفاظ حسبِ ذیل ہیں:-

"کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں؟ میں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ جدائی کرانے۔ کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی آپس میں مخالفت رکھیں گے۔ دو سے تین اور تین سے دو۔ باپ بیٹے سے مخالفت رکھے گا اور بیٹا باپ سے۔ ماں بیٹی سے اور

بیٹی ماں سے ۔ ساس بہو سے اور بہو ساس سے" (انجیل شریف ، لوقا ۱۲ : ۵۱ - ۵۳) ۔

متشکر کوڑھی

جب حضور مسیح سامریہ اور گلیل کی سرحد عبور کرکے ایک گاؤں کے نزدیک پہنچے تو آپ کو دس کوڑھی ملے ۔ وہ چونکہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھے اِس لئے آپ سے دور کھڑے ہو کر چلّانے لگے ۔

" اَے یسوع ! اے صاحب ! ہم پر رحم کر "۔

آپ نے اُن پر ترس کھا کر فرمایا ۔

" جاؤ اپنے تئیں کاہنوں کو دکھاؤ ۔ اور ایسا ہُوا کہ وہ جاتے جاتے پاک صاف ہو گئے ۔ پھر اُن میں سے ایک یہ دیکھ کر کہ میں شفا پا گیا بلند آواز سے خدا کی تمجید کرتا ہُوا لوٹا ۔ اور مُنہ کے بل یسوع کے پاؤں پر گر کر اُس کا شکر کرنے لگا اور وہ سامری تھا "

آپ نے یہ دیکھ کر اُس سے فرمایا :۔

" کیا دسوں پاک صاف نہ ہوئے ؟ پھر وہ نو کہاں ہیں ؟ کیا اِس پردیسی کے سوا اور نہ نکلے جو لوٹ کر خدا کی تمجید کرتے ؟ پھر اس سے کہا اُٹھ کر چلا جا ۔ تیرے ایمان نے تجھے اچھّا کیا ہے " (انجیل شریف ، لوقا ۱۷ : ۱۱ - ۱۹) ۔

دس کوڑھیوں کا یکجا جمع ہونا کتنا کریہ منظر تھا ۔ وہ یہ جانتے ہوئے کہ ہم ناپاک ہیں ، دُور ہی کھڑے ہو کر شفا کی درخواست کرنے لگے ۔ آپ کی شفقت بھری نظر اور صحت یابی کا پروانہ حاصل کرنے کے ارشاد نے اُن کے دل میں شفا کی اُمید پیدا کردی ۔ چنانچہ وہ بڑے ایمان کے ساتھ چل دیئے ۔ لیکن جائے افسوس ہے کہ شفایابی کا پروانہ حاصل کرنے کی فکر میں وہ اپنے شافی کو ہی بھول گئے ۔ اُن میں سے صرف ایک ہی اپنے محسن کا شکریہ ادا کرنے کے لئے واپس آیا ۔ یہ شخص راسخ الاعتقاد یہودیوں میں سے نہیں بلکہ سامری تھا ۔ اس کی شکر گذاری کو قبول کرتے ہوئے آپ نے فرمایا :۔

"تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا ہے۔"
کلمتہ اللہ نے بار بار اِس حقیقت کی وضاحت فرمائی کہ خدا تعالےٰ کے ہاں رنگ و نسل اور سماجی و دینی مرتبے کا امتیاز نہیں بلکہ وہ ہر اُس شخص کو جو اُس کی طرف رجوع کرکے اُس پر ایمان لائے قبول کرتا ہے۔

سبت کے دن کارِ شفا

سبت کے دن حضور یسوع مسیح ایک عبادت خانہ میں درس فرما رہے تھے کہ معاً آپ کی نظر ایک عورت پر پڑی جس کی کمر جھکی اور سیدھی نہیں ہوتی تھی۔ وہ اٹھارہ[۱۸] برس سے اِسی قابلِ رحم حالت میں تھی۔ آپ نے اُسے قریب بلا کر فرمایا:۔
"اے عورت، تُو اپنی کمزوری سے چھوٹ گئی۔" اور اُس نے اُس پر ہاتھ رکھے۔ اُسی دم وہ سیدھی ہو گئی اور خدا کی تمجید کرنے لگی۔
عبادت خانہ کا سردار اِس لئے کہ یسوع نے سبت کے دن شفا بخشی، خفا ہو کر لوگوں سے کہنے لگا چھ[۶] دن ہیں جن میں کام کرنا چاہیئے۔ پس انہی میں آکر شفا پاؤ نہ کہ سبت کے دن۔"
منبعِ شفا آنحضور نے یہ سُن کر فرمایا:۔
"اے ریاکارو! کیا ہر ایک تم میں سے سبت کے دن اپنے بیل یا گدھے کو تھان سے کھول کر پانی پلانے نہیں لے جاتا؟ پس کیا واجب نہ تھا کہ یہ جو ابرہام کی بیٹی ہے جس کو شیطان نے اٹھارہ برس سے باندھ رکھا تھا۔ سبت کے دن اس بند سے چھڑائی جاتی"؟
آپ کی اِس حقیقت افشانی سے آپ کے سب مخالف شرمندہ ہوئے لیکن عوام اُن کارہائے عالیشان کے باعث خوش ہوئے (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۱۲-۱۷)۔
عبادت خانہ کے سردار کی اِس نکتہ چینی پر آپ نے سبت کے دن کیوں اِس عورت کو شفا بخشی، آپ نے شریعت پرستوں کے دو[۲] رُخے اور سخت و نامناسب معیار کی مذمت فرمائی۔ وہ اپنی سہولت کی رعایت کرتے ہوئے تو سبت کے دن کئی

کاموں کو روا سمجھتے تھے مگر اُنہوں نے اِس غریب عورت کے شفا پانے کو عدولی شریعت قرار دیا۔

خُدا کی بادشاہی کی زندگی بخش قدُرت

حضور یسوع مسیح نے ایک تمثیل کے ذریعہ سے یہ بیان فرمایا کہ جو زندگی روحانی قوت سے بھرپُور ہو اُسے شرعی ضابطوں سے دبایا نہیں جا سکتا۔ آپ نے فرمایا:۔

"مَیں خُدا کی بادشاہی کو کس سے تشبیہ دوں؟ وہ خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت نے لے کر تین پیمانہ آٹا میں ملایا اور ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا" (انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۲۰، ۲۱)۔

پشاور کے نان بڑے خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔ ایک آٹے سے بھرے ہُوئے ٹب میں تھوڑا سا خمیر ملانے سے سارا آٹا خمیر ہو جاتا ہے۔ جس کے نان پکائے جاتے ہیں۔ بعینہ المسیح کے الفاظِ مبارک اِس تمام کرۂ ارض میں خمیر کی طرح پھیل چکے ہیں۔ انجیل شریف کی خوشخبری، زندگی کی قوت کا درجہ رکھتی ہے جو آج روئے زمین کی تمام قوموں میں کار فرما ہے۔

آفات کا مطلب

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب حضور المسیح کسی جگہ درس فرما رہے تھے تو کچھ لوگ چند گلیلیوں کے قتال کی خبر لے کر آئے۔ اِس قتال کا سبب رُومی گورنر پیلاطس کا ناجائز رویہ تھا۔ وہ ہیکل کے پاک خزانے سے پیسے لے کر یروشلیم اور ہیکل کے گردو نواح میں ایک نال بنوا کر پانی پہنچانا چاہتا تھا۔ اِس سبب سے گلیلی زائرین نے فساد کھڑا کر دیا تھا جسے ہیکل کے صحن میں نہایت خونریزی کے ساتھ دبا دیا گیا۔ اس دن گلیلی زائرین کا خون بہہ کر اُن کی اپنی قربانیوں کے ساتھ مل گیا۔ اِس سانحہ سے لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ یہ قتال اُن لوگوں پر خدا کے غضب کا نشان تھا۔ المسیح نے اِس کا یوں جواب فرمایا:۔

"اِن گلیلیوں نے جو ایسا دکھ پایا کیا وہ اِس لئے تمہاری دانست

میں اُور سب گلیلیوں سے زیادہ گنہگار تھے؟ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کرو گے تو سب اِسی طرح ہلاک ہو گے۔ کیا وہ اٹھارہ آدمی جن پر شیلوخ کا بُرج گرا اور دب کر مر گئے تمہاری دانست میں یروشلیم کے اور سب رہنے والوں سے زیادہ قصوروار تھے؟ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ اگر تم توبہ نہ کرو گے تو سب اِسی طرح ہلاک ہو گے" (انجیل شریف، لوقا ۱۳ : ۲-۵)۔

حادثات، بیماریاں ظلم و تشدد، قحط، مری اور جنگ، یہ سب بلائیں گناہ کا نتیجہ ہیں۔ گناہ ہی نے اِس خوبصورت دنیا کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ مصائب متاثرین پر خدا تعالےٰ کی براہِ راست سزا ہوں۔ البتہ انہیں ان لوگوں کے لئے تنبیہ سمجھنا چاہیئے جو حق تعالےٰ کی طرف رجوع لانے سے گریز کرتے ہیں۔ حضور یسوع مسیح نے اپنے اِس فرمان کی دلیل میں کہ خدا تعالےٰ کے صبر کا پیمانہ یہودی قوم کے گناہوں کے باعث اب چھلکنے ہی والا ہے ایک تمثیل سے وضاحت فرمائی:۔

"کسی کے تاکستان میں ایک انجیر کا درخت لگا ہوا تھا۔ وہ اُس میں پھل ڈھونڈنے آیا اور نہ پایا۔ اِس پر اُس نے باغبان سے کہا کہ دیکھ تین برس سے مَیں اِس انجیر کے درخت میں پھل ڈھونڈنے آتا ہوں اور نہیں پاتا۔ اِسے کاٹ ڈال یہ زمین کو بھی کیوں روکے رہے؟ اُس نے جواب میں اُس سے کہا اَے خداوند اِس سال تو اور بھی اُسے رہنے دے تاکہ میں اُس کے گرد تھالہ کھودوں اور کھاد ڈالوں۔ اگر آگے کو پھلا تو خیر نہیں تو اُس کے بعد کاٹ ڈالنا" (انجیل شریف، لوقا ۱۳ : ۶-۹)۔

اِس کے اکتالیس سال بعد ۷۰ء میں رُومی جنرل طِطُس نے یُورِش کر کے یہودیوں کی رہی سہی طاقت ختم کی اور یروشلیم کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ خدا تعالےٰ نے انہیں توبہ کرنے اور رجوع لانے کا موقع دیا تھا لیکن انہوں نے گردن کشی کی جس کے نتیجے میں انہیں اس المیہ سے دوچار ہونا پڑا۔

فکرِ عقبےٰ

مبلغ عظیم حضور یسوع مسیح گاؤں گاؤں اور شہر شہر درس دیتے ہوئے یروشلیم کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے کسی نے دریافت کیا۔

"اے خداوند! کیا نجات پانے والے تھوڑے ہیں؟"

اِس سوال کے جواب میں آپ نے چند نہایت اہم حقائق بیان فرمائے جن کے تحت خدائے قدوس نوعِ انسانی کے لئے اپنا آخری فیصلہ صادر کرے گا۔ آپ نے اپنے سامعین کو تاکید فرمائی کہ وہ دوسروں پر فتوے لگانے کی بجائے پہلے اپنی ہی عاقبت کی فکر کریں۔

"جانفشانی کرو کہ تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور نہ ہو سکیں گے۔ جب گھر کا مالک اُٹھ کر دروازہ بند کر چکا ہو اور تم باہر کھڑے دروازہ کھٹکھٹا کر یہ کہنا شروع کرو کہ اے خُداوند! ہمارے لئے کھول دے اور وہ جواب دے کہ مَیں تم کو نہیں جانتا کہ کہاں کے ہو۔ اُس وقت تم کہنا شروع کرو گے کہ ہم نے تو تیرے روبرو کھایا پیا اور تُو نے ہمارے بازاروں میں تعلیم دی۔ مگر وہ کہے گا مَیں تم سے کہتا ہوں کہ مَیں نہیں جانتا تم کہاں کے ہو۔ اے بدکارو! تم سب مجھ سے دُور ہو" (انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۲۴-۲۷)۔

حق تعالےٰ کی پاک حضوری کی دائمی مسرت میں شریک ہونا ہلکی سی شے نہ سمجھی جائے۔ جناب المسیح نے فرمایا کہ اُس میں داخل ہونے کے لئے بڑی جانفشانی کی ضرورت ہے۔ کوئی شخص بھی محض دینی رسومات کی ادائیگی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھا رہے بلکہ پورے دل سے حق تعالےٰ سے اپنی مخلصی کا طالب ہو۔ خدا کو واحد و لاشریک تسلیم کرنا تو اچھا ہے لیکن اگر اُس کی تابعداری نہ کی جائے تو عین ممکن ہے کہ ایسے شخص کے لئے جنت کا دروازہ کبھی بھی نہ کھلے۔ کلام الٰہی میں اُن کو جو حق شناس ہوتے ہوئے بھی حق پر عمل نہیں کرتے، حسبِ ذیل تنبیہ کی گئی ہے:۔

" تُو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خُدا ایک ہی ہے۔ خیر اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی ایمان رکھتے اور تھرتھراتے ہیں۔ مگر اے نکمے آدمی! کیا تُو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے ؟ " (انجیل شریف، یعقوب ۲: ۱۹-۲۰)۔

منصفِ کامل حضور یسوع مسیح نے روزِ محشر کو ایسے بے عمل لوگوں کے حال کی یُوں عکاسی فرمائی ہے:۔

" وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا جب تم ابرہام اور اضحاق اور یعقوب اور سب نبیوں کو خدا کی بادشاہی میں شامل اور اپنے آپ کو باہر نکالا ہوا دیکھو گے۔ اور پُورب، پچھم، اُتر، دکھن سے لوگ آکر خدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے اور دیکھو بعض آخر ایسے ہیں جو اوّل ہوں گے اور بعض اوّل ہیں جو آخر ہوں گے " (انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۲۸-۳۰)۔

ایک دفعہ آپ کہیں درس فرما رہے تھے تو چند فریسیوں نے آکر آپ کو اطلاع دی کہ

" نکل کر یہاں سے چل دے کیونکہ ہیرودیس تجھے قتل کرنا چاہتا ہے "۔

آپ نے جواباً فرمایا:۔

" جا کر اُس لومڑی سے کہہ دو کہ دیکھ مَیں آج اور کل بدرُوحوں کو نکالتا اور شفا بخشنے کا کام انجام دیتا رہوں گا اور تیسرے دن کمال کو پہنچوں گا۔ مگر مجھے آج اور کل اور پرسوں اپنی راہ پر چلنا ضرور ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلیم سے باہر ہلاک ہو " (انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۳۱-۳۳)۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ فریسی آپ کے خیر خواہ تھے یا آپ کو محض ڈرانا چاہتے تھے ؟ کیا واقعی ہیرودیس انتیپاس یہ ٹھان چکا تھا کہ آپ کو حضرت یُوحنا اصطباغی (یحییٰ) کی طرح قتل کرے ؟ حضور یسوع مسیح اس بات سے آگاہ تھے کہ آپ بھی یروشلیم ہی میں وفات پائیں گے، لہٰذا انسانی عداوت کی انتہا کو دیکھ کر حضور کے دِل میں ایک

ہوک سی اُٹھی اور آپ اِن الفاظ میں چلّا اُٹھے :۔

"اَے یروشلیم! اَے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتی ہے کتنی ہی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مُرغی اپنے بچّوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے بچّوں کو جمع کروں۔ مگر تم نے نہ چاہا! دیکھو تمہارا گھر تمہارے ہی لئے چھوڑا جاتا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ مجھ کو اُس وقت تک ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۳۴-۳۵)۔

بیت عنیاہ میں

یروشلیم کے نواح میں ایک گاؤں بنام بیت عنیاہ تھا۔ یہاں ایک خاندان میں حضور المسیح گاہے بگاہے قیام فرماتے تھے۔ اِس گھر کی مالکہ مرتھا نے آپ کو اور آپکے حواریوں کا خیر مقدم کیا اور بڑی عزّت و تکریم کے ساتھ اپنے گھر میں اُتارا۔ اِس گھر میں مرتھا کی چھوٹی بہن مریم اور اُس کا بھائی لعزر بھی تھے۔ اُن کے لئے اتنے عظیم المرتبت استاد کی خاطر تواضع کرنا بڑے فخر کا باعث تھا۔ لیکن مرتھا آپ کے قیام و طعام میں اِس قدر مشغول رہی کہ اُسے ذرا سی دیر بھی آپ کے قدموں میں بیٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ انجیل شریف میں اِس واقعہ کا ذکر یوں ہوا ہے :۔

"پھر جب جا رہے تھے تو وہ ایک گاؤں میں داخل ہوا اور مرتھا نام ایک عورت نے اُسے اپنے گھر میں اتارا۔ اور مریم نام اُس کی ایک بہن تھی۔ وہ یسوع کے پاؤں کے پاس بیٹھ کر اُس کا کلام سن رہی تھی۔ لیکن مرتھا خدمت کرتے کرتے گھبرا گئی۔ پس اُس کے پاس آکر کہنے لگی اَے خداوند! کیا تجھے خیال نہیں کہ میری بہن نے خدمت کرنے کو مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے؟ پس اُسے فرما کہ میری مدد کرے۔ خداوند نے جواب میں اُس سے کہا مرتھا! مرتھا! تو تو بہت سی چیزوں

کی فکر و تردّد میں ہے۔ لیکن ایک چیز ضرور ہے اور مریم نے وہ اچھا حصہ چن لیا ہے جو اُس سے چھینا نہ جائے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱۰: ۳۸-۴۲)۔

یہ گھر آنحضور کی زندگی کے آخری ہفتے میں آپ کی جائے پناہ بننے والا تھا۔ اِسی گھر میں ایک عظیم ترین معجزہ بھی ظہور پذیر ہونے والا تھا۔ یہ اُس وقت رُونما ہوا جب آپ نے مرتھا کے مرحوم بھائی لعزر کو چار دن کے بعد زندہ کیا۔

چشمۂ بصارت حضور یسوع مسیح عیدِ تجدید منانے کے لئے پھر یروشلیم تشریف لے گئے۔ یہ عید ماہ دسمبر کے آخری آٹھ دنوں میں منائی جاتی تھی۔ اِن دنوں ہیکل میں چراغاں کیا جاتا تھا اور عوام عید کی اِس خوشی میں اپنے گھروں کو خوب سجاتے تھے۔ لیکن آج ایک ایسا شخص تھا جو اِس تہوار کی مسرت اور گہما گہمی کو دیکھنے سے معذور تھا وہ اِس شہر کا ایک بیکس نابینا بھکاری تھا۔

اندھے بھکاری کو بینائی

حضور یسوع مسیح بیت عنیاہ سے یروشلیم تشریف لے جا رہے تھے جو دو میل کی مسافت پر تھا تو راہ میں آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو جنم کا اندھا تھا۔ آپ کے حواریوں نے آپ سے دریافت کیا:-

"اَے ربّی! کس نے گناہ کیا تھا جو یہ اندھا پیدا ہُوا۔ اِس شخص نے یا اِس کے ماں باپ نے؟

"یسوع نے جواب دیا کہ نہ اِس نے گناہ کیا تھا نہ اِس کے ماں باپ نے بلکہ یہ اِس لئے ہوا کہ خدا کے کام اُس میں ظاہر ہوں۔ جس نے مجھے بھیجا ہے، ہمیں اُس کے کام دن ہی دن کو کرنا ضرور ہے۔ وہ رات آنے والی ہے جس میں کوئی شخص کام نہیں کر سکتا۔ جب تک میں دنیا میں ہوں دنیا کا نور ہوں۔

"یہ کہہ کر اُس نے زمین پر تھوکا اور تھوک سے مٹی سانی اور

وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لگا کر اُس سے کہا جا شیلوخ (جس کا ترجمہ بھیجا ہُوا ہے) کے حوض میں دھولے۔"

اِس اندھے شخص نے آپ کے فرمان کے مطابق شیلوخ کے حوض پر جا کر آنکھیں دھوئیں اور دھوتے ہی اُس کی بینائی عود کر آئی۔ جب اس کے پڑوسیوں اور محلے داروں نے جو اُسے بھیک مانگتے دیکھا کرتے تھے بینا پایا تو بڑی حیرت سے کہا

"کیا یہ وہ نہیں جو بیٹھا بھیک مانگا کرتا تھا؟

بعض نے کہا یہ وہی ہے۔

اوروں نے کہا نہیں لیکن کوئی اس کا ہم شکل ہے۔

اُس نے کہا مَیں وہی ہوں۔ پس وہ اس سے کہنے لگے پھر تیری آنکھیں کیوں کر کھل گئیں؟

"اُس نے جواب دیا کہ اُس شخص نے جس کا نام یسوع ہے مٹی سانی اور میری آنکھوں پر لگا کر مجھ سے کہا شیلوخ میں جا کر دھو لے۔ پس مَیں گیا اور دھو کر بینا ہو گیا۔

انہوں نے اس سے کہا وہ کہاں ہے؟

اُس نے کہا مَیں نہیں جانتا" (انجیل شریف یوحنا ۹: ۱-۱۲)

اِس اندھے بھکاری کو جس نے اپنی ساری زندگی محتاجی اور اندھیرے میں ٹھوکریں کھا کھا کر گذاری تھی اُسے چند ہی ساعت میں بینائی جیسی بیش بہا نعمت حاصل ہو گئی۔ چند لمحات پہلے وہ زائرین عید سے بھیک مانگ رہا تھا۔ اُس کی شفایابی سے حیرت زدہ ہو کر ہجوم اُس کے گرد جمع ہو گیا۔ اُن میں حضور مسیح کے مخالفین بھی تھے۔ وہ اُس بچارے کو تفتیش کی غرض سے گھسیٹ کر علمائے دین کے پاس لے گئے۔ اس کے بارے میں کلامِ حق میں یوں ارشاد ہے۔

" لوگ اُس شخص کو جو پہلے اندھا تھا فریسیوں کے پاس لے گئے۔ اور جس روز یسوع نے مٹی سان کر اُس کی آنکھیں کھولی تھیں وہ سبت کا دن تھا۔ پھر فریسیوں نے بھی اُس سے پُوچھا تو کس طرح بینا ہُوا؟ اُس نے اُن سے کہا اُس نے میری آنکھوں پر مٹی لگائی۔

پھر مَیں نے دھولیا اور اب بینا ہوں۔ پس بعض فریسی کہنے لگے یہ آدمی خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ سبت کے دن کو نہیں مانتا۔ مگر بعض نے کہا کہ گنہگار آدمی کیونکر ایسے معجزے دکھا سکتا ہے؟ پس اُن میں اختلاف ہُوا۔ انہوں نے پھر اُس اندھے سے کہا کہ اُس نے جو تیری آنکھیں کھولیں تو اُس کے حق میں کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا وہ نبی ہے۔ لیکن یہودیوں کو یقین نہ آیا کہ یہ اندھا تھا اور بینا ہو گیا ہے جب تک انہوں نے اُس کے ماں باپ کو جو بینا ہو گیا تھا بلا کر اُن سے نہ پُوچھ لیا کہ کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جسے تم کہتے ہو کہ اندھا پیدا ہوا تھا؟ پھر وہ اب کیونکر دیکھتا ہے؟ اس کے ماں باپ نے جواب میں کہا ہم جانتے ہیں کہ یہ ہمارا بیٹا ہے اور اندھا پیدا ہوا تھا۔ لیکن یہ ہم نہیں جانتے کہ اب وہ کیونکر دیکھتا ہے اور نہ یہ جانتے ہیں کہ کس نے اُس کی آنکھیں کھولیں۔ وہ تو بالغ ہے۔ اسی سے پُوچھو۔ وہ اپنا حال آپ کہہ دے گا۔

"یہ اُس کے ماں باپ نے یہودیوں کے ڈر سے کہا۔ کیونکہ یہودی ایکا کر چکے تھے کہ اگر کوئی اُس کے مسیح ہونے کا اقرار کرے تو عبادت خانہ[1] سے خارج کیا جائے، اِس واسطے اس کے ماں باپ نے کہا کہ وہ بالغ ہے اُسی سے پُوچھو۔

"پس اُنہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بُلا کر کہا کہ خدا کی تمجید کر۔ ہم تو جانتے ہیں کہ یہ آدمی گنہگار ہے۔

"اُس نے جواب دیا مَیں نہیں جانتا کہ وہ گنہگار ہے یا نہیں۔ ایک بات جانتا ہوں کہ میں اندھا تھا۔ اب بینا ہوں۔

"پھر انہوں نے اُس سے کہا کہ اُس نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

---

[1] عبادت خانہ سے خارج :- اسکا مطلب یہ تھا کہ اُسے اسرائیل قوم سے خارج کر دیا جائے اور اُس کے ساتھ غیر قوموں کا سا سلوک کیا جائے۔

کس طرح تیری آنکھیں کھولیں؟

"اُس نے انہیں جواب دیا مَیں تو تم سے کہہ چکا اور تم نے نہ سُنا۔ دوبارہ کیوں سُننا چاہتے ہو؟ کیا تم بھی اُس کے شاگرد ہونا چاہتے ہو؟

"وہ اُسے بُرا بھلا کہہ کر کہنے لگے کہ تو ہی اُس کا شاگرد ہے۔ ہم تو موسیٰ کے شاگرد ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا نے موسیٰ کے ساتھ کلام کیا ہے مگر اِس شخص کو نہیں جانتے کہ کہاں کا ہے۔

"اُس آدمی نے جواب میں اُن سے کہا یہ تو تعجب کی بات ہے کہ تم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری آنکھیں کھولیں۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اس کی مرضی پر چلے تو وہ اُس کی سُنتا ہے۔ دنیا کے شروع سے کبھی سننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں۔ اگر یہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا۔

"انہوں نے جواب میں اُس سے کہا تُو تو بالکل گناہوں میں پیدا ہُوا۔ تُو ہم کو کیا سکھاتا ہے؟ اور انہوں نے اُسے باہر نکال دیا"

(انجیل شریف، یوحنا ۹: ۱۳-۳۴)۔

اِس اندھے بھکاری نے اپنی عجیب و غریب شفا کے تجربے کا بڑے وثوق سے یوں اقرار کیا "ایک بات جانتا ہوں کہ مَیں اندھا تھا۔ اب بینا ہوں"۔

یہودی پیشوا اِس قدر ناراض کیوں تھے؟ اُس کے والدین واقعہ کا اقرار کرنے سے کیوں خوف زدہ تھے؟ کتنا افسوس ہے کہ فی زمانہ متعدد متلاشیانِ حق کا بھی یہی رویہ ہے۔ وہ حضور یسوع مسیح کے بارے میں کلامِ مُقدس کے صریح شہادت سے چشم پوشی کر کے اپنے ایمان کے اظہار سے کتراتے ہیں۔

جب فریسیوں نے اُس شخص سے حضور مسیح کی مبارک شخصیت کے بارے میں پُوچھا تو اس کا جواب نہایت صاف اور سادہ تھا۔ اُس نے کہا "وہ نبی ہے"۔

جب فریسی اِس بات پر بحث کر رہے تھے کہ چونکہ آنحضور نے سبت کے روز شفا دی ہے اِس لئے آپ نعوذ باللہ گنہگار ہیں تو بھکاری نے اپنی سمجھ بوجھ

سے کام لیتے ہوئے جھٹ کہا "دنیا کے شروع سے کبھی سننے میں نہیں آیا کہ کسی نے جنم کے اندھے کی آنکھیں کھولی ہوں۔" اُس زمانے میں علم طب اِتنا وسیع نہ تھا کہ کوئی ڈاکٹر اِس قسم کا علاج کر سکتا۔ پھر جس نتیجہ پر وہ پہنچا تھا۔ اُس نے بیان کر دیا "اگر یہ شخص خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کچھ نہ کر سکتا۔" پیشواؤں کے لئے یہ بات ناقابلِ برداشت تھی، لہٰذا انہوں نے اُسے عبادت خانہ سے خارج کر دیا۔

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اِن لوگوں نے ایسے محسن کے لئے کدورت وتعصب کا اظہار کیا جس نے اُن کے ایک اندھے بھائی کو بینائی بخشی تھی۔ وہ اپنی کور چشمی کے باعث یہ سمجھنے سے معذور رہے کہ یہ محسن انسانیت ان کے موعودہ مسیح ہیں۔ شافئ اطہر حضور یسوعؔ مسیح کو بھی معلوم ہو گیا کہ فریسیوں نے اس آدمی کو عبادت خانہ سے خارج کر دیا ہے۔ اُس سے مل کر آپ نے دریافت فرمایا :۔

"کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے؟

اس نے جواب میں کہا، اَے خداوند وہ کون ہے کہ مَیں اُس پر ایمان لاؤں؟ یسوؔع نے اُس سے کہا

تُو نے تو اُسے دیکھا ہے اور جو تجھ سے باتیں کرتا ہے وُہی ہے۔" (انجیل شریف، یوحنّا ۹: ۳۵-۳۷)۔

حقیقی گلہ بان

اُس اندھے کو شفا دینے کے بعد جنابِ المسیؔح نے مجمع سے ہمکلام ہوتے ہوئے اپنی جان نثاری کا ایک اور دعوےٰ فرمایا :۔

"اچھّا چرواہا میں ہوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔" (انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۱۱)۔

بھیڑیں پالنے والوں کے نزدیک اِس کا مطلب واضح تھا۔ فلسطین کی پہاڑیوں پر گڈریوں کو اپنی بھیڑوں کی ہر وقت جنگلی جانوروں سے حفاظت کرنی پڑتی تھی اور بعض تو اُن کی حفاظت کرتے کرتے اپنی جان ہی گنوا بیٹھتے تھے۔ عظیم المرتبت بادشاہ حضرت داؤدؔ جب اپنے لڑکپن میں بھیڑیں چرایا کرتے

تھے تو اُس نگرانی کے دوران اُنھوں نے ایک شیر اور ایک ریچھ کو ہلاک کیا تھا۔ یہ حضرت داؤدؑ کے لئے ایک تربیتی عرصہ تھا کہ جب وہ امتِ خداوندی کے بادشاہ بنیں، تو اُس کی اُسی طرح حفاظت کریں جس طرح کہ وہ بھیڑوں کی کرتے رہے۔ بلحاظ پیشوائی حضرت داؤدؑ جنابِ المسیح کے مثیل ہیں۔ چنانچہ آنحضور نے ارشاد فرمایا:-

"اچھا چرواہا میں ہوں جس طرح باپ مجھے جانتا ہے اور میں باپ کو جانتا ہوں۔ اُسی طرح میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں اور میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔ اور میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلّہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا . . . میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اُسے پھر لے لوں۔ کوئی اُسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اُسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اُس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اُسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۱۴-۱۸)۔

بھیڑوں کو بچانے کے لئے حضور یسوع مسیح اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار تھے اور یہ کام بہ رضا و رغبت کر رہے تھے۔ لیکن اپنی جان دے کے آپ اِسے دوبارہ لینے کا بھی پُورا پُورا اختیار رکھتے تھے۔ کئی اشخاص ایسے ہو گزرے ہیں جنھوں نے اپنی جان کسی کے لئے قربان تو کر دی لیکن قبر کے آہنی پنجے سے دوبارہ نکلنے کی اُن میں تاب نہیں تھی۔ حضور یسوع مسیح اِسی قدرت و اختیار کے مالک ہونے کا دعوےٰ فرما رہے تھے۔ لیکن حواریئن آپ کے وصال اور دوبارہ جی اُٹھنے کے اِن ارشادات کو سمجھنے سے قاصر رہے۔

جنابِ المسیح کی اس قربانی کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ ہر قوم و قبیلے میں سے جن لوگوں نے آپکو اپنا حقیقی گلہ بان قبول کیا وہ ایک ہی گلہ میں شامل ہو گئے۔

عیدِ تجدید

حضور یسوع مسیح دسمبر ۲۹ء میں یروشلیم تشریف لے گئے۔ اِس کے

متعلق انجیلِ جلیل میں یوں ارشاد ہے۔

"اُن میں سے بہتیرے تو کہنے لگے کہ اُس میں بدرُوح ہے اور وہ دیوانہ ہے۔ تم اس کی کیوں سنتے ہو؟ اوروں نے کہا یہ ایسے شخص کی باتیں نہیں جس میں بدرُوح ہو۔ کیا بدرُوح اندھوں کی آنکھیں کھول سکتی ہے؟

"یروشلیم میں عیدِ تجدید ہوئی اور جاڑے کا موسم تھا۔ اور یسوعؑ ہیکل کے اندر سلیمانی برآمدہ میں ٹہل رہا تھا۔ پس یہودیوں نے اُس کے گرد جمع ہو کر اس سے کہا تو کب تک ہمارے دل کو ڈانواں ڈول رکھے گا؟ اگر تو مسیح ہے تو ہم سے صاف کہہ دے۔"

جنابِ المسیح نے جواباً فرمایا

"مَیں نے تو تم سے کہہ دیا مگر تم یقین نہیں کرتے۔ جو کام میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہوں وہی میرے گواہ ہیں لیکن تم اِسلئے یقین نہیں کرتے کہ میری بھیڑوں میں سے نہیں ہو۔ میری بھیڑیں میری آواز سنتی ہیں اور مَیں انہیں جانتا ہوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ اور مَیں انہیں ہمیشہ کی زندگی بخشتا ہوں اور وہ ابد تک کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی انہیں میرے ہاتھ سے چھین نہ لے گا۔ میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ مَیں اور باپ ایک ہیں"۔ (انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۲۰ - ۲۹)۔

ہر انسان زندگی کے اسرار کو جاننے کے لئے بے تاب ہے۔ حضور یسوعؑ مسیح نے اِس بے تابی کے پیشِ نظر وعدہ فرمایا کہ جو آپ کے فرمودات کی پیروی کریں اور آپ سے محبت رکھیں وہ حیاتِ دوام کے وارث ہوں گے اور ان پر عذابِ الٰہی نازل نہیں ہوگا۔ وہ آپ کے ہاتھوں میں محفوظ و مامون رہیں گے۔ آپ نے اِس بات کا پُرزور دعوےٰ فرمایا کہ چونکہ آپ اور خدائے غفور ایک ہیں اِس لئے تمام ایمان لانے والے ہمیشہ زندہ و پائندہ رہیں گے۔

اِس کی بجائے کہ یہودی آپ کے اِس ارشاد کو سرآنکھوں پر رکھتے اُلٹا وہ آپکو ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے۔ وہ اِس بات کے زبردست حامی تو تھے کہ خدا واحد ہے لیکن ان کے متعصب ذہنوں نے اس کی وحدانیت کے اسرار کو سمجھنے کی کبھی کوشش نہ کی۔ آپ نے اُن کے سوال کا جواب تو دیا تھا لیکن وہ سننے کو تیار ہی نہ تھے۔ چنانچہ انجیل شریف کی اِس کے بارے میں یہ شہادت ہے:۔

"یہودیوں نے اُسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اُٹھائے"۔

یسوعؔ نے انہیں جواب دیا کہ

"میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ اُن میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو؟

" یہودیوں نے اُسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اِس لئے کہ تُو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے"۔ (انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۳۱-۳۳)۔

اُن کی سخت گیری اور تلخ کلامی کا جواب آپ نے تلخ کلامی سے نہیں دیا۔ بلکہ بڑی نرمی سے یوں فرمایا

" اگر مَیں اپنے باپ کے کام نہیں کرتا تو میرا یقین نہ کرو۔ لیکن اگر میں کرتا ہوں تو گو میرا یقین نہ کرو مگر اُن کاموں کا تو یقین کرو تاکہ تم جانو اور سمجھو کہ باپ مجھ میں ہے اور مَیں باپ میں"۔ (انجیل شریف، یُوحنا ۱۰: ۳۷-۳۸)۔

آپ کے ارشادات سُن سُن کر یہودیوں کا پارہ چڑھ گیا۔ اُنھوں نے پتھر اُٹھا لئے اور آپ کو سنگسار کرنے پر تل گئے لیکن کسی غیبی طاقت نے اُنہیں ایسا کرنے سے باز رکھا۔ کلامِ مُقدس میں اس کا ذکر یوں ہُوا:۔

"اُنھوں نے پھر اُسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا۔

" وہ پھر یردنؔ کے پار اُس جگہ چلا گیا جہاں یوحنا (حضرت یحیٰی) پہلے بپتسمہ دیا کرتا تھا اور وہیں رہا۔ اور بہتیرے اُس کے پاس آئے

اور کہتے تھے کہ یوحنا نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا مگر جو کچھ یوحنا نے اس کے حق میں کہا تھا وہ سچ تھا۔ اور وہاں بہتیرے اُس پر ایمان لائے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۰: ۳۹-۴۲)۔

جنابِ المسیح یروشلیم کو چھوڑ کر حفظ ماتقدم کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو گئے کیونکہ یروشلیم میں آپ کے دشمن ہر وقت مخالفت پر کمر بستہ رہتے تھے۔ اور آپ کی جان مستقل خطرہ میں تھی۔ آپ دریائے یردن کے مشرقی ساحل پر تشریف لے جا کر عوام کو درس فرمانے لگے۔ آپ کے بقیہ ایام میں متعدد واقعات پیش آئے جن میں سے ایک کا بیان حسبِ ذیل ہے۔

فریسی کے گھر میں دعوت

"پھر ایسا ہوا کہ وہ سبت کے دن فریسیوں کے سرداروں میں سے کسی کے گھر کھانا کھانے کو گیا۔ اور وہ اُس کی تاک میں رہے۔ اور دیکھو ایک شخص اُس کے سامنے تھا جسے جلندر[۱] تھا۔ یسوع نے شرع کے عالموں اور فریسیوں سے کہا کہ سبت کے دن شفا بخشنا روا ہے یا نہیں؟ وہ چپ رہ گئے۔ اُس نے اُسے ہاتھ لگا کر شفا بخشی اور رخصت کیا۔ اور اُن سے کہا تم میں ایسا کون ہے جس کا گدھا یا بیل کوئیں میں گر پڑے اور وہ سبت کے دن اُس کو فوراً نہ نکال لے؟ وہ اِن باتوں کا جواب نہ دے سکے" (انجیل شریف، لوقا ۱۴: ۱-۶)۔

سبت کے دن ایک بیمار شخص کو شفا دینے کے باعث وہ پھر آپکی مخالفت کرنے لگے۔ اُس پر آپ نے فرمایا کہ ایک فریسی جو سبت کے دن اپنے گدھے یا بیل کو بچانے کی محنت کرے وہ اُسی دن کسی بیمار انسان کو شفا دینے کے عمل پر اعتراض کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

---

[۱] جلندر: پیٹ میں پانی پڑنے کا مرض۔ استقا۔

اُسی گھر میں حضور مسیح نے میزبان اور مہمان دونوں کو نصیحت فرمائی۔ وہاں پر آپکے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ جو مہمان پہلے آیا وہ میز کے سرے پر صدر نشست پر براجمان ہو گیا۔ اُنہیں مخاطب کر کے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"جب کوئی تجھے شادی میں بلائے تو صدر جگہ پر نہ بیٹھ کہ شاید اُس نے کسی تجھ سے بھی زیادہ عزت دار کو بلایا ہو۔ اور جس نے تجھے اور اُسے دونوں کو بلایا ہے آکر تجھ سے کہے کہ اِس کو جگہ دے۔ پھر تجھے شرمندہ ہو کر سب سے نیچے بیٹھنا پڑے۔ بلکہ جب تُو بلایا جائے تو سب سے نیچی جگہ جا بیٹھ تاکہ جب تیرا بلانے والا آئے تو تجھ سے کہے اے دوست آگے بڑھ کر بیٹھ! تب اُن سب کی نظر میں جو تیرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے ہیں، تیری عزت ہوگی۔ کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائیگا" (انجیل شریف لوقا ۱۴: ۷-۱۱)۔

حضور یسوع مسیح کے پیروکاروں کی اہم صفت یہ ہونی چاہیئے کہ وہ فروتن بن کر اپنے آپکو دوسروں سے ادنےٰ سمجھیں۔

پھر آپ نے اپنے میزبان سے مخاطب ہو کر اُسے نہایت حیرت آمیز تلقین فرمائی۔

"جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو نہ بلا تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہو جائے۔ بلکہ جب تو ضیافت کرے تو غریبوں، لنجوں، لنگڑوں، اندھوں کو بلا۔ اور تجھ پر برکت ہوگی کیونکہ اُن کے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱۴: ۱۲-۱۴)۔

اکثر ضیافتوں میں اُونچے طبقے کے حضرات کو مدعو کیا جاتا ہے تاکہ انکے مرتبہ سے کوئی نہ کوئی فائدہ اُٹھایا جائے۔ شاید اُن سے شادی، ملازمت یا اڑے وقت مدد حاصل کرنے کی اُمید ہو۔ لیکن اِس کے برعکس جنابِ المسیح نے دُنیا کے مروّجہ

معیار کو پلٹ کر رکھ دیا۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو تلقین فرمائی کہ وہ ایسے آدمیوں کی مدد کریں جن کے پاس بدلہ چکانے کو کچھ نہ ہو۔

مہمانوں میں سے ایک نے روزِ قیامت کی جزا کے بارے میں ارشاد سُن کر یُوں کہا:۔

"مبارک ہے وہ جو خدا کی بادشاہی میں کھانا کھائے" (آیت ۱۵)

جنابِ المسیح نے اُسے جواب دیا کہ بہت کم ایسے انسان ہیں جو ہر حال میں خدا تعالےٰ کی اطاعت کو مقدم سمجھتے ہیں۔ اکثر اپنے دنیاوی مشاغل میں اُلجھ کر فرامین الٰہی سنتے ہی نہیں۔ آپ نے اِس نکتہ کی وضاحت کے لئے حسبِ ذیل تمثیل بیان فرمائی:۔

"ایک شخص نے بڑی ضیافت کی اور بہت سے لوگوں کو بلایا۔ اور کھانے کے وقت اپنے نوکر کو بھیجا کہ بلائے ہوؤں سے کہے آؤ۔ اب کھانا تیار ہے۔ اِس پر سب نے مل کر عذر کرنا شروع کیا۔ پہلے نے اُس سے کہا مَیں نے کھیت خریدا ہے مجھے ضرور ہے کہ جا کر اُسے دیکھوں۔ مَیں تیری منت کرتا ہوں مجھے معذور رکھ۔ دُوسرے نے کہا مَیں نے پانچ جوڑی بیل خریدے ہیں اور انہیں آزمانے جاتا ہوں۔ مَیں تیری منت کرتا ہوں مجھے معذور رکھ۔ ایک اور نے کہا مَیں نے بیاہ کیا ہے۔ اِس سبب سے نہیں آ سکتا۔ پس اُس نوکر نے آکر اپنے مالک کو اِن باتوں کی خبر دی۔ اِس پر گھر کے مالک نے غصہ ہو کر اپنے نوکر سے کہا جلد شہر کے بازاروں اور کوچوں میں جا کر غریبوں، لنجوں، اندھوں اور لنگڑوں کو یہاں لے آ۔ نوکر نے کہا اے خداوند! جیسا تُو نے فرمایا تھا ویسا ہی ہُوا اور اب بھی جگہ ہے۔ مالک نے اُس نوکر سے کہا کہ سڑکوں اور کھیت کی باڑوں کی طرف جا اور لوگوں کو مجبور کر کے لا تاکہ میرا گھر بھر جائے۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جو بلائے گئے تھے اُن میں سے کوئی شخص میرا کھانا چکھنے نہ پائے گا"

(انجیل شریف، لوقا ۱۴: ۱۶-۲۴)۔

بلاشبہ حضور یسوع مسیح یہاں اُن یہودیوں کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔

جنہیں توبہ کرنے اور خدا تعالےٰ کی طرف رجوع لانے کی نہ فرصت تھی اور نہ ہی رغبت چنانچہ اب اس کی دعوت تمام اقوام عالم کے لئے ہے جن میں مصنّف اور قارئین کرام ہر دو شامل ہیں۔

سرمایہ دار نوجوان

ایک مرتبہ ایک نوجوان غالباً مقامی عبادت خانہ کا سردار، دوڑتا ہوا آیا اور حضور یسوؔع مسیح کے قدموں میں گر کر یوں کہنے لگا۔

"اے نیک اُستاد! میں کیا کروں تاکہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں"؟

جناب المسیح نے اُسے فرمایا:۔

"تُو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ خون نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزّت کر۔

اُس نے کہا

"میں نے لڑکپن سے اِن سب پر عمل کیا ہے"۔

آپ نے یہ سُن کر اُس سے فرمایا:۔

"ابھی تک تجھ میں ایک بات کی کمی ہے۔ اپنا سب کچھ بیچ کر غریبوں کو بانٹ دے، تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا اور آکر میرے پیچھے ہولے۔ یہ سُن کر وہ بہت غمگین ہوا کیونکہ بڑا دولت مند تھا"

جب حضور یسوؔع مسیح نے اُس کا اُترا ہوا چہرہ دیکھ کر فرمایا

"دولت مندوں کا خدا کی بادشاہی میں داخل ہونا کیسا مشکل ہے! کیونکہ اُونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اِس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہی میں داخل ہو" (انجیل شریف لوقا ۱۸: ۱۸ - ۲۵)۔

یہ شرط آپ نے تمام لوگوں پر عائد نہیں کی کہ وہ اپنا مال غریبوں میں بانٹ کر

ہی ہمیشہ کی زندگی کے وارث یا آپ کے پیروکار بن سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس سردار نے دولت کو اپنا خدا بنا رکھا تھا، اس لئے آپ نے اُسے اِس بُت کو توڑنے اور خدا کی اطاعت گذاری کو مقدّم جاننے کو فرمایا۔ مگر یہ دولت کا پجاری خدا کو اوّل درجہ دینے کو کب راضی تھا!

سامعین نے یہ سن کر قدرے تعجّب سے کہا۔

"پھر کون نجات پا سکتا ہے"؟

جناب المسیح نے جواب میں فرمایا:۔

"جو انسان سے نہیں ہو سکتا وہ خُدا سے ہو سکتا ہے۔"

اِس پر آپ کے حواری حضرت شمعون پطرس کے دل میں سوال ابھرا چنانچہ انہوں نے آپ سے وضاحت چاہی۔

"دیکھ ہم تو اپنا گھر بار چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لئے ہیں۔"

آپ نے اُن سے فرمایا:۔

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ ایسا کوئی نہیں جس نے گھر یا بیوی یا بھائیوں یا ماں باپ یا بچّوں کو خدا کی بادشاہی کی خاطر چھوڑ دیا ہو۔ اور اِس زمانہ میں کئی گناہ زیادہ نہ پائے اور آنے والے عالم میں ہمیشہ کی زندگی" (انجیل شریف، لوقا ۱۸: ۲۶-۳۰)۔

جنابِ المسیح کی پیروی کی قیمت

حضور المسیح نے اُن لوگوں سے جو آپ کے گرد جمع ہو گئے تھے ارشاد فرمایا:۔

"اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچّوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی[1] نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے

---

[1] یہاں لفظ "دشمنی" سے لفظی معنی مراد نہیں ہیں بلکہ یہ لفظ استعارے کے طور پر استعمال ہُوا۔ یعنی ہر صورت میں خدا تعالےٰ کو اپنے عزیز و اقارب سے اوّل جگہ دینا ہے۔

پیچھے نہ آئے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا"۔ (انجیل شریف، لوقا ۱۴: ۲۶-۲۷)۔

مطلب یہ ہے کہ آپ کا پیرو کار بننے کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ حق تعالےٰ کی پاک صداقتوں کی حرمت اور اس کے فرامین کی اطاعت گزاری دل و جان سے کی جائے اس لئے اُستاد کی پیروی شاگرد کے لئے ناگزیر ہے۔ پھر آپ نے لاگت کا اندازہ کرنے کی ضرورت کے بارے میں بیان فرمایا:۔

"تم میں ایسا کون ہے کہ جب وہ ایک بُرج بنانا چاہے تو پہلے بیٹھ کر لاگت کا حساب نہ کرلے کہ آیا میرے پاس اُس کے تیار کرنے کا سامان ہے یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ جب نیو ڈال کر تیار نہ کر سکے تو سب دیکھنے والے یہ کہہ کر اُس پر ہنسنا شروع کریں کہ اس شخص نے عمارت شروع تو کی مگر تکمیل نہ کر سکا۔ یا کون ایسا بادشاہ ہے جو دوسرے بادشاہ سے لڑنے جاتا ہو اور پہلے بیٹھ کر مشورہ نہ کرے کہ آیا میں دس ہزار سے اُس کا مقابلہ کر سکتا ہوں یا نہیں جو بیس ہزار لے کر مجھ پر چڑھا آتا ہے؟ نہیں تو جب وہ ہنوز دُور ہی ہے ایلچی بھیج کر شرائطِ صلح کی درخواست کرے گا۔ پس اِسی طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا" (انجیل شریف، لوقا ۱۴: ۲۸-۳۳)۔

غربا سے بے التفاتی اور سماجی بے انصافی

ایک دوسرے موقع پر محسن انسانیت حضور یسوع مسیح نے ایک کہانی کی مدد سے اِس بات کی وضاحت فرمائی کہ خدا تعالےٰ انسان کی زندگی کو کس زاویۂ نظر سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اِس سلسلہ میں خالق و مخلوق کے نظریات قطعی مختلف ہوتے ہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ سماج میں بارسوخ اشخاص کی آڑ میں غربا، اور مساکین کے حقوق نظر انداز کر دئے جاتے ہیں۔ جنابِ المسیح نے فرمایا:۔

"ایک دولت مند تھا جو ارغوانی اور مہین کپڑے پہنتا اور ہر روز خوشی مناتا اور شان و شوکت سے رہتا تھا۔ اور لعزر نام ایک غریب

ناسوروں سے بھرا ہُوا اُس کے دروازہ پر ڈالا گیا تھا۔ اُسے آرزو تھی کہ دولت مند کی میز سے گرے ہوئے ٹکڑوں سے اپنا پیٹ بھرے بلکہ کتے بھی آکر اُس کے ناسور چاٹتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ وہ غریب مر گیا اور فرشتوں نے اُسے لے جا کر ابرہام کی گود میں پہنچا دیا اور دولتمند بھی مُوا اور دفن ہوا۔ اُس نے عالمِ ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں اُٹھائیں اور ابرہام کو دُور سے دیکھا اور اُس کی گود میں لعزر کو۔ اور اُس نے پکار کر کہا اے باپ ابرہام مجھ پر رحم کر کے لعزر کو بھیج کہ اپنی انگلی کا سرا پانی میں بھگو کر میری زبان تر کرے کیونکہ میں اس آگ میں تڑپتا ہوں۔ ابرہام نے کہا بیٹا! یاد کر کہ تو اپنی زندگی میں اپنی اچھی چیزیں لے چکا اور اُسی طرح لعزر بُری چیزیں لیکن اب وہ یہاں تسلی پاتا ہے اور تو تڑپتا ہے۔ اور ان سب باتوں کے سوا ہمارے تمہارے درمیان ایک بڑا گڑھا واقع ہے۔ ایسا کہ جو یہاں سے تمہاری طرف پار جانا چاہیں نہ جا سکیں اور نہ کوئی اُدھر سے ہماری طرف آ سکے۔ اُس نے کہا پس اے باپ! میں تیری منت کرتا ہوں کہ تو اُسے میرے باپ کے گھر بھیج۔ کیونکہ میرے پانچ بھائی ہیں تاکہ وہ اُن کے سامنے اِن باتوں کی گواہی دے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بھی اِس عذاب کی جگہ میں آئیں۔ ابرہام نے اُس سے کہا اُن کے پاس موسیٰ اور انبیا تو ہیں، اُن کی سنیں۔ اُس نے کہا نہیں اے باپ ابرہام۔ ہاں اگر کوئی مُردوں میں سے اُن کے پاس جائے تو وہ توبہ کریں گے۔ اُس نے اُس سے کہا جب وہ موسیٰ اور نبیوں ہی کی نہیں سُنتے تو اگر مُردوں میں سے کوئی جی اُٹھے تو اُس کی بھی نہ مانیں گے" (انجیل شریف لوقا ۱۶ : ۱۹-۳۱)۔

سماجی بے راہروی طاقت کے بل بوتے سے دُور نہیں کی جا سکتی۔ ایک دِن آنے والا ہے جب منصفِ کامل خدا تعالےٰ ہی تمام بُرائیوں کا انصاف کریگا۔ اِس کہانی میں غریب لعزر حضرت ابراہیم کے ساتھ ہے جہاں اُسے کامل اطمینان اور

مسرّت میسّر ہے جبکہ امیر بڑی اذیّت میں مُبتلا ہے۔ اب حالات کا پانسہ پلٹ چکا ہے اور عدل و انصاف کا بول بالا ہوا۔

تو بھی حضور یسوع مسیح کے فرامین عالیہ اور مُبارک نمونہ سماجی ڈھانچہ پر اثر انداز ہو کر اُس میں تبدیلی ضرور پیدا کرتا ہے۔ مسیحی ہسپتال غریبوں کی بے غرض خدمت کرتے ہیں۔ نابیناؤں کو دستکاریاں سکھائی جاتی ہیں تاکہ وہ اپنی روزی کما سکیں۔ آفاتِ سماوی مثلاً کال، سیلاب اور زلزلوں کے موقعوں پر جنابِ المسیح کے متعدد پیروکار بڑی فراخ دِلی سے مدد کرتے ہیں۔ دوسرے بڑی دلیری اور پامردی سے رشوت ستانی اور دیگر سماجی بداطواریوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہتے ہیں۔ جو جبر و تشدد کا سہارا لیتے ہیں، ممکن ہے کہ وہ غریبوں کی وقتی طور پر تو مدد کر سکیں لیکن حضور المسیح نے فرمایا کہ "جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے"۔ آپ نے سماجی بے انصافی کو درست کرنے کے لئے تشدد کو ذریعۂ کار نہیں بنایا۔

خدشہ ہے کہ مذکورہ بالا تمثیل کے مطابق کوئی انبیائے کرام کے فرمودات سے واقف ہوتے ہوئے پھر بھی اُن کو نظر انداز کر دے جس کا خمیازہ اگلے جہان کے عذاب میں پڑ کر اُسے بھگتنا پڑے گا۔

امیر آدمی بخوبی جانتا تھا کہ اُسے لعزر کی مدد کرنی چاہیئے تھی لیکن اسکے باوجود بھی اُس نے اِس کارِ خیر سے رُوگردانی کی۔

بعض معترضین کا دعوےٰ ہے کہ مذہب غریبوں کی زندگی کو اِس جہان کی بجائے آئندہ جہان میں ہی بہتر بناتا ہے۔ پس اُس کی مثال افیون کی سی ہے جو غریبوں کو خاموش رکھ کر انہیں مردہ دل بنا دیتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کبھی کوئی شخص حضور المسیح کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو اُس کا رویّہ اپنے پڑوسیوں کے بارے میں بدل جاتا ہے۔

جب کسی شخص کا کردار اور چال چلن بدل جاتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے خاندان کی آمدنی بڑھانے کے قابل بن جاتا ہے بلکہ اپنے ماحول کے معیاروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ بہت سے ممالک میں غربت اور پس ماندگی کا ایک بڑا سبب رشوت ستانی اور اسی قبیل کی سماجی بُرائیاں یعنی اپنی تعلیمات میں حضور یسوع مسیح اِس مصیبت

کی جڑ پر انگلی رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسان کے دل اور اُس کے کردار ہی میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ جب کبھی اور جہاں کہیں لوگ توبہ کر کے آپ کی تعلیمات پر ایمان لاتے ہیں وہاں آپ انہیں زندگی کی قوت عطا کر کے اُن میں ایک تخلیقی کام کرتے ہیں۔

فریسیوں کو انتباہ

اُن فریسیوں کو جو اکثر و بیشتر حضور یسوعؑ مسیح کے فرمودات سنتے رہے انہیں آپ نے فرمایا:۔

"کوئی نوکر دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" (انجیل شریف، لوقا ۱۶: ۱۳)۔

کلامِ مقدس میں فریسیوں کے ردعمل کا یوں بیان ہے۔

"فریسی جو زردوست تھے ان سب باتوں کو سن کر اُسے ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے" (آیت ۱۴)۔

لیکن آپ نے اُن سے فرمایا:۔

"تم وہ ہو کہ آدمیوں کے سامنے اپنے آپ کو راستباز ٹھہراتے ہو لیکن خدا تمہارے دلوں کو جانتا ہے کیونکہ جو چیز آدمیوں کی نظر میں عالی قدر ہے وہ خدا کے نزدیک مکروہ ہے" (آیت ۱۵)۔

آپ نے اُن سے جو اپنے آپ کو راستباز سمجھتے تھے اور دوسروں کو ناچیز جانتے تھے یہ تمثیل فرمائی:۔

"دو شخص ہیکل میں دعا کرنے گئے۔ ایک فریسی۔ دوسرا محصول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یوں دعا کرنے لگا کہ اے خدا! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم، بے انصاف زناکار یا اس محصول لینے والے کی مانند نہیں ہوں۔ میں ہفتہ میں دو بار روزہ رکھتا اور اپنی ساری آمدنی پر دہ یکی دیتا ہوں۔ لیکن محصول لینے والے نے

دُور کھڑے ہو کر اِتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہا کہ اَے خدا! مجھ گنہگار پر رحم کر۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ شخص دوسرے کی نسبت راستباز ٹھہر کر اپنے گھر گیا کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱۸: ۹: ۱۴)۔

ہمارے لیئے بھی یہی خدشہ ہے کہ ہم اپنی نمازوں اور روزوں پر فخر کرتے ہوئے کہیں دوسروں کو اپنے سے کمتر نہ سمجھ بیٹھیں۔ عالم الغیب باری تعالےٰ دلوں کی اصل حالت سے واقف ہے اور ایک تائب گنہگار کی آہ و بکا کو سنتا ہے۔

لعزؔر کو زندہ کرنے کے لئے بیتؔ عنیاہ میں واپسی

حضور یسوعؔ مسیح دریائے یردن کے مشرقی کنارے پر جہاں حضرت یوحنّا اصطباغی (حضرت یحییٰ) قتل ہونے سے پیشتر منادی کیا کرتے تھے، درس فرما رہے تھے کہ ایک قاصد بیتؔ عنیاہ گاؤں کی بی بی مریم اور مرتھا کی طرف سے پیغام لے کر پہنچا کہ ہمارا بھائی لعزؔر سخت بیمار ہے۔ یہ سن کر آپ قصداً دو۲ دن اور اُسی مقام پر بیماروں کو شفا اور عوام کو درس فرماتے رہے۔ اِس کے بعد ہی آپ دریا عبور کر کے بیتؔ عنیاہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ حواریّن کو یہ دیکھ کر کہ آپ یروشلیم کے اِس قدر نزدیک جا رہے ہیں بڑی تشویش ہوئی کیونکہ بیتؔ عنیاہ یروشلیم سے دو۲ ہی میل کے فاصلہ پر تھا۔ پس اُنہوں نے آپ سے کہا

"اَے ربیّ! ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا ہے؟"

یسوعؔ نے جواب دیا

کیا دن کے بارہ۱۲ گھنٹے نہیں ہوتے؟ اگر کوئی دن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتا کیونکہ وہ دنیا کی روشنی دیکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے کیونکہ اُس میں روشنی نہیں۔ اس نے یہ باتیں کہیں اور اس کے بعد اُن سے کہنے لگا کہ ہمارا دوست لعزؔر سو گیا ہے لیکن

میں اُسے جگانے جاتا ہوں۔

"پس شاگردوں نے کہا اے خداوند! اگر سو گیا ہے تو بچ جائیگا۔ یسوعؔ نے تو اُس کی موت کی بات کہا تھا مگر وہ سمجھے کہ آرام کی نیند کی بابت کہا۔ تب یسوعؔ نے ان سے صاف کہہ دیا کہ لعزرؔ مر گیا۔ اور میں تمہارے سبب سے خوش ہوں کہ وہاں نہ تھا تاکہ تم ایمان لاؤ لیکن آؤ ہم اُس کے پاس چلیں" (انجیل شریف، یوحنا ۱۱: ۸-۱۵)۔

آپ کے ایک حواری حضرت توما (جنہیں توام کہتے تھے) نے یہ محسوس کیا کہ آپ کا یروشلیم کے قریب جانا کس قدر خطرناک ہے۔ انہوں نے تھوڑا ہی عرصہ پہلے یروشلیم کے یہودی راہنماؤں کی نفرت اور غیض و غضب کو دیکھا تھا کہ آپ کو قتل کرنے کی ٹھان رہے تھے۔ پس اُنہوں نے اُسی سنگین خطرے کے پیشِ نظر دیگر حواریوں سے کہا

"آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اُس کے ساتھ مریں" (آیت ۱۶)۔

حسبِ ذیل واقعہ اُن تمام عجیب و غریب کارہائے خیر اور معجزات سے جو آپ نے اپنے مسیحِ موعود ہونے کے ثبوت میں کیے تھے، سب سے حیران کن ہے۔

"پس یسوعؔ کو آکر معلوم ہوا کہ اُسے قبر میں رکھے چار دن ہوئے بیت عنیاہ یروشلیم کے نزدیک قریباً دو میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور بہت سے یہودی مرتھاؔ اور مریمؔ کو اُن کے بھائی کے بارے میں تسلی دینے آئے تھے۔ پس مرتھا یسوعؔ کے آنے کی خبر سُن کر اُس سے ملنے گئی۔ لیکن مریمؔ گھر میں بیٹھی رہی۔

"مرتھاؔ نے یسوعؔ سے کہا اے خداوند، اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ اور اب بھی جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھے دے گا۔"

حضور یسوعؔ مسیح نے بی بی مرتھاؔ سے فرمایا:-

"تیرا بھائی جی اُٹھے گا۔"

مرتھاؔ نے آپ سے کہا

"میں جانتی ہوں کہ قیامت میں آخری دن جی اُٹھے گا۔"

یسوع نے اُس سے کہا

"قیامت اور زندگی تو مَیں ہُوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا۔ اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا، کیا تو اس پر ایمان رکھتی ہے؟

"اُس نے اُس سے کہا ہاں اے خداوند، مَیں ایمان لا چکی ہوں کہ خُدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تُو ہی ہے۔

"یہ کہہ کر وہ چلی گئی اور چپکے سے اپنی بہن مریم کو بُلا کر کہا کہ اُستاد یہیں ہے اور تجھے بُلاتا ہے۔ وہ سنتے ہی جلد اُٹھ کر اُس کے پاس آئی۔ (یسوع ابھی گاؤں میں نہیں پہنچا تھا بلکہ اُسی جگہ تھا جہاں مرتھا اُس سے ملی تھی)۔ پس جو یہودی گھر میں اُس کے پاس تھے اور اُسے تسلّی دے رہے تھے یہ دیکھ کر کہ مریم جلد اُٹھ کر باہر گئی اِس خیال سے اُس کے پیچھے ہو لئے کہ وہ قبر پر رونے جاتی ہے۔

"جب مریم اُس جگہ پہنچی جہاں یسوع تھا اور اُسے دیکھا تو اُس کے قدموں میں گِر کر اُس سے کہا اَے خُداوند اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔

"جب یسوع نے اسے اور اُن یہودیوں کو جو اُس کے ساتھ آئے تھے روتے دیکھا تو دل میں نہایت رنجیدہ ہوا اور گھبرا کر کہا تم نے اُسے کہاں رکھا ہے؟

"انہوں نے کہا اَے خداوند چل کر دیکھ لے۔ یسوع کے آنسو بہنے لگے۔ پس یہودیوں نے کہا دیکھو وہ اُس کو کیسا عزیز تھا۔ لیکن ان میں سے بعض نے کہا کیا یہ شخص جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں اتنا نہ کر سکا کہ یہ آدمی نہ مرتا؟ یسوع پھر اپنے دل میں نہایت رنجیدہ ہو کر قبر پر آیا۔ وہ ایک غار تھا اور اس پر پتھر دھرا تھا"۔ (انجیل شریف، یوحنا ۱۱: ۱۷-۳۸)

لہ صفحہ نمبر ۲۹۴ پر نوٹ نمبر ۷ ملاحظہ فرمایئے۔

حضور المسیح کا یہ فرمان کہ "قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں" آپ کا اپنی ذاتِ پاک کے متعلق سب سے بڑا دعوےٰ تھا۔ اور جلد ہی آپ بہ نفس نفیس قبر سے زندہ ہو کر اپنے اِس دعوےٰ کی صداقت پر مہر لگانے والے تھے۔
اکثر لوگوں کو یہاں تک کہ خدائے واحد کے ماننے والوں کو بھی یہ خوف پریشان کر رہا ہے کہ موت کے بعد ہمارا کیا حال ہوگا۔ چشمۂ حیات حضور مسیح نے بی بی مرتھا اور اُن تمام افراد سے جو آپ پر ایمان لاتے ہیں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو
"مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔"
آپ پر ایمان لانے والے کے لئے مرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک بیمار اور ناتواں بدن سے چھوٹ کر خدا تعالےٰ کی بہشت کی مسرتوں میں شریک ہو جائے گا مطلب یہ ہے کہ اُسے ایمان لانے کے ساتھ ہی یہ خوشی اور اطمینان مل جاتا ہے کہ جسمانی موت کے بعد وہ دوزخ میں نہیں بلکہ ابد تک خدا تعالےٰ کے جوارِ رحمت میں رہے گا۔
حضور المسیح لعزر کے بارے میں کیوں روئے جبکہ آپ جانتے تھے کہ وہ جی اُٹھیگا؟ اُس کی وجہ یہ ہوگی کہ آپ کو اِس امر کا شدت سے احساس ہوا کہ گناہ نے خدا تعالےٰ کی اعلےٰ ترین تخلیق نوعِ انسانی کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔
اگر انسان نافرمانی نہ کرتا تو موت اُس پر ہرگز وارد نہ ہو سکتی۔ موت کا عمل دخل گناہ کا ہی نتیجہ ہے۔ مختارِ دو عالم حضور المسیح اِسی لئے مبعوث ہوئے کہ ابلیس کے کاموں کو مٹا کر موت کا قلع قمع کر دیں۔ چنانچہ آپ نے لعزر کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:-
"پتھر کو ہٹاؤ۔ اُس مرے ہوئے شخص کی بہن مرتھا نے اُس سے کہا اَے خداوند! اِس میں سے تو اب بدبُو آتی ہے کیونکہ اُسے چار دن ہو گئے۔ یسوع نے اُس سے کہا کیا مَیں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تُو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی؟ پس انہوں نے اُس پتھر کو ہٹا دیا۔"
پھر یسوع نے آنکھیں اُٹھا کر کہا۔
"اَے باپ مَیں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تُو نے میری سُن لی۔ اور مجھے تو معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے مگر اِن لوگوں کے باعث جو آس پاس کھڑے ہیں مَیں نے یہ کہا تاکہ وہ ایمان لائیں کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا

ہے۔ اور یہ کہہ کر اُس نے بلند آواز سے پکارا کہ اے لعزر نکل آ۔ جو مر گیا تھا وہ کفن سے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے نکل آیا اور اُس کا چہرہ رومال سے لپٹا ہوا تھا۔ یسوع نے اُن سے کہا اُسے کھول کر جانے دو۔"

صاحبِ کرامات حضور المسیح کا یہ عظیم الشان اور بے مثال اعجاز دیکھ کر اُن یہودیوں میں سے جو بی بی مریم کے ساتھ آئے تھے متعدد ایمان لائے۔ لیکن اُن میں سے چند بد باطن اشخاص نے اِس واقعہ کے بارے میں جا کر فریسیوں کو خبر دی اور اُنہیں حضور المسیح کے خلاف اکسایا۔

چنانچہ سردار کاہنوں اور فریسیوں نے فوراً اپنی مجلسِ عالیہ کا اجلاس طلب کر کے کہا:۔

"ہم کرتے کیا ہیں؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ اگر ہم اُسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اُس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آ کر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔"

پس اُس دن سے وہ محسنِ عالمین کو قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ لہٰذا آپ نے یہودیوں میں علانیہ نقل و حرکت ترک کر دی اور وہاں سے جنگل کے نزدیک واقع ایک شہر بنام افرائیم میں تشریف لے گئے (انجیل شریف، یوحنا ۱۱: ۳۹-۴۸، ۵۳-۵۴)۔

حواریوں کو آپکی قریب الوقوع وفات کی دوبارہ اطلاع

اِس شہر میں کچھ عرصہ قیام فرمانے کے بعد آپ اپنے حواریوں سمیت آہستہ آہستہ یریحو سے ہوتے ہوئے بیت المقدس کی طرف بڑھنے لگے، کیونکہ یہودیوں کی عیدِ فسح قریب تھی۔ اِس عید سے کچھ دن پہلے ہی لوگ قرب و جوار کے شہروں اور گاؤں سے یروشلیم کی طرف گروہ در گروہ سفر کرنے لگے تاکہ عید سے پیشتر شریعت کے مطابق اپنے آپکو پاک کریں۔ دریں اثنا

"سردار کاہنوں اور فریسیوں نے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے تو اطلاع دے تاکہ اُسے پکڑ لیں" (انجیل شریف

یوحنا ۱۱: ۵۷)۔

اب آخری کشمکش کا وقت قریب آ پہنچا تھا۔

"اور وہ (حواریئن) یروشلیم کو جاتے ہوئے راستے میں تھے اور یسوع اُن کے آگے آگے جا رہا تھا۔ وہ حیران ہونے لگے اور جو پیچھے پیچھے چلتے تھے ڈرنے لگے" (انجیل شریف، مرقس ۱۰: ۳۲)۔

ہادیِ برحق حضور یسوع مسیح بڑے اعتماد کے ساتھ اپنی قتل گاہ یروشلیم کی طرف قدم بڑھائے جا رہے تھے۔ آپ عنقریب ہونے والے واقعات کے باعث بڑے سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ نیز اُن افواہوں کے باعث جو آپ کے بارے میں گردش کر رہی تھیں، آپ کے تمام ساتھیوں کے دلوں پر مایوسی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

پس آپ اپنے بارہ حواریوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

"دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں اور جتنی باتیں نبیوں کی معرفت لکھی گئی ہیں ابن آدم کے حق میں پوری ہوں گی۔ کیونکہ وہ غیر قوم والوں کے حوالہ کیا جائے گا اور لوگ اس کو ٹھٹھوں میں اڑائیں گے اور بے عزت کریں گے اور اُس پر تھوکیں گے۔ اور اس کو کوڑے ماریں گے اور قتل کریں گے اور وہ تیسرے دن جی اُٹھے گا۔"

لیکن آپ کے حواریوں نے

"اُن میں سے کوئی بات نہ سمجھی اور یہ قول اُن پر پوشیدہ رہا اور اُن باتوں کا مطلب اُن کی سمجھ میں نہ آیا۔" (انجیل شریف لوقا ۱۸: ۳۱۔۳۴)۔

مبلغِ اعظم حضور یسوع مسیح نے متعدد بار اپنے حواریوں کو اپنی تبلیغ کے المناک انجام سے آگاہ فرمایا تھا۔ لیکن وہ کب تصور کر سکتے تھے کہ خدا تعالےٰ کا برگزیدہ نبی یوں ذلت اُٹھا کر قتل کر دیا جائے گا۔ آپ نے کتنی ہی بار توریت، زبور اور صحائف انبیاء سے پیشین گوئیوں کا حوالہ دیا، کہ المسیح اپنے جاہ و جلال میں داخل ہونے سے پیشتر دُکھ اُٹھائیں گے۔ لیکن حواریئن کا حال آج کل کے بہت سے عزیزوں کا سا تھا۔ وہ مغفرتِ گناہ اور حق تعالےٰ کے ساتھ انسان کی صلح کے اس اسرار کو سمجھ نہ پائے۔

اندھے بھکاری کی شفایابی

جب حضور یسوعؔ مسیح یریحوؔ شہر میں پہنچے جو یروشلیم سے اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھا تو آپ کو راہ کے کنارے بیٹھا ہوا ایک بھکاری ملا جو اندھا تھا۔

"وہ بھیڑ کے جانے کی آواز سُن کر پوچھنے لگا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ اُنہوں نے اُسے خبر دی کہ یسوعؔ ناصری جا رہا ہے۔ اُس نے چلّا کر کہا اَے یسوعؔ ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ جو آگے جاتے تھے وہ اُس کو ڈانٹنے لگے کہ چُپ رہے مگر وہ اور بھی چلایا کہ اے ابن داؤد مجھ پر رحم کر۔ یسوعؔ نے کھڑے ہو کر حکم دیا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ نزدیک آیا تو اُس نے اُس سے یہ پُوچھا تو کیا چاہتا ہے کہ مَیں تیرے لئے کروں؟ اُس نے کہا اَے خداوند یہ کہ مَیں بینا ہو جاؤں۔ یسوعؔ نے اُس سے کہا بینا ہو جا۔ تیرے ایمان نے تجھے اچھا کیا۔ وہ اُسی دم بینا ہو گیا اور خدا کی تمجید کرتا ہوا اُس کے پیچھے ہو لیا اور سب لوگوں نے دیکھ کر خدا کی حمد کی۔" (انجیل شریف، لوقا ۱۸: ۳۵-۴۳)۔

حضور المسیح زکائی کے گھر میں

حضور یسوعؔ مسیح یریحو کے شہر کی پُرپیچ گلیوں میں سے گزر رہے تھے کہ اُن کی ایک دولت مند شخص زکائی نام جو کہ ٹیکس کمشنر تھا ملاقات ہوئی۔ وہ آپ کے دیدارِ پاک کا مدّت سے مشتاق تھا۔ انجیل شریف میں اِس واقعہ کا یوں بیان ہے:-

"لیکن بھیڑ کے سبب سے دیکھ نہ سکتا تھا اِس لئے کہ اُس کا قد چھوٹا تھا۔ پس اُسے دیکھنے کے لئے آگے دوڑ کر ایک گولر کے پیڑ پر چڑھ گیا کیونکہ وہ اُسی راہ سے جانے کو تھا۔ جب یسوعؔ اُس جگہ پہنچا تو اُوپر نگاہ کر کے اُس سے کہا اَے زکائی، جلد اُتر آ کیونکہ آج مجھے تیرے گھر رہنا ضرور ہے۔ وہ جلد اُتر کر اُس کو خوشی سے اپنے گھر لے گیا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو سب بڑبڑا کر کہنے لگے کہ

وہ تو ایک گنہگار شخص کے ہاں جا اُترا۔ اور زکائی نے کھڑے ہو کر خداوند سے کہا اَے خداوند دیکھ میں اپنا آدھا مال غریبوں کو دیتا ہوں اور اگر کسی کا کچھ ناحق لے لیا ہے تو اُس کو چوگنا ادا کرتا ہوں۔ یسوع نے اُس سے کہا آج اس گھر میں نجات آئی ہے۔ اِس لئے کہ یہ بھی ابرہام کا بیٹا ہے۔ کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۱۹: ۲-۱۰)۔

یہ دونوں واقعات یعنی اندھے بھکاری کو شفا دینا اور گنہگار زکائی کی دعوت قبول کرنا جبکہ آپ کی وفات میں تقریباً آٹھ دس دن ہی رہ گئے تھے آپ کی ضرورت مندوں سے گہری محبت کا ثبوت ہیں۔ غریب ہو یا امیر آپ سبھوں کو راہِ راست پر لانے کے دل سے متمنی تھے۔ تب ہی آپ نے فرمایا:۔

"اِبنِ آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔"

اشرفیوں کی تمثیل

جب بہت سے لوگ جمع ہو کر (غالباً زکائی کے گھر میں) آپ کے ارشادات کو بڑی توجہ سے سُن رہے تھے۔ تو آپ نے ایک تمثیل بیان فرمائی:۔

"ایک امیر دُور دراز مُلک کو چلا تا کہ بادشاہی حاصل کر کے پھر آئے۔ اُس نے اپنے نوکروں میں سے دس کو بلا کر اُنہیں دس اشرفیاں دیں اور اُن سے کہا کہ میرے واپس آنے تک لین دین کرنا۔ لیکن اُس کے شہر کے آدمی اُس سے عداوت رکھتے تھے اور اُس کے پیچھے ایلچیوں کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہم نہیں چاہتے کہ یہ ہم پر بادشاہی کرے۔ جب وہ بادشاہی حاصل کر کے پھر آیا تو ایسا ہوا کہ اُن نوکروں کو بُلا بھیجا جن کو روپیہ دیا تھا۔ تاکہ معلوم کرے کہ انہوں نے لین دین سے کیا کیا کمایا۔ پہلے نے حاضر ہو کر کہا اَے خداوند تیری اشرفی سے دس اشرفیاں پیدا ہوئیں۔ اُس نے اُس سے کہا اے اچھے نوکر شاباش! اس لئے کہ تو نہایت تھوڑے میں دیانتدار نکلا اب تو دس شہروں

پر اختیار رکھ۔ دوسرے نے آکر کہا اے خداوند تیری اشرفی سے پانچ اشرفیاں پیدا ہوئیں۔ اُس نے اُس سے بھی کہا کہ تُو بھی پانچ شہروں کا حاکم ہو۔ تیسرے نے آکر کہا اے خداوند، دیکھ تیری اشرفی یہ ہے جس کو مَیں نے رومال میں باندھ کر رکھا۔ کیونکہ مَیں تجھ سے ڈرتا تھا اِس لئے کہ تُو سخت آدمی ہے۔ جو تُو نے نہیں رکھا اُسے اُٹھا لیتا ہے اور جو تُو نے نہیں بویا اُسے کاٹتا ہے۔ اُس نے اُس سے کہا اے شریر نوکر میں تجھ کو تیرے ہی منہ سے ملزم ٹھہراتا ہوں۔ تو مجھے جانتا تھا کہ سخت آدمی ہوں اور جو مَیں نے نہیں رکھا اُسے اُٹھا لیتا اور جو نہیں بویا اُسے کاٹتا ہوں۔ پھر تُو نے میرا روپیہ ساہوکار کے ہاں کیوں نہ رکھ دیا کہ مَیں آکر اُسے سود سمیت لے لیتا؟ اور اُس نے اُن سے کہا جو پاس کھڑے تھے کہ وہ اشرفی اُس سے لے لو اور دس اشرفی والے کو دے دو۔ (انہوں نے اُس سے کہا اے خداوند اُس کے پاس دس اشرفیاں تو ہیں)۔ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جس کے پاس ہے اس کو دیا جائے گا اور جس کے پاس نہیں اُس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اُس کے پاس ہے۔ مگر میرے اُن دشمنوں کو جنہوں نے نہ چاہا تھا کہ مَیں اُن پر بادشاہی کروں یہاں لا کر میرے سامنے قتل کرو" (انجیل شریف، لوقا ۱۹ : ۱۱-۲۷)۔

ہر طرح کی نعمتیں اور صلاحیتیں ہمیں اِس لئے دی گئی ہیں کہ ہم اُن سے روپے پیسے کی طرح لین دین کریں۔ اِن سب کا حساب ہمیں حضور یسوع مسیح کی آمدِ ثانی پر دینا پڑے گا۔ وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور صلاحیتوں کو بطریق احسن استعمال کرتے ہیں۔ اُس کی بادشاہی میں اجر پائیں گے۔ مگر جو سستی اور لاپرواہی کے باعث انہیں درست طریقہ سے استعمال نہیں کرتے وہ جو کچھ اُن کے پاس ہے اُسے بھی گنوا بیٹھیں گے۔ مگر تھوڑے ہی لوگ سمجھے کہ حضور المسیح بھی اُس آدمی کی طرح جو دُور دراز ملک کو گیا تاکہ بادشاہی حاصل کرکے واپس آئے، اِس دنیا کو جلد ہی چھوڑنے والے ہیں۔ وہ بھی پھر اِس جہان آکر عدالت کریں گے۔ آپ اُس رات زکائی کے گھر ہی میں قیام فرما کر دوسرے

دِن بیت عنیاہ تشریف لے گئے۔

آخری سات دِن

آپ کی زندگی کے اِن آخری سات دنوں کی جو تاریخ قلمبند ہوئی ہے۔ وہ نہایت اہم اور نتیجہ خیز ہے۔ اب بیت عنیاہ آپ کی اور حواریوں کی سرگرمیوں کا مرکز بن گیا۔ اِن دنوں آپ لعزر کے گھر مقیم رہے جہاں آپ کو ہر طرح کا آرام اور خلوت میسر آئی۔ کلامِ پاک میں ارشاد ہے:-

"پھر یسوع فسح سے چھ روز پہلے بیت عنیاہ میں آیا جہاں لعزر تھا جسے یسوع نے مردوں میں سے جلایا تھا۔" (انجیل شریف یوحنا ۱۲: ۱)۔

عیدِ فسح پر جو زائرین یروشلیم آئے اُن کا موضوعِ سخن حضور المسیح کی ذاتِ شریف ہی بنی رہی۔

"پس وہ یسوع کو ڈھونڈنے اور ہیکل میں کھڑے ہو کر آپس میں کہنے لگے کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا وہ عید میں نہیں آئے گا؟ اور سردار کاہنوں اور فریسیوں نے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہو کہ وہ کہاں ہے تو اطلاع دے تاکہ اُسے پکڑ لیں" (انجیل شریف، یوحنا ۱۱: ۵۶-۵۷)۔

پہلا دِن

اِس اہم ترین ہفتہ کے پہلے دن جو کہ مروّجہ اتوار ہے، حضور یسوع مسیح یروشلیم کے ۲ دو میل کے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب زائرین عید نے سُنا کہ آپ یروشلیم تشریف لا رہے ہیں تو وہ جوق در جوق آپ کے استقبال کے لئے نکلے (انجیل شریف، یوحنا ۱۲: ۱۲-۱۳)۔

"اور جب وہ یروشلیم کے نزدیک پہنچے اور زیتون کے پہاڑ پر بیت فگے کے پاس آئے تو یسوع نے دو شاگردوں کو یہ کہہ کر بھیجا

کہ اپنے سامنے کے گاؤں میں جاؤ۔ وہاں پہنچتے ہی ایک گدھی بندھی ہوئی اور اُس کے ساتھ بچہ پاؤ گے۔ انہیں کھول کر میرے پاس لے آؤ۔ اور اگر کوئی تم سے کچھ کہے تو کہنا کہ خداوند کو اِن کی ضرورت ہے وہ فی الفور انہیں بھیج دے گا۔ یہ اِس لئے ہوا کہ جو نبی کی معرفت کہا گیا تھا وہ پُورا ہو کہ

صیّون کی بیٹی سے کہو کہ
دیکھ تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔
وہ حلیم ہے اور گدھے پر سوار ہے۔
بلکہ لادو کے بچے پر" (انجیل شریف، متی ۲۱: ۱-۵)۔

خداتعالےٰ کے نبی حضرت زکریاہ نے اِس واقعہ کے ظہور میں آنے سے پانچ سو سال پیشتر اِس کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی (دیکھئے بائبل شریف، زکریاہ ۹: ۹)۔ کلامِ مُقدّس میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور اِن جیسے دیگر انبیائے کرام کی متعدد پیشین گوئیاں ہیں جو سب مسیح موعود کی نشاندہی کرتی ہیں۔ انہی پیشین گوئیوں کی حضورِ المسیح اب تکمیل فرمانے والے تھے۔

"پس شاگردوں نے جا کر جیسا یسوؔع نے اُن کو حکم دیا تھا ویسا ہی کیا۔ اور گدھی اور بچے کو لا کر اپنے کپڑے اُن پر ڈالے اور وہ اُن پر بیٹھ گیا۔ اور بھیڑ میں کے اکثر لوگوں نے اپنے کپڑے راستہ میں بچھائے اور اوروں نے درختوں سے ڈالیاں کاٹ کر راہ میں پھیلائیں۔ اور بھیڑ جو اُس کے آگے آگے جاتی اور پیچھے پیچھے چلی آتی تھی پُکار پُکار کر کہتی تھی ابنِ داؔؤد کو ہوشعنا[1]۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ عالمِ بالا پر ہوشعنا۔ اور جب وہ یروشلیم میں داخل ہوا تو سارے شہر میں ہل چل پڑ گئی اور لوگ کہنے لگے یہ کون ہے؟ بھیڑ کے لوگوں نے کہا یہ گلیل کے ناصرۃ کا نبی یسوؔع ہے" (انجیل

---

[1] ہوشعنا عبرانی لفظ ہے۔ اِس کے معنی ہیں کرم کر کے نجات دے۔

شریف، متی ۲۱: ۹-۱۱)۔

"اُس کے شاگرد پہلے تو یہ باتیں نہ سمجھے لیکن جب یسوعؔ اپنے جلال کو پہنچا تو اُن کو یاد آیا کہ یہ باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی تھیں اور لوگوں نے اُس کے ساتھ یہ سلوک کیا تھا" (انجیل شریف، یوحنّا ۱۲: ۱۶)۔

عیدِ فسح منانے کے لئے اکثر زائرین کافی دن پہلے یروشلیم آجاتے تھے۔ اُن میں بیت عنیاہ کے مقامی لوگ بھی تھے جنہوں نے مسیحِ موعود کو چار دن کے مدفون لعزر کو دوبارہ زندہ کرتے دیکھا تھا۔ انہوں نے دُور دراز کے زائرین کو بھی اس محیّر العقل واقعہ کے بارے میں بتا دیا تھا۔

"اِسی سبب سے لوگ اُس کے استقبال کو نکلے کہ اُنہوں نے سُنا تھا کہ اُس نے یہ معجزہ دکھایا ہے۔ پس فریسیوں نے آپس میں کہا سوچو تو! تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۲: ۱۸-۱۹)۔

عوام ہمیشہ حضور یسوعؔ مسیح کے ارشادات سننے کے مشتاق تھے۔ اب وہ بڑے جوش و خروش سے آپ کو مسیحِ موعود اور بادشاہ سمجھ کر آپ کا شاہانہ استقبال کرنے کو نکلے۔ وہ یہ نعرہ لگاتے تھے کہ

"مبارک ہے وہ بادشاہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ آسمان پر صلح اور عالمِ بالا پر جلال!" (انجیل شریف، لوقا ۱۹: ۳۸)۔

اِس مجمع میں آپ کے کچھ فریسی دشمن بھی شامل تھے۔ آپ کا یہ پُرشکوہ استقبال دیکھ کر اُن سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے آپ کو کہا

"اے اُستاد! اپنے شاگردوں کو ڈانٹ دے۔"

آپ نے انہیں جواب دیا

"مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اگر یہ چُپ رہیں تو پتھر چِلّا اُٹھیں گے۔"

جب آپ شہر کے اور زیادہ قریب پہنچے تو اس کے انجام کے پیشِ نظر آپ کا دل بھر آیا اور آپ رونے لگے۔ آپ نے گویا مُقدّس شہر سے مخاطب ہوتے ہوئے

فرمایا :۔

"کاشکہ تو اپنے اِسی دن میں سلامتی کی باتیں جانتا! مگر اب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں۔ کیونکہ وہ دن تجھ پر آئیں گے کہ تیرے دشمن تیرے گرد مورچہ باندھ کر تجھے گھیر لیں گے اور ہر طرف سے تنگ کریں گے۔ اور تجھ کو اور تیرے بچوں کو جو تجھ میں ہیں زمین پر دے پٹکیں گے اور تجھ میں کسی پتھر پر پتھر باقی نہ چھوڑیں گے اِس لئے کہ تُو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی" (انجیل شریف، لُوقا ۱۹ : ۳۹-۴۴)۔

بنی اسرائیل کے لئے یہ آخری موقع تھا کہ وہ آنحضور کو اپنا مسیح موعود اور نبی قبول کریں۔ جب آپ نے شہر پر نظر ڈالی تو آپ کی آنکھیں ہیکل کے سفید خوبصورت پتھروں کی چمک دمک سے ہٹ کر مستقبل کے اُن واقعات کا مشاہدہ کرنے لگیں جب رومی جنرل طِطس سنہ ۷۰ء میں یروشلیم کا محاصرہ کرکے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا اور ہر طرف قتل و غارت، آتش زنی اور تباہی کا بازار گرم ہوگا۔ آپ پر ایمان نہ لانے کے نتیجہ میں اُن پر جو جو تباہیاں آنے والی تھیں، اُن کا آپ کے حساس دل پر نہایت گہرا اثر ہوا۔ یہاں تک کہ اُن کے دل کی سختی کو دیکھ کر آپ کے آنسو بہنے لگے۔

یروشلیم میں داخل ہو کر آپ ہیکل میں تشریف لے گئے "اور چاروں طرف سب چیزیں ملاحظہ کیں (انجیل شریف، مرقس ۱۱ : ۱۱)۔ آپ نے لالچی صرافوں کی انگلیوں کی تیزی اور قربانی کے جانور فروخت کرنے والوں کی آنکھوں میں ناجائز نفع کی حرص و ہوس کو دیکھا۔ ہر طرف نفع اندوزی اور خود غرضی کا بازار گرم تھا۔ اِس بدعنوانی کا آپ اگلے دن سدِ باب کرنے والے تھے۔ چونکہ اب "شام ہو گئی تھی" اِس لئے آپ اپنے حواریوں سمیت بیت عنیاہ واپس تشریف لے گئے۔

دوسرا دن

بے پھل انجیر کا درخت

پیر کی صبح جب حضور المسیح بیت عنیاہ سے واپس یروشلیم تشریف لے گئے تو ایک نہایت اہم واقعہ پیش آیا جو یروشلیم کے خلاف ایک نبوّت کی حیثیت رکھتا ہے۔ کلامِ حق میں اِس واقعہ کا ذکر یوں ہے :۔

"دوسرے دن جب وہ بیت عنیاہ سے نکلے تو اُسے بھوک لگی۔ اور وہ دُور سے انجیر کا ایک درخت جس میں پتے تھے دیکھ کر گیا کہ شاید اُس میں کچھ پائے۔ مگر جب اُس کے پاس پہنچا تو پتوں کے سوا کچھ نہ پایا کیونکہ انجیر کا موسم نہ تھا۔ اُس نے اُس سے کہا آئندہ کوئی تجھ سے کبھی پھل نہ کھائے اور اُس کے شاگردوں نے سنا" (انجیل شریف مرقس ۱۱ : ۱۲-۱۴)۔

موسمِ بہار کے آخر میں انجیر کے درخت میں پتوں میں چھپا ہوا گذشتہ موسم کا پھل مل جاتا تھا یا پھر نیا پھل جو کہ ابھی کچاّ تھا تو بھی کھایا جا سکتا تھا۔ لیکن مذکورہ درخت بے پھل تھا، اُس میں پتوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ اُمتِ یہود مسیح موعود کو ردّ کرنے کے باعث اِس انجیر کے درخت کی مانند بے پھل تھی۔

جب آپ ہیکل میں داخل ہوئے جس کا معائنہ آپ ایک روز پیشتر کر چکے تھے تو آپ نے ہیکل کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک صاف کیا۔ کلامِ مُقدس میں اِس سلسلے میں مرقوم ہے کہ

"پھر وہ یروشلیم میں آئے اور یسوع ہیکل میں داخل ہو کر اُن کو جو ہیکل میں خرید و فروخت کر رہے تھے باہر نکالنے لگا اور صرّافوں کے تختوں اور کبوتر فروشوں کی چوکیوں کو اُلٹ دیا۔ اور اُس نے کسی کو ہیکل میں سے ہو کر کوئی برتن لے جانے نہ دیا۔ اور اپنی تعلیم میں اُن سے کہا کیا یہ نہیں لکھا ہے کہ میرا گھر سب قوموں کے لئے دُعا کا

گھر کہلائے گا۔ مگر تم نے اُسے ڈاکوؤں کی کھوہ بنا دیا ہے۔ اور سردار کاہن اور فقیہ یہ سُن کر اُس کے ہلاک کرنے کا موقع ڈھونڈنے لگے کیونکہ اُس سے ڈرتے تھے اِس لئے کہ سب لوگ اُس کی تعلیم سے حیران ہوتے تھے" (انجیل شریف، مرقس ۱۱: ۱۵-۱۹)۔

اُن لوگوں سے نپٹ کر جنہوں نے مذہب کو نفع کا ذریعہ بنا رکھا تھا اور جو غریبوں کا خون چوستے تھے، اب آپ نے ہیکل میں اندھوں کی آنکھیں کھولیں اور لنگڑوں کی سوکھی ہوئی ٹانگوں کو توانائی بخشی۔

"اور اندھے اور لنگڑے ہیکل میں اُس کے پاس آئے اور اُس نے انہیں اچھا کیا۔ لیکن جب سردار کاہنوں اور فقیہوں نے اُن عجیب کاموں کو جو اُس نے کئے اور لڑکوں کو ہیکل میں ابنِ داؤد کو ہوشعنا پکارتے دیکھا تو خفا ہو کر اُس سے کہنے لگے۔ تو سُنتا ہے کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ یسوع نے اُن سے کہا ہاں۔ کیا تم نے یہ کبھی نہیں پڑھا کہ بچوں اور شیر خواروں کے مُنہ سے تو نے حمد کو کامل کرایا؟ اور وہ اُنہیں چھوڑ کر شہر سے باہر بیت عنیاہ میں گیا اور رات کو وہیں رہا" (انجیل شریف، متی ۲۱: ۱۴-۱۷)۔

تیسرا دن

منگل کی صبح جب حضور یسوع مسیح اور آپ کے حوارئین بیت عنیاہ سے پھر یروشلیم کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں وہ اُس انجیر کے درخت کے پاس سے گذرے جس کا ذکر کلامِ حق میں یوں ہے۔

"پھر صبح کو جب وہ اُدھر سے گذرے تو اُس انجیر کے درخت کو جڑ تک سوکھا ہوا دیکھا۔ پطرس کو وہ بات یاد آئی اور اُس سے کہنے لگا اے ربی! دیکھ یہ انجیر کا درخت جس پر تو نے لعنت کی تھی سوکھ گیا ہے" (انجیل شریف، مرقس ۱۱: ۲۰-۲۱)۔

انجیر کے درخت کو سکھا دینے سے حضور یسوع مسیح نے تمثیلاً یہ دکھایا کہ

قوم یہود کی دینی ظاہرداری اور بے اعتقادی کا کیا نتیجہ نکلے گا۔

پیشوائے دین اور مذہب پرست عوام نے اِس آخری موقع کو بھی گنوا دیا اور ان کا انجام اُس انجیر کے درخت کا سا ہو گیا تھا۔

جب آپ پھر ہیکل میں تشریف لائے تو علمائے دین کو اپنا منتظر پایا۔

"سردار کاہن اور فقیہ اور بزرگ اُس کے پاس آئے اور اُس سے کہنے لگے تو اِن کاموں کو کس اختیار سے کرتا ہے؟ یا کس نے تجھے یہ اختیار دیا کہ اِن کاموں کو کرے؟

"یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں تم جواب دو تو میں تم کو بتاؤں گا کہ اِن کاموں کو کس اختیار سے کرتا ہوں۔ یوحنا کا بپتسمہ آسمان کی طرف سے تھا یا انسان کی طرف سے؟ مجھے جواب دو۔

"وہ آپس میں صلاح کرنے لگے کہ اگر ہم کہیں آسمان کی طرف سے تو وہ کہے گا پھر تم نے کیوں اُس کا یقین نہ کیا؟ اور اگر کہیں انسان کی طرف سے تو لوگوں کا ڈر تھا اِس لئے کہ سب لوگ واقعی یوحنا کو نبی جانتے تھے۔ پس انہوں نے جواب میں یسوع سے کہا ہم نہیں جانتے۔

"یسوع نے ان سے کہا میں بھی تم کو نہیں بتاتا کہ اِن کاموں کو کس اختیار سے کرتا ہوں" (انجیل شریف، مرقس ۱۱: ۲۷-۳۳)۔

پھر آپ نے اُن سے حسبِ ذیل تمثیل بیان فرما کر اُن سے اِس کا مطلب پوچھا:-

"ایک آدمی کے دو بیٹے تھے۔ اُس نے پہلے کے پاس جا کر کہا بیٹا جا، آج تاکستان میں کام کر۔ اُس نے جواب میں کہا میں نہیں جاؤں گا مگر پیچھے پچھتا کر گیا۔ پھر دوسرے کے پاس جا کر اُس نے اِسی طرح کہا۔ اُس نے جواب دیا اچھا جناب مگر گیا نہیں۔ اُن دونوں میں سے کون اپنے باپ کی مرضی بجا لایا؟ اُنہوں نے کہا پہلا۔ یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ محصول لینے والے

اور کسبیاں تم سے پہلے خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتی ہیں۔ کیونکہ یوحنا[1] راستبازی کے طریق پر تمہارے پاس آیا۔ اور تم نے اسکا یقین نہ کیا مگر محصول لینے والوں اور کسبیوں نے اس کا یقین کیا اور تم یہ دیکھ کر پیچھے بھی نہ پچھتائے کہ اُس کا یقین کر لیتے" (انجیل شریف متی ۲۱: ۲۸-۳۲)۔

دو[2] مزید تمثیلیں

پھر ہادیِ برحق حضور المسیح نے اُن سے یہ تمثیل بیان فرمائی:۔

" ایک شخص نے تاکستان لگا کر باغبانوں کو ٹھیکے پر دیا اور ایک بڑی مدّت کے لئے پردیس چلا گیا۔ اور پھل کے موسم پر اُس نے ایک نوکر باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وہ تاکستان کے پھل کا حصّہ اُسے دیں۔ لیکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کر خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اُس نے ایک اور نوکر بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی پیٹ کر اور بے عزّت کر کے خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ پھر اُس نے تیسرا بھیجا۔ انہوں نے اس کو بھی زخمی کر کے نکال دیا۔ اس پر تاکستان کے مالک نے کہا کہ کیا کروں؟ مَیں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا۔ شاید اُس کا لحاظ کریں۔ جب باغبانوں نے اُسے دیکھا تو آپس میں صلاح کر کے کہا یہی وارث ہے۔ اِسے قتل کریں کہ میراث ہماری ہو جائے۔ پس اس کو تاکستان سے باہر نکال کر قتل کیا۔ اب تاکستان کا مالک اُن کے ساتھ کیا کرے گا؟ وہ آ کر ان باغبانوں کو ہلاک کرے گا اور تاکستان اوروں کو دے دیگا۔"

انہوں نے یہ سُن کر کہا خدا نہ کرے" (انجیل شریف، لوقا ۲۰: ۹-۱۶)۔

اِس تمثیل کے معنی صاف اور واضح تھے۔ دینی پیشوا خدا تعالےٰ کی پرستش اور بڑائی کا حق ادا کرنے سے انکار کر کے خود مذہب کے ٹھیکیدار بن بیٹھے تھے۔ باری تعالےٰ نے

---

[1] حضرت یحییٰ

اپنے نبی بھیجے مگر اُنہوں نے ان کا پیغام رّد کر کے ان پر تشدد کیا۔ آخر میں کلمتہ اللہ مسیح موعود کو بھیجا گیا اور اب وہ آپ کو بھی قتل کرنے کے لئے ساز باز کر رہے تھے ایسا نہ ہو کہ اُن کا مذہب کا ٹھیکہ خطرہ میں پڑ جائے۔ لیکن ایسے لوگوں کا نتیجہ تباہی ہوگا اور دینِ حق کی خاص خدمت کا اعزاز ان سے لے کر دوسروں کو سونپا جائیگا۔

پھر حضور المسیح نے اپنے سامعین کو نہایت سنجیدہ الفاظ میں انتباہ فرمایا۔

"اِس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اُس قوم کو جو اُس کے پھل لائے دے دی جائے گی"

(انجیل شریف، متّی ۲۱ : ۴۳)۔

دوسری تمثیل میں خُدا تعالےٰ کی اپنی اُمّت کو دعوت کی وضاحت کی گئ۔ جو اپنے ہی کاموں میں مگن رہنے والے اِس عظیم ضیافت میں شامل ہونے سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

"آسمان کی بادشاہی اُس بادشاہ کی مانند ہے جس نے اپنے بیٹے کی شادی کی۔ اور اپنے نوکروں کو بھیجا کہ بلائے ہوؤں کو شادی میں بُلا لائیں مگر انہوں نے آنا نہ چاہا۔ پھر اُس نے اور نوکروں کو یہ کہہ کر بھیجا کہ بُلائے ہوؤں سے کہو کہ دیکھو میَں نے ضیافت تیار کر لی ہے۔ میرے بیل اور موٹے موٹے جانور ذبح ہو چکے ہیں اور سب کچھ تیّار ہے۔ شادی میں آؤ۔ مگر وہ بے پروائی کر کے چل دیئے۔ کوئی اپنے کھیت کو، کوئی اپنی سوداگری کو۔ اور باقیوں نے اس کے نوکروں کو پکڑ کر بے عزت کیا اور مار ڈالا۔ بادشاہ غضب ناک ہُوا اور اُس نے اپنا لشکر بھیج کر اُن خونیوں کو ہلاک کر دیا اور اُن کا شہر جلا دیا۔ تب اُس نے اپنے نوکروں سے کہا کہ شادی کی ضیافت تو تیار ہے مگر بلائے ہوئے لائق نہ تھے۔ پس راستوں کے ناکوں پر جاؤ اور جتنے تمہیں ملیں شادی میں بلا لاؤ۔ اور وہ نوکر باہر راستوں پر جا کر جو اُنہیں ملے کیا بُرے کیا بھلے سب کو جمع کر لائے اور شادی کی محفل مہمانوں سے بھر گئی" (انجیل شریف، متّی ۲۲ : ۲-۱۰)۔

یہ بھانپ کر کہ یہ تمثیل ہماری تنبیہ کے لئے ہے۔

"فریسیوں نے جا کر مشورہ کیا کہ اُسے کیونکر باتوں میں پھنسائیں۔ پس انہوں نے اپنے شاگردوں کو ہیرودیوں[1] کے ساتھ اُس کے پاس بھیجا۔ اور انہوں نے کہا اے استاد، ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ کی تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ تو کسی آدمی کا طرف دار نہیں۔ پس ہمیں بتا۔ تو کیا سمجھتا ہے؟ قیصر کو جزیہ دینا روا ہے یا نہیں؟

"یسوع نے اُن کی شرارت جان کر اُن سے کہا اَے ریاکارو مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکّہ مجھے دکھاؤ۔ وہ ایک دینار اُس کے پاس لائے۔ اُس نے اُن سے کہا۔

یہ صورت اور نام کس کا ہے؟

انہوں نے اُس سے کہا قیصر کا

اِس پر اُس نے اُن سے کہا پس جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خُدا کا ہے خدا کو ادا کرو۔

"انہوں نے یہ سُن کر تعجّب کیا اور اُسے چھوڑ کر چلے گئے"

(انجیل شریف، متی ۲۲: ۱۵-۲۱)۔

اُس روز یروشلیم میں آپ کی مذہبی راہنماؤں کے ساتھ سخت بحث و تکرار ہوتی رہی۔ یہودیوں کا ہر فرقہ آپ کو بحث میں نیچا دکھانا چاہتا تھا۔ اُسی دن صدوقی فرقہ کے علماء نے بھی جو مُردوں کی قیامت کو نہیں مانتے آپ سے بحث کی اور کہا

"اے اُستاد، موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر کوئی بے اولاد مر جائے تو اُس کا بھائی اُس کی بیوی سے بیاہ کرے اور اپنے بھائی کے لئے نسل پیدا کرے۔ اب ہمارے درمیان سات بھائی تھے اور پہلا بیاہ کر کے مر گیا اور اِس سبب سے کہ اس کے اولاد نہ تھی اپنی بیوی

---

[1] یہودیوں کا ایک فرقہ۔

اپنے بھائی کے لئے چھوڑ گیا۔ اِسی طرح دوسرا اور تیسرا بھی ساتویں تک۔ سب کے بعد وہ عورت بھی مر گئی۔ پس وہ قیامت میں اُن ساتوں میں سے کس کی بیوی ہوگی کیونکہ سب نے اُس سے بیاہ کیا تھا؟

یسوعؑ نے جواب میں اُن سے کہا کہ تم گمراہ ہو اِس لئے کہ نہ کتابِ مُقدّس کو جانتے ہو نہ خدا کی قدرت کو۔ کیونکہ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ مگر مُردوں کے جی اُٹھنے کی بابت جو خُدا نے تمہیں فرمایا تھا کیا تم نے وہ نہیں پڑھا کہ مَیں ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہُوں؟ وہ تو مُردوں کا خُدا نہیں بلکہ زندوں کا ہے۔ لوگ یہ سُن کر اُس کی تعلیم سے حیران ہوئے" (انجیل شریف، متی ۲۲: ۲۴-۳۳)۔

ان صدوقی علماء کو آنحضورؑ نے توریت شریف سے یہ ثابت کیا کہ موت کے بعد زندگی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ باقی رہتی ہے۔ آپ نے واضح فرمایا کہ حضرت ابراہیم، حضرت اضحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ دوسرے جہان میں زندہ اور خدا تعالےٰ کے جوارِ رحمت میں ہیں کیونکہ "وہ تو مُردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے۔ آپ نے اِس بات کی بھی وضاحت فرمائی کہ بہشت میں زمینی زندگی کے سے جنسی تعلقات قطعاً نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہاں مومنین فرشتوں کی مانند ہوں گے۔

مخالفین کو لاجواب کرنا

اب وقت آ گیا تھا کہ اِن نام نہاد مذہبی راہنماؤں کا مُنہ بند کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اِردگرد جمع شدہ فریسیوں سے مسیحِ موعود کے نسب نامہ کے بارے میں سوال فرمایا۔

"تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟

انہوں نے اُس سے کہا داؤد کا۔

اُس نے اُن سے کہا پس داؤد رُوح کی ہدایت سے کیونکر اُسے خُداوند کہتا ہے کہ

خداوند نے میرے خداوند سے کہا

میری دہنی طرف بیٹھ

جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کردوں؟

پس جب داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا؟

اور کوئی اس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا اور نہ اس دن سے پھر کسی نے اُس سے سوال کرنے کی جرأت کی" (انجیل شریف، متی ۲۲ : ۴۲ - ۴۶)۔

انبیائے کرام کی پیشین گوئیوں سے واضح تھا کہ مسیحِ موعود کی بعثتِ انسانی حضرت داؤد کی نسل سے ہوگی۔ وہ بنی یہود کے ایک عظیم الشان بادشاہ اور نبی تھے۔ اُن ہی کی معرفت ہمیں زبور شریف ملے۔ لیکن زبور شریف کی مذکورہ بالا آیات میں حضرت داؤد خود مسیح موعود کے منتظر نظر آتے ہیں اور آپ کو خداوند کہتے ہیں۔ مسیحِ موعود کی ذاتِ مبارک کا اسرار آج تک اکثر لوگوں کی فہم و ادراک سے بالا ہے۔ فریسی زبور شریف کی اِس آیت سے لاعلم نہیں تھے لیکن وہ اُس کے معنی سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور نہ وہ اس قدر فروتن تھے کہ اِس بات کو پہچان لیتے کہ جو اُن سے مخاطب ہے اسی سے اس پیشین گوئی کی تکمیل ہوئی ہے۔

حضور المسیح کے درج ذیل فرمان کا اطلاق دورِ حاضرہ کے ان مذہبی پیشواؤں پر بھی عائد ہوتا ہے جو خدا پرستی کی آڑ میں خود پرستی میں لگے ہوئے ہیں اور باری تعالےٰ کی عزت کی نسبت اپنی ہی عزت کا لالچ کرتے ہیں۔

"فقیہوں سے خبردار رہنا جو لمبے لمبے جامے پہن کر پھرنے کا شوق رکھتے ہیں اور بازاروں میں سلام اور عبادتخانوں میں اعلےٰ درجے کی کرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی پسند کرتے ہیں۔ وہ بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہیں اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہیں۔ انہیں زیادہ سزا ہوگی" (انجیل شریف، لوقا ۲۰ : ۴۵ - ۴۷)۔

---

[۱] زبور شریف ۱۱۰ : ۱

اس وقت حضور یسوع مسیح نے مجمعِ عام اور حوارئین سے مخاطب ہو کر فرمایا:-

"فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو اور مانو لیکن ان کے سے کام نہ کرو کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں۔ وہ ایسے بھاری بوجھ جن کو اٹھانا مشکل ہے باندھ کر لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں مگر آپ اُن کو اپنی انگلی سے بھی ہلانا نہیں چاہتے۔ وہ اپنے سب کام لوگوں کو دکھانے کو کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے تعویذ[ل] بڑے بناتے اور اپنی پوشاک کے کنارے چوڑے رکھتے ہیں اور ضیافتوں میں صدر نشینی اور عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کرسیاں۔ اور بازاروں میں سلام اور آدمیوں سے ربّی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ مگر تم ربّی نہ کہلاؤ کیونکہ تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔ اور زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہی ہے جو آسمانی ہے۔ اور نہ تم ہادی کہلاؤ کیونکہ تمہارا ہادی ایک ہی ہے یعنی مسیح۔ لیکن جو تم میں بڑا ہے وہ تمہارا خادم بنے۔ اور جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائے گا وہ چھوٹا کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائے گا وہ بڑا کیا جائے گا۔" (انجیل شریف، متّی ۲۳: ۱-۱۲)۔

فقیہ اور فریسی شاید برحق کے ارشادات سن کر جل بھن گئے۔ لیکن آپ نے ہنوز سلسلۂ کلام جاری رکھا اور علانیہ اُن کی ریاکاری اور دوغلے پن کو بے پردہ کر دیا۔ آپ نے نہایت سخت الفاظ میں ان کی مذمّت فرمائی۔ وہ سادہ لوح عوام کو گمراہ کر کے انہیں حق کی پیروی سے باز رکھتے تھے یہاں تک کہ وہ مسیحِ موعود حضور المسیح کو بھی قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ آسمان کی بادشاہی

[ل] چمڑے کے ان تعویذوں میں تورات شریف کی آیات ہوتی تھیں۔

لوگوں پر بند کرتے ہو کیونکہ نہ تو آپ داخل ہوتے ہو اور نہ داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔

"اَے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ تم بیواؤں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو اور دکھاوے کے لئے نماز کو طول دیتے ہو۔ تمہیں زیادہ سزا ہوگی۔

"اَے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دَورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اُسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔

"اَے اندھے راہ بتانے والو تم پر افسوس! جو کہتے ہو کہ اگر کوئی مَقدِس کی قسم کھائے تو کچھ بات نہیں۔ لیکن اگر مَقدِس کے سونے کی قسم کھائے تو اس کا پابند ہوگا۔

"اَے احمقوں اور اندھو! کونسا بڑا ہے سونا یا مَقدِس جس نے سونے کو مُقدّس کیا؟ اور پھر کہتے ہو کہ اگر کوئی قربانگاہ کی قسم کھائے تو کچھ بات نہیں لیکن جو نذر اُس پر چڑھی ہو اگر اس کی قسم کھائے تو اس کا پابند ہوگا۔ اَے اندھو کونسی بڑی ہے نذر یا قربانگاہ جو نذر کو مُقدّس کرتی ہے؟ پس جو قربانگاہ کی قسم کھاتا ہے وہ اس کی اور اُن سب چیزوں کی جو اُس پر ہیں قسم کھاتا ہے۔ اور جو مَقدِس کی قسم کھاتا ہے وہ اُس کی اور اُس کے رہنے والے کی قسم کھاتا ہے۔ اور جو آسمان کی قسم کھاتا ہے وہ خدا کے تخت کی اور اُس پر بیٹھنے والے کی قسم کھاتا ہے۔" (انجیل شریف، متّی ۲۳: ۱۳-۲۲)۔

اکثر لوگ جب تعلقاتِ عامہ میں جھوٹ بولتے تھے تو اپنے قول کو سچ گردانتے کی غرض سے بات بات پر قسم کھاتے تھے۔ لیکن وہ اِس قسم کو کچّی قسم سمجھ کر اپنے ضمیر کو مطمئن رکھتے تھے۔ یوں جھوٹ بولنے کی اُنہیں کھُلی چھُٹی تھی۔ لیکن خدا ایسے بر حق اندھا یا بہرہ نہیں ہے۔ وہ ہر قسم کے جھوٹ سے نفرت کرتا اور مکاروں کا فریب نہیں کھاتا۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ پودینہ اور سونف اور

زیرہ پر تو دہ یکی دیتے ہو پر تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا - لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے - اَے اندھے راہ بتانے والو جو مچھر کو تو چھانتے ہو اور اُونٹ کو نگل جاتے ہو۔" (انجیل شریف، متی ۲۳ : ۲۳-۲۴)-

فریسی اپنے مذہب کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے۔ مثلاً کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا یا دُعا کرنا، مگر سماجی انصاف کو نظر انداز کرتے تھے۔ اُن کے دلوں میں غربا کے لئے ہمدردی نہیں تھی اور نہ لین دین اور وعدہ وعید میں قابلِ اعتماد تھے - آخر میں آپ نے اُن کے اِس رویّے کی مذمت فرمائی کہ وہ عوام کے سامنے تو انبیائے سلف مثلاً حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ کی بڑی عزت کرتے ہیں لیکن اپنے زمانہ کے انبیاء کو قتل کرتے ہیں -

" اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راستبازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو - اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں اُن کے شریک نہ ہوتے - اِس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو - غرض اپنے باپ دادا کا پیمانہ بھر دو - اَے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟ اِس لئے دیکھو میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں - اُن میں سے تم بعض کو قتل کرو گے اور صلیب پر چڑھاؤ گے اور بعض کو اپنے عبادتخانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر بشہر ستاتے پھرو گے - تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔" (انجیل شریف، متی ۲۳ : ۲۹-۳۵)-

حضور یسوعؑ مسیح کی آنکھوں کے سامنے پھر عدالت کا منظر پھر گیا - جس کا نتیجہ چالیس سال بعد یروشلیم اور اس کے باشندوں کی ہولناک تباہی تھی - آپ اِس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ وہ آپکو اور آپکے چند حواریوں کو قتل کرنے کی ٹھان چکے ہیں - پس آپ نے بڑے درد و کرب کے ساتھ فرمایا :-

"اے یروشلیم! اے یروشلیم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے ان کو سنگسار کرتی ہے! کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اُسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا! دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے" (انجیل شریف، متی ۲۳: ۳۷-۳۹)۔

ہدیہ

اِس پر حضور المسیح ہیکل کے خزانہ کے سامنے جا کر بیٹھ گئے اور عوام کو بیت المال میں اپنا ہدیہ ڈالتے ہوئے ملاحظہ فرمانے لگے۔

"پھر اُس نے آنکھ اُٹھا کر اُن دولتمندوں کو دیکھا جو اپنی نذروں کے روپے ہیکل کے خزانہ میں ڈال رہے تھے۔ اور ایک کنگال بیوہ کو بھی اُس میں دو دمڑیاں ڈالتے دیکھا۔ اِس پر اُس نے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اِس کنگال بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا۔ کیونکہ اُن سب نے تو اپنے مال کی بہتات سے نذر کا چندہ ڈالا مگر اُس نے اپنی ناداری کی حالت میں جتنی روزی اُس کے پاس تھی سب ڈال دی" (انجیل شریف، لوقا ۲۱: ۱-۴)۔

بعض دولتمند مذہبی عمارتوں کے لئے پیسہ دیتے ہیں اور وہ عمارتیں اُن کے نام سے کہلاتی ہیں۔ آنحضور کا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں روپیہ اتنی اہمیت نہیں رکھتا جتنی کہ نیک نیتی۔ خدائے علیم جانتا ہے کہ ہدیہ گذار کتنی خود انکاری اور اپنے مال میں سے کس تناسب سے ہدیہ دیتا ہے۔

حق کے متلاشی

گو پیشوائے دین آپ کی نہ سنتے تھے تاہم ایسے لوگ تھے جو آپ کے ارشادات

کی گھڑی بھوک پیاس رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے بارے میں انجیل شریف میں ارشاد ہے:۔

"جو لوگ عید میں پرستش کرنے آئے تھے اُن میں بعض یونانی تھے۔ پس اُنہوں نے فلپس کے پاس جو بیت صیدائے گلیل کا تھا آکر اُس سے درخواست کی کہ جناب ہم یسوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ فلپس نے آکر اندریاس سے کہا۔ پھر اندریاس اور فلپس نے آکر یسوع کو خبر دی" (انجیل شریف، یوحنا ۱۲: ۲۰-۲۲)۔

یہ یونانی خدائے واحد و برحق پر ایمان رکھتے تھے۔ انہوں نے یونانی دیوی دیوتاؤں کی پرستش ترک کر دی تھی۔ اِن حق کے متلاشیوں کے دل میں خدائے برتر کیلئے گہری لگن تھی۔ اُنہوں نے حضور المسیح کی پُراسرار شخصیت کے متعلق سُن رکھا تھا چنانچہ وہ آپ سے ملنے کے مشتاق ہوئے۔ آپ نے اُنہیں اور اپنے حلقۂ بگوش سامعین کو اپنی قریب الوقوع وفات کے بارے میں بتایا۔ آپ نے گیہوں کے دانے کی عام فہم تمثیل کا اپنی رحلت پر اطلاق کرتے ہُوئے فرمایا:۔

"وقت آگیا کہ ابنِ آدم جلال پائے۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے لیکن جب مر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔ جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے وہ اُسے کھو دیتا ہے اور جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لئے محفوظ رکھے گا۔ اگر کوئی شخص میری خدمت کرے تو میرے پیچھے ہو لے اور جہاں میں ہوں وہاں میرا خادم بھی ہوگا۔ اگر کوئی میری خدمت کرے تو باپ اس کی عزت کرے گا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۲: ۲۳-۲۶)۔

جب گیہوں کا دانہ زمین میں پڑ کر مر جاتا ہے تو اس میں سے ایک نیا پودا نکلتا ہے جس میں بہت سے دانے لگتے ہیں۔ اِسی طرح منبع حیات حضور المسیح کی موت کے وسیلہ سے ایمان لانے والوں کی ایک بڑی فصل تیار ہونے کو تھی۔ خود انکاری اور ایثار کے اِس اصول کا اطلاق آپ کے ہر پیروکار پر آج تک عائد ہے۔

اپنی قریب الوقوع وفات سے متعلق ارشادات

اپنی رحلت کے متعلق سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا :-

"اب میری جان گھبراتی ہے۔ پس میں کیا کہوں ؟ اے باپ مجھے اِس گھڑی سے بچا لیکن میں اسی سبب سے تو اس گھڑی کو پہنچا ہوں۔ اَے باپ ! اپنے نام کو جلال دے۔

پس آسمان سے آواز آئی کہ مَیں نے اُس کو جلال دیا ہے اور پھر بھی دوں گا۔

جو لوگ کھڑے سُن رہے تھے، انہوں نے کہا کہ بادل گرجا۔ اوروں نے کہا کہ فرشتہ اُس سے ہمکلام ہُوا۔

یسوعؔ نے جواب میں کہا کہ یہ آواز میرے لئے نہیں بلکہ تمہارے لئے آئی ہے۔ اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے۔ اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔ اور مَیں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا، اس نے اس بات سے اشارہ کیا کہ مَیں کس موت سے مرنے کو ہوں" (دیکھئے انجیل شریف، یوحنا ۱۲ : ۲۷-۳۳)۔

حضور یسوعؔ مسیح اپنی اذیت ناک صلیبی[1] موت سے بخوبی آگاہ تھے۔ آپ کی جان نثاری کے نتیجہ میں ہر قوم ونسل کے لوگ آپ کے پاس کھینچے چلے آئیں گے۔ وہ محبت کی اس انتہا کے لئے آپ کے نہایت شکر گزار ہوں گے کہ آپ کی بے مثال قربانی پر ایمان لانے سے انہیں مغفرتِ گناہ نصیب ہوگی۔ خُدا تعالےٰ نے اِس قربانی کی براہِ راست آسمانی آواز سے تصدیق کی لیکن عوام آپ کے ارشاداتِ مبارک کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر رہے، لہٰذا انہوں نے کہا

"ہم نے شریعت کی یہ بات سُنی ہے کہ مسیح ابد تک رہیگا۔ پھر تُو کیونکر کہتا ہے کہ ابنِ آدم کا اُونچے پر چڑھایا جانا ضرور ہے ؟ یہ

---

[1] مصلوب: دیکھئے صفحہ نمبر ۲۹۶ پر نوٹ نمبر ۱۱

ابنِ آدم کون ہے"؟

"پس یسوع نے ان سے کہا کہ اور تھوڑی دیر تک نور تمہارے درمیان ہے۔ جب تک نور تمہارے ساتھ ہے چلے چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تاریکی تمہیں آپکڑے اور جو تاریکی میں چلتا ہے وہ نہیں جانتا کہ کدھر جاتا ہے۔ جب تک نور تمہارے ساتھ ہے نور پر ایمان لاؤ تاکہ نور کے فرزند بنو" (انجیلِ جلیل، یوحنا ۱۲ : ۳۴ - ۳۶)۔

ایک چشم دید گواہ کی حیثیت سے حضرت یوحنا نے فرمایا :-

"اگرچہ اُس نے اُن کے سامنے اتنے معجزے دکھائے تو بھی وہ اُس پر ایمان نہ لائے تاکہ یسعیاہ نبی کا کلام پورا ہو جو اُس نے کہا کہ اَے خداوند ہمارے پیغام کا کس نے یقین کیا ہے؟
اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا ہے" ؟ (انجیل شریف، یوحنا ۱۲ : ۳۷ - ۳۸)۔

حضرت یسعیاہ نے حضور المسیح کے بارے میں یہ باتیں اِس بنا پر کہیں کہ انہوں نے نبی کی حیثیت سے آنحضور کی تجلی دیکھی تھی۔

یہودی حکام میں سے بھی بہت سے حضرات آپ پر ایمان لے آئے تھے۔ لیکن وہ اپنے ایمان کا علانیہ اظہار کرنے سے ڈرتے تھے کہ مبادا فریسی اُنہیں عبادت خانہ سے خارج کر دیں۔ وہ خدا کی نسبت انسان کی خوشنودی کے زیادہ خواہاں تھے۔

بعد ازاں کلمتہ اللہ حضور المسیح نے بلند آواز سے پکار کر فرمایا :-

"جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے۔ اور جو مجھے دیکھتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے۔ مَیں نور ہو کر دنیا میں آیا ہوں۔ تاکہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے اندھیرے میں نہ رہے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۲ : ۴۴ - ۴۶)۔

اپنی آمدِ ثانی اور دُنیا کے خاتمہ کے بارے میں آپ کے اشارات

ہیکل اور بھیڑ کو چھوڑ کر حضور المسیح مع حوارئین کوہِ زیتون کی طرف تشریف لے

گئے۔ آپ قائدین دین سے بحث و مباحثہ کر کر کے تھک گئے ہوں گے تقریباً شام کا وقت تھا کہ حواریوں نے آپ سے دریافت کیا :۔

"ہم کو بتا کہ . . . تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟"

آپ نے جواب میں اُن واقعات کا ذکر فرمایا جو آپ کی آمدِ ثانی سے عین پیشتر ظہور پذیر ہوں گے :۔

"خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار! گھبرا نہ جانا! کیونکہ اِن باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے اور بھونچال آئیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی۔ اُس وقت لوگ تم کو ایذا دینے کے لئے پکڑوائیں گے اور تم کو قتل کریں گے اور میرے نام کی خاطر سب قومیں تم سے عداوت رکھیں گی۔ اور اُس وقت بہتیرے ٹھوکر کھائیں گے اور ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے۔ اور بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے۔ اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ اور بادشاہی کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو۔ تب خاتمہ ہوگا" (انجیل شریف، متی ۲۴ : ۳-۱۴)۔

شفیعِ حشر نے مزید فرمایا کہ دنیا کے آخر میں آپ کی دوبارہ تشریف آوری کے عین پہلے دنیا کے حالات نہایت المناک ہوں گے۔

"کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے

نہ اب تک ہوئی نہ کبھی ہوگی - اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے "(انجیل شریف، متی ۲۴ : ۲۱-۲۲) -

دورِ حاضرہ میں ہی ہمیں تھوڑا سا اندازہ ہونے لگا ہے کہ حضور یسوع مسیح کی اِس پیشین گوئی سے کیا مُراد ہے - جدید جنگوں میں ہائیڈروجن اور کوبالٹ بموں سے اِس کرۂ ارض کو اِس حد تک تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے کہ کوئی متنفس زندہ نہیں رہ سکتا - اِس زمین پر بدی اور خدا تعالےٰ کے مقررہ اصولات اور شریعت سے روگردانی وسیع پیمانہ پر پھیل چکی ہے - اقوامِ عالم کے بحث و مباحثہ میں خدا تعالےٰ کو قطعی نظر انداز کر دیا جاتا ہے - متعدد لوگ اپنا ایمان گنوا کر دہریہ اور مادہ پرست بن گئے ہیں - مزید برایں اُس زمانہ میں انجیلِ جلیل کی خوشخبری تمام اقوامِ عالم میں پھیل چکی ہے - عین ممکن ہے کہ آخرت اکثر لوگوں کے وہم و قیاس سے بھی زیادہ قریب تر ہو -

آپ کی آمدِ ثانی غیر متوقع ہوگی

مختارِ دو عالم نے مزید آگاہ فرمایا کہ

" اُس دِن اور اُس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا - نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ - جیسا نوحؔ کے دنوں میں ہوا ویسا ہی ابنِ آدم کے آنے کے وقت ہوگا - کیونکہ جس طرح طوفان سے پہلے کے دنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور بیاہ شادی کرتے تھے اُس دن تک کہ نوحؔ کشتی میں داخل ہوا - اور جب تک طوفان آ کر اُن سب کو بہا نہ لے گیا اُن کو خبر نہ ہوئی - اُسی طرح ابنِ آدم کا آنا ہوگا - اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا - دو عورتیں چکی پیستی ہوں گی - ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی - پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دِن آئے گا - لیکن یہ جان رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کے کونسے پہر آئے گا تو جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ

لگانے دیتا۔ اِس لئے تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تم کو گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آجائے گا" (انجیل شریف، متی ۲۴ : ۳۶-۴۴)۔

حضور المسیح کے یہ ارشادات آپکے جملہ پیروکاروں کو ہوشیار و بیدار رہنے کی تلقین کرتے ہیں ۔ تاکہ وہ آپکی اس زمین پر اچانک دوبارہ آمد کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ آپ نے اسی امر کو ایک اور تمثیل سے یوں واضح فرمایا ہے۔

کنواریوں کی تمثیل

"اُس وقت آسمان کی بادشاہی اُن دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لے کر دُلہا کے استقبال کو نکلیں۔ اُن میں پانچ بیوقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ جو بیوقوف تھیں اُنہوں نے اپنی مشعلیں تو لے لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا۔ مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کپیوں میں تیل بھی لے لیا۔ اور جب دُلہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگیں اور سوگئیں۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دُلہا آگیا! اُس کے استقبال کو نکلو۔ اُس وقت وہ سب کنواریاں اُٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے لگیں۔ اور بیوقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دے دو کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں عقلمندوں نے جواب دیا کہ شاید ہمارے تمہارے دونوں کے لئے کافی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جاکر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب وہ مول لینے جارہی تھیں تو دُلہا آپہنچا اور جو تیار تھیں وہ اُس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہوگیا۔ پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اَے خداوند! اَے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے۔ اُس نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں جانتا۔ پس جاگتے رہو کیونکہ تم نہ اُس دن کو جانتے ہو نہ اُس گھڑی کو" (انجیل شریف، متی ۲۵ : ۱-۱۳)۔

بہت سے مومنین اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور یسوع مسیح اپنے وعدہ

کے مُطابق دوبارہ اِس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ وہ دسٗ کنواریاں بھی جانتی تھیں کہ دُلہا اور براتی ضرور آئیں گے مگر پوری تیاری صرف پانچ کنواریوں نے کی۔ انہوں نے اپنی مشعلوں کے لئے تیل بھی ساتھ لے لیا اِس لئے ضیافت میں شامل بھی وہی ہوسکیں۔ وہ پانچ بے وقوف جنہوں نے تیاری نہیں کی تھی باہر ہی رہ گئیں۔

توڑوں کی تمثیل

"یہ اُس آدمی کا سا حال ہے جس نے پردیس جاتے وقت اپنے گھر کے نوکروں کو بُلاکر اپنا مال اُن کے سپُرد کیا۔ اور ایک کو پانچ توڑے[1] دیئے۔ دوسرے کو دوٗ اور تیسرے کو ایک یعنی ہر ایک کو اُس کی لیاقت کے مطابق دیا اور پردیس چلا گیا۔ جس کو پانچ توڑے ملے تھے اُس نے فوراً جاکر اُن سے لین دین کیا اور پانچ توڑے اور پیدا کر لئے۔ اِسی طرح جسے دوٗ ملے تھے اُس نے بھی دوٗ اور کمائے۔ مگر جس کو ایک ملا تھا اُس نے جاکر زمین کھودی اور اپنے مالک کا روپیہ چھپا دیا۔ بڑی مدّت کے بعد اُن نوکروں کا مالک آیا اور اُن سے حساب لینے لگا۔ جس کو پانچ توڑے ملے تھے وہ پانچ توڑے اور لے کر آیا اور کہا اَے خداوند! تُو نے پانچ توڑے مجھے سپُرد کئے تھے۔ دیکھ مَیں نے پانچ توڑے اور کمائے۔ اُس کے مالک نے اُس سے کہا اَے اچھے اور دیانتدار نوکر شاباش! تُو تھوڑے میں دیانتدار رہا۔ مَیں تجھے بہت چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ اپنے مالک کی خُوشی میں شریک ہو۔ اور جس کو دوٗ توڑے ملے تھے اُس نے بھی پاس آکر کہا اَے خُداوند تُو نے دوٗ توڑے مجھے سپُرد کئے تھے۔ دیکھ مَیں نے دوٗ توڑے اور کمائے۔ اُس کے مالک نے اُس سے کہا اَے اچھّے اور دیانتدار نوکر شاباش! تُو تھوڑے میں دیانتدار رہا۔ مَیں تجھے بہت

---

[1] ایک توڑا تقریباً بیسٗ ہزار روپے کے برابر ہے۔

چیزوں کا مختار بناؤں گا۔ اپنے مالک کی خوشی میں شریک ہو۔ اور جس کو ایک توڑا ملا تھا وہ بھی پاس آکر کہنے لگا اے خداوند میں تجھے جانتا تھا کہ تو سخت آدمی ہے اور جہاں نہیں بویا وہاں سے کاٹتا ہے اور جہاں نہیں بکھیرا وہاں سے جمع کرتا ہے۔ پس میں ڈرا اور جاکر تیرا توڑا زمین میں چھپا دیا۔ دیکھ جو تیرا ہے وہ موجود ہے۔ اس کے مالک نے جواب میں اُس سے کہا اے شریر اور سست نوکر! تو جانتا تھا کہ جہاں میں نے نہیں بویا وہاں سے کاٹتا ہوں۔ اور جہاں میں نے نہیں بکھیرا وہاں سے جمع کرتا ہوں۔ پس تجھے لازم تھا کہ میرا روپیہ ساہوکاروں کو دیتا تو میں آکر اپنا مال سُود سمیت لے لیتا۔ پس اس سے وہ توڑا لے لو اور جس کے پاس دس توڑے ہیں اُسے دیدو۔ کیونکہ جس کسی کے پاس ہے اُسے دیا جائے گا اور اُس کے پاس زیادہ ہو جائیگا۔ مگر جس کے پاس نہیں ہے اُس سے وہ بھی جو اس کے پاس ہے لے لیا جائے گا۔ اور اِس نکمے نوکر کو باہر اندھیرے میں ڈال دو۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا" (انجیل شریف متی ۲۵: ۱۴-۳۰)۔

اکثر لوگ حصولِ تعلیم کے لئے بہت سا روپیہ پیسہ خرچ کرتے ہیں، لیکن حاصل شدہ علم کو محسنِ انسانیت حضور یسوع مسیح کی تعلیمات کے مطابق اپنے ہم جنسوں کی بہتری کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ بعض ڈاکٹری یا نرسنگ کی تربیت حاصل کرکے دیہاتوں میں جہاں اُن کی زیادہ ضرورت ہے کام کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ بعض کے پاس زراعت وحرفت کی اہلیت ہے لیکن وہ بھی اپنے ذاتی نفع کے لئے۔ اس تمثیل کا سبق واضح ہے۔ صرف وہی کچھ جو خدا تعالےٰ کی راہ میں خرچ کی جائے قدر وقیمت رکھتی ہے، اور اُسی کا اعتراف بھی کیا جائے گا۔ لیکن جن کے پاس روزِ آخرت دکھانے کے لئے کچھ نہیں ہوگا، وہ نقصان اُٹھائیں گے۔ انسان اپنی زندگی یا تو خدا تعالےٰ کے لئے یا پھر محض اپنے لئے بسر کرسکتا ہے۔

اقوامِ عالم کی عدالت

مستقبل قریب میں مُنصفِ محشر حضور المسیح اِس کرۂ ارض پر دوبارہ تشریف لائینگے اُس کے متعلق آپ نے اپنے حواریوں کو کوہِ زیتون کی پُرامن فضا میں یوں فرمایا:-

"جب ابنِ آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اُس کے ساتھ آئیں گے تب وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اُس کے سامنے جمع کی جائیں گی اور وہ ایک کو دوسرے سے جُدا کرے گا جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جُدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو بائیں کھڑا کرے گا۔ اُس وقت بادشاہ اپنے دہنے طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہی بنای عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ مَیں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ مَیں پردیسی تھا۔ تم نے مجھے اپنے گھر میں اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا۔ تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اُس سے کہیں گے اَے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا؟ ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھ کر گھر میں اتارا؟ یا ننگا دیکھ کر کپڑا پہنایا؟ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھ کر تیرے پاس آئے؟ بادشاہ جواب میں اُن سے کہے گا مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے میرے اِن سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک کیا اِس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اَے ملعونو، میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ مَیں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا۔ تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید

میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خداوند!
ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر
تیری خدمت نہ کی؟ اُس وقت وہ اُن سے جواب میں کہے گا میں تم
سے سچ کہتا ہوں کہ چونکہ تم نے اِن سب سے چھوٹوں میں سے کسی
ایک کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا اس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔ اور یہ ہمیشہ
کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی" (انجیل شریف، متّی
۲۵: ۳۱-۴۶)۔

تمام عالم کو قاضی محشر حضور یسوع مسیح کے جلالی تختِ عدالت کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا۔ لاکھوں لاکھ فرشتے آپ کے تعمیل حکم کے لئے حاضر ہوں گے۔ اُس وقت آپ اقوام عالم کو دو گروہوں میں تقسیم کریں گے، ایک کا حصّہ ہمیشہ کی زندگی اور دوسرے کا دائمی لعنت اور تباہی ہوگا۔ اِس تمثیل سے واضح ہے کہ اپنے ہم جنسوں سے رحم اور ہمدردی کے عملی اقدام جو ہمارے دلی ایمان اور عقیدے کا اصلی اظہار ہیں۔ ہمارے ہمیشہ کی زندگی کے لائق یا نالائق ٹھہرنے کا موجب ہوں گے۔

لیکن حواریوں کو مستقبل کے خواب سے جگا کر آئندہ چند دنوں میں وقوع میں آنے والے حقائق کی طرف متوجہ کرنا تھا چنانچہ

"جب یسوع یہ سب باتیں ختم کر چکا تو ایسا ہُوا کہ اُس نے اپنے
شاگردوں سے کہا۔ تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد عیدِ فسح ہوگی اور
ابنِ آدم مصلوب ہونے کو پکڑوایا جائے گا" (انجیل شریف، متی
۲۶: ۱،۲)۔

ایک طرف تو یروشلیم اور ہیکل میں عوام عیدِ فسح کی زور شور سے تیاریاں کر رہے تھے۔ دوسری طرف سردار کاہنوں، بزرگوں اور فقیہوں میں حضور المسیح کو گرفتار کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔

"اُس وقت سردار کاہن اور قوم کے بزرگ کائفا نام سردار کاہن
کے دیوان خانہ میں جمع ہُوئے۔ اور مشورہ کیا کہ یسوع کو فریب سے
پکڑ کر قتل کریں۔ مگر کہتے تھے کہ عید میں نہیں ایسا نہ ہو کہ لوگوں میں بلوا

ہو جائے" (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۳-۵)۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید برحق اپنی تعلیماتِ عالیہ اور فقیہوں اور فریسیوں کی ریاکاری پر اُن کی علانیہ ملامت کرنے کے باعث عوام میں نہایت ہر دلعزیز ہو گئے تھے اِس لئے پیشوایانِ دین آپ کو ہلاک کرنے سے ڈرتے تھے۔

چوتھا دن

بیت عنیاہ میں ضیافت

سردار کاہنوں کی نفرت اور آپ کے قتل کی سازباز کے برعکس آپ کے دوستوں نے آپ کے اعزاز میں ایک شام ضیافت کا اہتمام کیا۔ آپ اپنے حواریوں کے ہمراہ شمعونؔ کوڑھی (غالباً آپ نے اُسے کوڑھ سے شفا بخشی تھی) کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جب کھانا تناول فرما رہے تو ایک عورت سنگِ مرمر کے عطردان میں بیش قیمت عطر لے کر آئی۔ اور آپ کے سرِ مبارک پر انڈیل دیا۔

حواریین یہ دیکھ کر قدرے خفا ہو کر کہنے لگے۔

"یہ کس لئے ضائع کیا گیا؟ یہ تو بڑے داموں کو بک کر غریبوں کو دیا جا سکتا تھا۔"

آپ نے حوارئین کا عندیہ بھانپ کر فرمایا:۔

"اِس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اِس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ کیونکہ غریب غربا تو ہمیشہ تمہارے پاس ہیں لیکن میں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا۔ اور اِس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا۔ مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اِس نے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائے گا" (انجیل شریف، متّی ۲۶ : ۶-۱۳)۔

چشم دید گواہوں میں سے حضرت یوحنا نے اس واقعہ پر مزید روشنی

ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہوداہ اسکریوتی نے کہا تھا کہ "یہ عطر تین سو دینار میں بیچ کر غریبوں کو کیوں نہ دیا گیا"؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہوداہ اسکریوتی نے یہ حقارت آمیز الفاظ اس وقت کہے تھے جب آپ لعزر جسے آپ نے مُردوں میں سے زندہ کیا تھا کے گھر کھانا کھا رہے تھے۔ لعزر آپ کے ساتھ ہی میز پر تھا۔ جب معلوم ہوا کہ منبع حیات حضور المسیح گھر میں موجود ہیں تو آپ کو اور لعزر کو دیکھنے کے لئے ایک مجمع اکٹھا ہو گیا۔ لعزر کے مر کر زندہ ہونے کا ایک نتیجہ یہ نکلا تھا کہ بہت سے لوگوں کو یقین ہوتا جا رہا تھا کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ یہ دیکھ کر سردار کاہن اور بھی پریشان ہوئے۔

"... سردار کاہنوں نے مشورہ کیا کہ لعزر کو بھی مار ڈالیں۔ کیونکہ اس کے باعث بہت سے یہودی چلے گئے اور یسوع پر ایمان لائے"

(انجیل شریف، یوحنا ۱۲ : ۱۰، ۱۱)۔

غدّار یہوداہ اسکریوتی

یہوداہ اسکریوتی حواریین کا خزانچی تھا۔ اُس کے دل میں لالچ سما گیا اور وہ اکثر و بیشتر خیانت کرتا تھا۔ حضرت یوحنا نے یہوداہ کی غربا کے بارے میں فکر مندی کے اظہار پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اُس نے یہ اِس لئے نہ کہا کہ اس کو غریبوں کی فکر تھی بلکہ اِس لئے کہ چور تھا اور چونکہ اس کے پاس اُن کی تھیلی رہتی تھی اُس میں جو کچھ پڑتا وہ نکال لیتا تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۲ : ۶)۔

کتنے ہی خزانچی ایسے ہیں جو یہوداہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اِس کے بعد یہوداہ کے بارے میں یوں مرقوم ہے:۔

"اور شیطان یہوداہ میں سمایا جو اسکریوتی کہلاتا اور اُن بارہ[۱] میں

۱؎ یہوداہ اسکریوتی حضور یسوع مسیح کا ایک حواری تھا جس نے غدّاری کر کے آپ کو بعد ازاں پکڑوا دیا۔

شمار کیا جاتا تھا۔ اُس نے جا کر سردار کاہنوں اور سپاہیوں کے سرداروں سے مشورہ کیا کہ اس کو کس طرح اُن کے حوالہ کرے۔ وہ خوش ہوئے اور اُسے روپے دینے کا اقرار کیا۔ اُس نے مان لیا اور موقع ڈھونڈنے لگا کہ اُسے بغیر ہنگامہ اُن کے حوالہ کر دے " (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۳ - ۶)۔

آخرش چاندی کے تیس سکوں پر حضور یسوع مسیح کی گرفتاری کا معاملہ طے ہو گیا۔ انجیلِ جلیل میں اس کا ذکر یوں ہے :-

" اگر میں اُسے تمہارے حوالہ کرا دوں تو مجھے کیا دو گے ؟ اُنہوں نے اُسے تیس روپے تول کر دے دیئے۔ اور وہ اُس وقت سے اس کے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا " (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۱۵-۱۶)۔

سردار کاہن مقبولِ عوام حضور یسوع مسیح کی بڑھتی ہوئی ہر دلعزیزی سے پریشان اور خائف تھے۔ چند ماہ پیشتر جب آپ نے لعزر کو زندہ کیا تھا، تو انہوں نے فریسیوں کے ساتھ مل کر یہودی عدالتِ عالیہ میں بھی سازباز کی جس کا بیان کلام پاک میں یوں ہے۔

" ہم کرتے کیا ہیں ؟ یہ آدمی تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ اگر ہم اُسے یوں ہی چھوڑ دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آکر ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کر لیں گے۔ اور اُن میں سے کائفا نام ایک شخص نے جو اُس سال سردار کاہن تھا ان سے کہا تم کچھ نہیں جانتے اور نہ سوچتے ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کے واسطے مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔ . . پس وہ اُسی روز سے اُسے قتل کرنے کا مشورہ کرنے لگے " (انجیل شریف، یوحنا ۱۱ : ۴۷-۵۰، ۵۳)۔

آپ کے قتل کا فیصلہ چند ماہ پیشتر لعزر کے زندہ ہونے پر کیا جا چکا تھا۔ لیکن اُن کے فیصلے سے عدل و انصاف کا دور کا بھی تعلق نہیں تھا بلکہ اس میں سیاسی مصلحتیں کار فرما تھیں تاکہ آپ کے دشمن اقتدار و اختیار کی گدیوں پر بدستور قابض رہیں۔ انہوں نے اس سازش میں غدار یہوداہ کو بطور ہتھیار استعمال کیا جو سالہا سال سے آپکا ہم نوالہ

ہم پیالہ تھا۔ اب وہ آپ کو چاندی کے تیس ۳۰ سکوں میں بیچنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

حضور یسوع مسیح کا مسح تدفین

ایک نیک خاتون نے ماحول کی کشیدگی اور اُس خطرہ کو بھانپ لیا تھا جو آنحضور کو درپیش تھا۔ پس اُس نے عطردان لے کر بیش قیمت عطر آپ کے سر پر انڈیل دیا۔ سارا گھر اُس عطر کی خوشبو سے مہک اُٹھا۔ اِس پر آپ نے فرمایا:۔

"اِس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا" (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۱۲)۔

مختارِ دو عالم اِس بات سے آگاہ تھے کہ اِس نیک خاتون کا قدم رضائے الٰہی سے تھا اور یہ آپ کی موت کے ساتھ فیصلہ کن جنگ سے تعلق رکھتا تھا۔ پس آپ نے فرمایا:۔

"مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دُنیا میں جہاں کہیں اِس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اِس نے کیا اِس کی یادگاری میں کہا جائے گا" (آیت ۱۳)۔

پانچواں دن

عیدِ فسح کی ضیافت

ہر یہودی گھر میں فسح کی قربانی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی تھیں۔ ہر خاندان برہ یا بکرا ذبح کر کے شام کے وقت اُسے کڑوے ساگ پات اور بے خمیری روٹی کے ساتھ کھانے والا تھا۔ اُس دن گھروں میں بڑا ہنگامہ برپا تھا۔ حضور یسوع مسیح شور و شغب سے بچ کر کسی پُرامن جگہ پر اپنے حواریٔن کے ساتھ عید منانا چاہتے تھے۔ یہوداہ اسکریوتی بھی ایسے ہی موقع کی تاک میں تھا۔ جب کہ عوام آپ سے دُور ہوں اور یوں کسی ہنگامہ یا بلوہ کا خدشہ نہ رہے۔ حضور المسیح یہوداہ کے قبیح خیالات اور منصوبہ سے بخوبی آگاہ تھے لیکن حواری اِس سنگین

صورتِ حال سے بے خبر تھے۔ اُنہیں یہوداہ کی سازش پر شک تک نہ گزرا۔

"عیدِ فطیر[1] کے پہلے دن شاگردوں نے یسوعؔ کے پاس آکر کہا
تُو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیرے لئے فسح کھانے کی تیاری کریں؟
(انجیل شریف، متّی ۲۶ : ۱۷)

محرمِ اسرار حضور المسیح جانتے تھے کہ یہوداہ اِن باتوں کی طرف کان لگائے بیٹھا ہے۔ اگر آپ اُس گھر کا پتہ صاف صاف بتاتے تو وہ فوراً سردار کاہنوں کو خبر کر دیتا۔ لہٰذا آپ نے اپنے دو نہایت معتمد حواریوں کو بلا کر فسح کی ضیافت کا اہتمام انہیں سونپ دیا۔ اِس سلسلے میں انجیل نویس یوں رقمطراز ہے:-

"یسوعؔ نے پطرسؔ اور یوحناؔ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ جاکر ہمارے کھانے کے لئے فسح تیار کرو۔ انہوں نے اُس سے کہا تو کہاں چاہتا ہے کہ ہم تیار کریں؟ اس نے اُن سے کہا دیکھو شہر میں داخل ہوتے ہی تمہیں ایک آدمی پانی کا گھڑا لئے ہوئے ملے گا۔ جس گھر میں وہ جائے اُس کے پیچھے چلے جانا۔ اور گھر کے مالک سے کہنا کہ استاد تجھ سے کہتا ہے وہ مہمان خانہ کہاں ہے جس میں مَیں اپنے شاگردوں کے ساتھ فسح کھاؤں؟ وہ تمہیں ایک بڑا بالا خانہ آراستہ کیا ہوا دکھائے گا۔ وہیں تیاری کرنا۔ انہوں نے جاکر جیسا اُس نے اُن سے کہا تھا ویسا ہی پایا اور فسح تیار کیا" (انجیل شریف لوقا ۲۲ : ۸-۱۳)۔

حضور المسیح اور آپ کے باقی حواریوں کو اس جگہ تک پہنچنے میں جہاں حضرت پطرسؔ اور یوحنّاؔ نے ضیافت کا اہتمام کیا تھا مشکل سے ایک گھنٹہ لگا۔

اُمّتِ یہود کے سال بھر کے تمام تہواروں میں یہ سب سے اہم تہوار تھا۔ فسح کھانے کی اس شام سے اُن کی بہت سی یادیں وابستہ تھیں۔ اِس شام آگ پر بُھنا ہوا برّہ اور بے خمیری روٹی کھائی جاتی تھی۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پیشتر جب قومِ یہود مصر کے بُت پرست بادشاہ فرعونؔ کے غلام تھے تو خدا تعالےٰ نے انہیں

---

[1] عیدِ فطیر کو عیدِ فسح بھی کہتے ہیں۔

مخلصی دلانے کے لئے اپنے خادم حضرت موسیٰ کو بھیجا تھا۔ فرعون اپنے غلاموں کو ملک چھوڑنے کی اجازت دینے کو تیار نہ تھا۔ آخری دن حضرت موسیٰ نے اُسے متنبہ فرمایا کہ اگر تُونے میری اُمت کو جانے نہ دیا تو یاد رکھ اسی رات تیری عملداری کے ہر خاندان کا پہلوٹھا مر جائے گا۔"

حضرت موسیٰ کو خدا تعالےٰ کی طرف سے آگاہی ہوئی کہ ہر یہودی گھر کی چوکھٹ پر قربانی کے برّے کا خُون لگایا جائے۔ پھر وہ اُس برّہ کو آگ پر بھُون کر بے خمیری روٹی کے ساتھ گھر کے اندر کھائیں۔ اور جب رات کو موت کا فرشتہ نکل کر ملک میں گشت کرے گا کہ خدا تعالےٰ کے فرمان کے مُطابق پہلوٹھوں کو ہلاک کرے تو یہ خون اِس بات کا نشان ہوگا کہ یہاں سزا کی تعمیل ہو چکی ہے۔ وہ تمام افراد جو گھر کے اندر موجود ہوں گے اِس خون کے نشان کے باعث بچ جائیں گے۔

یہ عظیم واقعہ اُمتِ یہود کے لئے مخلصی کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا تھا، جس سے اُن کی تاریخ میں ایک نئے زمانہ کا آغاز ہوا۔ اِس تاریخی مخلصی کی یاد میں حضور یسوع مسیح اس بالاخانہ میں اپنے حواریئن کے ساتھ ضیافت میں شریک ہو کر بھُنا ہُوا برّہ اور بے خمیری روٹی تناول فرما رہے تھے۔ کھانے کے لئے اپنے آسمانی باپ کا شکر ادا کرنے کے بعد آپ حواریئن سے یوں مخاطب ہوئے :۔

"مجھے بڑی آرزو تھی کہ دکھ سہنے سے پہلے یہ فسح تمہارے ساتھ کھاؤں۔ کیونکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اسے کبھی نہ کھاؤں گا جب تک وہ خدا کی بادشاہی میں پورا نہ ہو۔ پھر اُس نے پیالہ لے کر شکر کیا اور کہا کہ اس کو لے کر آپس میں بانٹ لو۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ انگور کا شیرہ اب سے کبھی نہ پیوں گا جب تک خدا کی بادشاہی نہ آلے۔ پھر اُس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی اور یہ کہہ کر اُن کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اُس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۱۵ - ۲۰)۔

فدیہ کارِ عالم حضور المسیح نے اپنی جان دے کر خالق و مخلوق کے درمیان ایک نیا عہد قائم کیا۔ اِس عہد کے تحت جو بھی حضور المسیح پر خلوص دل سے ایمان لے آئے وہ خدا کے غضب سے محفوظ رہے گا۔ جیسے کہ اُمّتِ یہود کے پہلوٹھے دروازے پر خُون کے نشان کے باعث ملک الموت کے آہنی پنجے سے سلامت بچے۔

حضرت یوحنّا اصطباغی (یحییٰ نبی) کو آگاہی ہوئی تھی کہ آنے والے مسیح موعود آپ ہی کی ذاتِ شریف ہے اور کہ انبیائے سلف کی پیشین گوئیوں کی آپ ہی کی ذاتِ بابرکات سے تکمیل ہوگی۔ جب حضرت یوحنّا اصطباغی نے آپ کو دریائے یردن کے مشرقی کنارے پر تشریف فرما دیکھا تو انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں فرمایا:۔

"دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھائے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت مَیں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدم ٹھہرا ہے کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا" (انجیل شریف، یوحنّا ۱:۲۹-۳۰)۔

حضور المسیح کی کفّارہ بخش موت ہی فسح کی اصل تکمیل ہے۔ اُس دن کے بعد آپ کے پیروکار فسح کے کھانے کو عام طور پر "عشائے ربّانی" کے نام سے پکارتے ہیں۔ بہت سے مسیحی عشائے ربّانی، ہر ہفتہ کے پہلے دن یعنی اتوار کو مناتے ہیں۔ بعض ہر روز اور دیگر خاص خاص مواقع پر ہی۔ مسیحیوں کے نزدیک یہ اُن کے گناہوں کی خاطر حضور المسیح کی وفات کی اہم ترین یادگار ہے۔ یہ آپ کی اُس تلقین کی تعمیل ہے کہ "میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو"

فروتنی کا سبق

جب حضور المسیح اور آپ کے بارہ حواری ابھی کھانے کے لئے بیٹھے ہی تھے تو حالات کی نزاکت سے قطع نظر حواریوں میں بحث چھڑ گئی کہ ہم میں بڑا کون ہے۔ اِس بشری کمزوری کو دیکھ کر آپ نے دلگیر ہو کر فرمایا:۔

"غیر قوموں کے بادشاہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں اور جو اُن پر

اختیار رکھتے ہیں خداوندِ نعمت کہلاتے ہیں۔ مگر تُم ایسے نہ ہونا بلکہ جو تُم میں بڑا ہے وہ چھوٹے کی مانند اور جو سردار ہے وہ خدمت کرنے والے کی مانند بنے"۔ (انجیل شریف، لوقا ۲۲: ۲۴-۲۶)۔

غالباً یہ بحث اُس وقت چھڑی جب یہ سوال پیدا ہوا کہ دستور کے مطابق کون اُٹھ کر دوسروں کے ہاتھ پاؤں دھوئے۔ جب حوارئین ہنوز بحث میں اُلجھے ہوئے تھے تو اُن کے آقا نے بذاتِ خُود اُٹھ کر

"کپڑے اُتارے اور رومال لے کر اپنی کمر میں باندھا۔ اِس کے بعد برتن میں پانی ڈال کر شاگردوں کے پاؤں دھونے اور جو رومال کمر میں بندھا تھا اُس سے پونچھنے شروع کئے۔ پھر وہ شمعون پطرس تک پہنچا۔ اُس نے اُس سے کہا اَے خداوند! کیا تُو میرے پاؤں دھوتا ہے؟ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا کہ جو مَیں کرتا ہوں تُو اب نہیں جانتا مگر بعد میں سمجھے گا۔ پطرس نے اُس سے کہا کہ تُو میرے پاؤں ابد تک کبھی دھونے نہ پائے گا۔ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ اگر مَیں تجھے نہ دھوؤں تو تو میرے ساتھ شریک نہیں۔ شمعون پطرس نے اُس سے کہا اے خُداوند! صرف میرے پاؤں ہی نہیں بلکہ ہاتھ اور سر بھی دھو دے۔ یسوع نے اُس سے کہا جو نہا چکا ہے اُس کو پاؤں کے سوا اور کچھ دھونے کی حاجت نہیں بلکہ سراسر پاک ہے اور تم پاک ہو لیکن سب کے سب نہیں۔ چونکہ وہ اپنے پکڑوانے والے کو جانتا تھا اِس لئے اُس نے کہا تم سب پاک نہیں ہو۔

پس جب وہ اُن کے پاؤں دھو چکا اور اپنے کپڑے پہن کر پھر بیٹھ گیا تو اُن سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ مَیں نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ تم مجھے اُستاد اور خداوند کہتے ہو اور خوب کہتے ہو کیونکہ مَیں ہوں۔ پس جب مجھ خداوند اور اُستاد نے تمہارے پاؤں دھوئے تو تم پر بھی فرض ہے کہ ایک دوسرے کے پاؤں دھویا کرو کیونکہ مَیں نے تم کو ایک نمونہ دکھایا ہے کہ جیسا مَیں نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ تم بھی کیا کرو۔

میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ بھیجا ہوا اپنے بھیجنے والے سے۔ اگر تم ان باتوں کو جانتے ہو تو مبارک ہو بشرطیکہ اُن پر عمل بھی کرو" (انجیل شریف، یوحنا ۱۳: ۴-۱۷)
حقیقی فروتنی اور نوع انسانی کی خدمت کا جذبہ حضور المسیح کی ذاتِ مبارک کا ایک نہایت تابناک پہلو ہے۔ اپنی ذاتِ شریفہ کے نمونے سے آپ نے واضح کر دیا کہ حقیقی عظمت کس بات میں ہے۔ اکثر قائدین اعلےٰ ڈنڈے کے زور سے حکومت کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں، لیکن مختارِ دوجہاں حضور المسیح نے عوام کو اپنی زندگی اور خدمت کے نمونے سے متاثر کیا۔

یہوداہ اسکریوتی کی دشمنوں سے ملاقات

جب حضور یسوع مسیح حواریئن کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا:-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک جو میرے ساتھ کھاتا ہے مجھے پکڑوائے گا"
یہ سُن کر وہ بڑے دلگیر ہوئے اور باری باری کہنے لگے
"کیا میں ہوں؟"
آپ نے انہیں بتایا۔
"وہ بارہ میں سے ایک ہے جو میرے ساتھ طباق میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ کیونکہ ابنِ آدم تو جیسا اُس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے لیکن اُس آدمی پر افسوس جس کے وسیلہ سے ابن آدم پکڑوایا جاتا ہے! اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا تو اُس کے لئے اچھا ہوتا" (انجیل شریف مرقس ۱۴: ۱۸-۲۱)۔
"یہ کہہ کر یسوع اپنے دل میں گھبرایا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۳: ۲۱)۔
کلامِ مقدس میں اس واقعہ کی مزید تفصیلات یوں مندرج ہیں:-

"ایک شخص جس سے یسوعؔ محبت رکھتا تھا یسوعؔ کے سینے کی طرف جھکا ہوُا کھانا کھاتے بیٹھا تھا۔ پس شمعونؔ پطرس نے اُس سے اشارہ کر کے کہا کہ بتا تو وہ کس کی نسبت کہتا ہے؟ اُس نے اُسی طرح یسوعؔ کی چھاتی کا سہارا لے کر کہا کہ اے خداوند! وہ کون ہے؟ یسوعؔ نے جواب دیا کہ جسے میں نوالہ ڈبو کر دوں گا وہی ہے۔ پھر اُس نے نوالہ ڈبویا اور لے کر شمعونؔ اسکریوتی کے بیٹے یہوداہ کو دے دیا۔ اور اس نوالہ کے بعد شیطان اُس میں سما گیا۔ پس یسوعؔ نے اُس سے کہا کہ جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر لے۔ مگر جو کھانا کھانے بیٹھے تھے اُن میں سے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ اُس نے یہ اُس سے کس لئے کہا۔ چونکہ یہوداہ کے پاس تھیلی رہتی تھی اس لئے بعض نے سمجھا کہ یسوعؔ اُس سے یہ کہتا ہے کہ جو کچھ ہمیں عید کے لئے درکار ہے خرید لے۔ یا یہ کہ محتاجوں کو کچھ دے۔ پس وہ نوالہ لے کر فی الفور باہر چلا گیا اور رات کا وقت تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۳: ۲۳-۳۰)۔

جو سوال حضرت یوحنا نے آنحضور کے سینہ کی طرف جھکے ہوئے دھیمی آواز سے پوچھا تھا کہ "اے خداوند وہ کون ہے"؟ اُسے کوئی بھی نہ سن سکا تھا۔ یہوداہ کو یہ گمان تھا کہ اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں، لہٰذا اُس نے بھی دیگر حواریوں کی طرح پوچھا۔

"اے ربی کیا میں ہوں"؟ (انجیل شریف، متی ۲۶: ۲۵)۔

لیکن جب حضور المسیح نے نوالہ ڈبو کر یہوداہ کو دے دیا۔ تو نشاندہی کی جا چکی تھی۔ اِس پر کلمتہ اللہ نے یہوداہ کو مخاطب کر کے فرمایا "جو کچھ تو کرتا ہے جلد کر لے"۔ حضرت یوحنا اور پطرس کے علاوہ باقی حواریوں نے یہ سمجھا کہ شاید اسے کسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے۔ یہوداہ وہاں سے اُٹھ کر رات کی تاریکی میں گم ہو گیا تاکہ اپنے مذموم فعل کو انجام دے۔

آخری ہدایات

یہوداہ کے دسترخوان سے اُٹھ کر چلے جانے کے بعد کے واقعات کا انجیل جلیل

میں یوں ارشاد ہوا ہے :-

"جب وہ باہر چلا گیا تو یسوع نے کہا کہ اب ابنِ آدم نے جلال پایا اور خُدا نے اس میں جلال پایا۔ اور خدا بھی اُسے اپنے میں جلال دیگا بلکہ اُسے فی الفور جلال دے گا۔ اے بچو! مَیں اور تھوڑی دیر تمہارے ساتھ ہوں۔ تم مجھے ڈھونڈوگے اور جیسا مَیں نے یہودیوں سے کہا کہ جہاں مَیں جاتا ہوں تم نہیں آسکتے ویسا ہی اب تم سے بھی کہتا ہوں۔ مَیں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبّت رکھو کہ جیسے مَیں نے تم سے محبّت رکھی تم بھی ایک دوسرے سے محبّت رکھو۔ اگر آپس میں محبّت رکھوگے تو اس سے سب جانینگے کہ تم میرے شاگرد ہو" (انجیل شریف، یوحنا ۱۳ : ۳۱ - ۳۵)-

انیسِ نوعِ اِنسانی حضور المسیح کے پیروکاروں کا امتیازی نشان ایک دوسرے سے محبّت ہے۔

حضرت پطرس اور دیگر حوارئین کو بزدلی سے انتباہ

"شمعون پطرس نے اُس سے کہا اَے خداوند! تُو کہاں جاتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کہ جہاں مَیں جاتا ہوں اب تو تُو میرے پیچھے آنہیں سکتا مگر بعد میں میرے پیچھے آئے گا۔

"پطرس نے اُس سے کہا اَے خداوند! مَیں تیرے پیچھے اب کیوں نہیں آسکتا؟ مَیں تو تیرے لئے اپنی جان دوں گا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۳ : ۳۶ - ۳۷)-

حضور المسیح نے حضرت پطرس سے مزید فرمایا "شمعون! شمعون! دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا تاکہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن مَیں نے تیرے لئے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے۔ اور جب تو رجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا" (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۳۱ - ۳۲)-

"پطرس نے اس سے کہا گو سب ٹھوکر کھائیں لیکن مَیں نہ کھاؤنگا۔ یسوع نے اُس سے کہا مَیں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ تو آج اِسی رات مُرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا اِنکار کرے گا۔ لیکن اس نے بہت زور دے کر کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی تیرا اِنکار ہرگز نہ کروں گا۔ اِسی طرح اور سب نے بھی کہا" (انجیل شریف، مرقس ۱۴: ۲۹-۳۱)۔

حواریّین کی پریشانی

حواری اپنے بے نظیر استاد کی پُراسرار باتوں کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ آپ نے فرمایا:-

"تھوڑی دیر میں تُم مجھے نہ دیکھوگے اور پھر تھوڑی دیر میں مجھے دیکھ لوگے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۶: ۱۶)۔

"مَیں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے" (آیت ۱۰)۔

"تمہارا دل نہ گھبرائے۔ تم خدا پر ایمان رکھتے ہو مجھ پر بھی ایمان رکھو۔ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو مَیں تم سے کہہ دیتا کیونکہ مَیں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر مَیں جاکر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا۔ تاکہ جہاں مَیں ہوں تم بھی ہو۔ اور جہاں مَیں جاتا ہوں تم وہاں کی راہ جانتے ہو۔ توما نے اُس سے کہا اے خداوند ہم نہیں جانتے کہ تو کہاں جاتا ہے۔ پھر راہ کس طرح جانیں؟ یسوع نے اُس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا۔ اگر تم نے مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب اُسے جانتے ہو اور دیکھ لیا ہے۔ فلپس نے اُس سے کہا اے خداوند! باپ کو ہمیں دکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے۔ یسوع

نے اُس سے کہا اے فلپس! مَیں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں
کیا تو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تُو
کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا؟ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ مَیں باپ میں
ہوں اور باپ مجھ میں ہے؟ یہ باتیں جو مَیں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف
سے نہیں کہتا۔ لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے۔ میرا یقین
کرو کہ مَیں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی
کے سبب سے میرا یقین کرو۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ
پر ایمان رکھتا ہے یہ کام جو مَیں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا بلکہ ان سے
بھی بڑے کام کرے گا کیونکہ مَیں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ اور جو کچھ
تم میرے نام سے چاہو گے مَیں وہی کروں گا تاکہ باپ بیٹے میں جلال
پائے۔ اگر میرے نام سے مجھ سے کچھ چاہو گے تو مَیں وہی کروں گا" (انجیل
شریف، یوحنا ۱۴: ۱-۱۴)۔

یہ مبارک کلمات جو حضور المسیح نے بالاخانہ پر اپنے حواریین سے فرمائے آپ کی عجوبہ شخصیت کے بھید کا مزید انکشاف کرتے ہیں۔ بڑے اعتماد کے ساتھ آپ نے وعدہ فرمایا کہ اپنے باپ کے گھر جا کر آپ اُن کے لئے جگہ تیار کریں گے جو آپ پر ایمان لائیں گے۔ علاوہ ازیں یہ دعوےٰ بھی فرمایا کہ راہ صرف آپ ہی ہیں۔ آپ پر ایمان لا کر ہی خدا تعالےٰ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ آپ اور باپ میں نہایت گہرا اور قریبی تعلق ہے یہاں تک کہ باپ آپ میں ہے اور آپ باپ میں ہیں۔ خدا تعالےٰ اور حضور یسوع مسیح میں لاثانی یگانگت اور کامل یکتائی کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"مَیں نے یہ باتیں تم سے تمثیلوں میں کہیں۔ وہ وقت آتا ہے کہ پھر
تم سے تمثیلوں میں نہ کہوں گا بلکہ صاف صاف تمہیں باپ کی خبر دونگا۔
اُس دن تم میرے نام سے مانگو گے اور مَیں تم سے یہ نہیں کہتا کہ باپ
سے تمہارے لئے درخواست کروں گا۔ اِس لئے کہ باپ تو آپ ہی
تم کو عزیز رکھتا ہے کیونکہ تم نے مجھ کو عزیز رکھا ہے اور ایمان

لائے ہو کر میں باپ کی طرف سے نکلا۔ میں باپ میں سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں۔ پھر دنیا سے رخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا ہوں۔"
آپ کے حواریوں نے کہا
"دیکھ اب تو صاف صاف کہتا ہے اور کوئی تمثیل نہیں کہتا۔ اب ہم جان گئے کہ تو سب کچھ جانتا ہے اور اس کا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پوچھے۔ اس سبب سے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تو خدا سے نکلا ہے۔"

آپ نے جواب دیا "کیا تم اب ایمان لاتے ہو؟ دیکھو وہ گھڑی آتی ہے بلکہ آ پہنچی کہ تم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔ تو بھی میں اکیلا نہیں ہوں کیونکہ باپ میرے ساتھ ہے۔ میں نے تم سے یہ باتیں اس لئے کہیں کہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ دنیا میں مصیبت اٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو، میں دنیا پر غالب آیا ہوں" (انجیل شریف، یوحنا ۱۶: ۲۵-۳۳)۔

بائبل مقدس کی صحت کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ اس میں نہایت دیانتداری کے ساتھ من وعن وہی کچھ درج ہے جو حقیقتاً کہا گیا اور سچ مچ وقوع میں آیا۔ ایک موقع پر حواریین یہ کہتے ہیں کہ "اب تو صاف صاف کہتا ہے . . . اس سب سے ہم ایمان لاتے ہیں کہ تو خدا سے نکلا ہے۔" لیکن پھر حضور المسیح کو انہیں آگاہ کرنا پڑا کہ وہ سب آپ کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے اور چند گھنٹوں کے بعد ہی یہ بات سچ ثابت بھی ہوئی۔ پہلے شک و بے یقینی پھر مضبوط ایمان اور پھر شک حضور المسیح کے تمام پیروکاروں کا وقتاً فوقتاً یہی تجربہ۔ اپنے حواریوں کی انہی کمزوریوں کے پیش نظر آپ نے فرمایا "خاطر جمع رکھو میں دنیا پر غالب آیا ہوں۔"

"یسوع یہ باتیں کہہ کر اپنے شاگردوں کے ساتھ قدرون کے نالے کے پار گیا۔ وہاں ایک باغ تھا۔ اس میں وہ اور اس کے شاگرد داخل ہوئے۔ اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی اس جگہ کو جانتا تھا کیونکہ

یسوعؔ اکثر اپنے شاگردوں کے ساتھ وہاں جایا کرتا تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۸: ۱-۲)۔

جب ہادیٔ برحقؔ اپنے حوارییّن سمیت یروشلیم سے باہر کوہِ زیتون پر تشریف لے جارہے تھے تو آپ نے اُن سے فرمایا

"دُعا کرو کہ آزمائش میں نہ پڑو" (انجیل شریف، لوقا ۲۲: ۴۰)۔

گتسمنی باغ میں اذیّت و جان کنی

کوہِ زیتون پر ایک خوشنما باغ تھا جو گتسمنی کہلاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر حضرت غمخوارِ عالم نے اپنے حواریوں سے فرمایا

"یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ مَیں وہاں جا کر دُعا کروں"۔

اِس پر آپ

"پطرسؔ اور زبدیؔ کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بیقرار ہونے لگا۔ اُس وقت اُس نے اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور مُنہ کے بل گر کر یوں دُعا کی کہ اے میرے باپ! اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔ پھر شاگردوں کے پاس آکر اُن کو سوتے پایا اور پطرسؔ سے کہا کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟ جاگو اور دُعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ رُوح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے۔ پھر دوبارہ اُس نے جا کر یوں دُعا کی کہ اَے میرے باپ! اگر یہ میرے پیئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔ اور آکر اُنہیں پھر سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔ اور اُن کو چھوڑ کر پھر چلا گیا اور پھر وہی بات کہہ کر تیسری بار دُعا کی۔ تب شاگردوں کے پاس آکر اُن سے کہا اب سوتے رہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے اور ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ

کیا جاتا ہے" (انجیل شریف، متی ۲۶: ۳۶-۴۵)۔

حضور المسیح اِس قدر "غمگین اور بے قرار" کیوں تھے جبکہ تاریخ عالم میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ شہیدوں نے بڑی دلیری اور خوشی سے موت کو گلے لگا لیا؟ تین بار یہ دُعا کرنا کہ "اگر ہوسکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے" اِس سے آنخضور کا کیا مطلب تھا؟ پیالے سے کیا مراد تھی؟

انیس اِنسانیت حضور المسیح کی وفات اور قیامت کا بھید خدا تعالےٰ کی نوع اِنسان سے محبّت کے اظہار کی معراج ہے۔ نیز یہ مسیحِ موعود کی اس زمین پر بعثت کے مقصد کی تکمیل ہے۔ آپ نے صاف فرمایا کہ

"ابنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" (انجیل شریف متی ۲۰: ۲۸)۔

آپ کی پاک زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ انسان کو گناہ سے مخلصی دلا کر اس کا خدا تعالےٰ کے ساتھ میل ملاپ کرا دیں۔ آپ دنیا کا گناہ اپنے اُوپر اُٹھا کر ہمارے عوض ہمارے گناہ کا خمیارہ بھگتنے والے تھے تاکہ ہم غضبِ الٰہی سے بچ جائیں۔ ہمارے بدلے گناہ کی لعنت کو اُٹھانے کا وہ ہولناک تجربہ تھا جس کے خیال سے آپ کی بے گناہ اور پاک رُوح لرزاں تھی۔ آپ صلیب کی ظالمانہ جسمانی اذیت سے نہیں گھبراتے تھے۔ جسے رومی حکومت میں اس لئے رواج دیا جاتا تھا تاکہ عوام کو دہشت زدہ کرکے اطاعت پر مجبور کر دے۔ یہ تھا خدائے عادل کے غضب کا وہ پیالہ جسے آپ نے بنی نوع انسان سے محبّت کے باعث نوش فرمانا تھا۔

چھٹا دن

گرفتاری

اگر حضورِ المسیح چاہتے تو دشمنوں کے ہاتھ سے فرار ہوسکتے، آپ دُور سے سپاہیوں کے پاؤں کی آہٹ، پتوں کی چرچراہٹ اور تلواروں کی جھنکار سن رہے تھے۔ درختوں

میں سے چھن کر آنے والی مشعلوں کی روشنی صاف نظر آ رہی تھی۔ لیکن اس کے برعکس آپ نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا کہ جس مقصد سے آپ دنیا میں تشریف لائے تھے اُسے پُورا کر کے ہی چھوڑیں گے۔

آپ نے اپنے سوتے ہُوئے حواریوں کو جگا کر فرمایا

"اُٹھو چلیں۔ دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے" (انجیل شریف، مرقس ۱۴ : ۴۲)۔

"وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو اُن بارہ[۱۲] میں سے ایک تھا آیا اور اس کے ساتھ ایک بڑی بھیڑ تلواریں اور لاٹھیاں لئے سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی۔ اور اُس کے پکڑوانے والے نے اُن کو یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لوں وُہی ہے اُسے پکڑ لینا۔ اور فوراً اُس نے یسوعؔ کے پاس آ کر کہا اے ربّی سلام! اور اُس کے بوسے لئے۔ یسوعؔ نے اُس سے کہا میاں! جس کام کو آیا ہے وہ کر لے" (انجیل شریف، متّی ۲۶ : ۴۹-۵۰)۔

"کیا تو بوسہ لے کر ابنِ آدم کو پکڑواتا ہے؟" (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۴۸)۔

جب سردار کاہنوں کے پیادے نزدیک آ گئے تو

"یسوعؔ اُن سب باتوں کو جو اُس کے ساتھ ہونے والی تھیں جان کر باہر نکلا اور اُن سے کہنے لگا کہ کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے اُسے جواب دیا یسوعؔ ناصری کو۔ یسوعؔ نے اُن سے کہا مَیں ہی ہُوں۔ اور اس کا پکڑوانے والا یہوداہ بھی اُن کے ساتھ کھڑا تھا۔ اُس کے یہ کہتے ہی کہ مَیں ہی ہوں وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ پس اُس نے اُن سے پھر پُوچھا کہ تم کسے ڈھونڈتے ہو؟ انہوں نے کہا یسوعؔ ناصری کو۔ یسوعؔ نے جواب دیا کہ مَیں تم سے کہہ تو چکا کہ مَیں ہی ہوں۔ پس اگر مجھے ڈھونڈتے ہو تو انہیں جانے دو۔ یہ اُس نے اس لئے کہا کہ اُس کا وہ قول پُورا ہو کہ جنہیں تُو نے مجھے دیا مَیں نے اُن میں سے

کسی کو بھی نہ کھویا۔ پس شمعون پطرس نے تلوار جو اُس کے پاس تھی کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا دہنا کان اُڑا دیا۔ اُس نوکر کا نام ملخس تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۸ : ۴-۱۱)۔

" یسوع نے اُس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے۔ کیا تو نہیں سمجھتا کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ[۱] تمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا؟ مگر وہ نوشتے کہ یونہی ہونا ضرور ہے کیونکر پورے ہوں گے؟" (انجیل شریف متی ۲۶ : ۵۲-۵۴)۔

پھر آپ نے ترس کھا کر ملخس کے کان کو دوبارہ جوڑ دیا۔

" پھر یسوع نے سردار کاہنوں اور ہیکل کے سرداروں اور بزرگوں سے جو اُس پر چڑھ آئے تھے کہا کیا تم مجھے ڈاکو جان کر تلواریں اور لاٹھیاں لے کر نکلے ہو؟ جب میں ہر روز ہیکل میں تمہارے ساتھ تھا تو تم نے مجھ پر ہاتھ نہ ڈالا لیکن یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے" (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۵۲-۵۳)۔

" اِس پر سب شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مگر ایک جوان اپنے ننگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اسے لوگوں نے پکڑا۔ مگر وہ چادر چھوڑ کر ننگا بھاگ گیا" (انجیل شریف، مرقس ۱۴ : ۵۰-۵۲)۔

غیر قانونی مقدمہ

" تب سپاہیوں اور ان کے صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا۔ اور پہلے اُسے حنا کے پاس لے گئے کیونکہ

---

[۱] یونانی لگیون یعنی چھ ہزار سپاہی

وہ اُس برس کے سردار کاہن کائفا کا سسر تھا۔ یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ اُمت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے۔ اور شمعون پطرس یسوع کے پیچھے ہولیا اور ایک اور شاگرد بھی۔ یہ شاگرد سردار کاہن کا جان پہچان تھا اور یسوع کے ساتھ سردار کاہن کے دیوان خانہ میں گیا۔ لیکن پطرس دروازہ پر باہر کھڑا رہا۔ پس وہ دوسرا شاگرد جو سردار کاہن کا جان پہچان تھا باہر نکلا اور دربان عورت سے کہہ کر پطرس کو اندر لے گیا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۸ : ۱۲-۱۷)۔

معصوم و مظلوم حضور المسیح کو سب سے پہلے ایک عمر رسیدہ سردار کاہن حنّا کے پاس لے جایا گیا جو کہ کائفا سردار کاہن کا سسر تھا۔ یہ شخص بڑے اثر و رسوخ کا مالک تھا۔ مورخین کے خیال کے مطابق اِس کی ہیکل کی تجارت پر اجارہ داری تھی جس کے باعث اس کا خاندان بہت امیر بن گیا تھا۔

سردار کاہن کائفا کے سامنے پیشی

سردار کاہن حنّا کے بعد حضور المسیح کو

"کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے" (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۵۷)۔

سردار کاہن کائفا اپنے دیوانِ عام میں فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور مختارِ دو جہان ایک مجرم کی حیثیت سے اُن کے سامنے کھڑے تھے۔ صحن میں ایک الاؤ روشن تھا اور حضرت پطرس وہاں کھڑے آگ تاپ رہے تھے۔ آگ کے گرد دیگر لوگ اور نوکر چاکر بھی تھے جو کھڑے کارروائی دیکھ رہے تھے۔ مورخین کے خیال میں "دُوسرا شاگرد" حضرت یوحنا تھے، جن کی دیوان خانہ میں کافی جان پہچان تھی اور جو دربان عورتوں کو بھی جانتے تھے۔ جب حضرت یوحنا نے دربان عورت سے کہا کہ وہ حضرت پطرس کو اندر آنے دے تو اُس لونڈی نے حضرت پطرس سے کہا

"کیا تو بھی اِس شخص کے شاگردوں میں سے ہے؟" (انجیل شریف یوحنا ۱۸ : ۱۷)۔

اِس موقع پر حضرت پطرس نے اپنے آقا کا پہلی مرتبہ انکار کرتے ہُوئے کہا "مَیں نہیں ہوں"۔

سردار کاہن اور اُس کے مشیروں نے حضور المسیح کے خلاف جھُوٹی گواہیاں تلاش کرنے کی کوشش کی تاکہ آپ پر موت کا فتویٰ صادر کیا جا سکے۔ چنانچہ کلامِ مُقدّس میں مرقوم ہے۔

"سردار کاہن اور سب صدرِ عدالت والے یسوعؔ کو مار ڈالنے کے لئے اُس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پائی گو بہت سے جھوٹے گواہ آئے" (انجیل شریف متی ۲۶: ۵۹)۔

مہرِ صداقت حضور المسیح کے خلاف تفتیش کا یہ سلسلہ رات کو کئی گھنٹے تک جاری رہا۔ اِس عرصہ میں حضرت پطرس سے آپکے ساتھ تعلق کے بارے میں دوؔ مرتبہ پُوچھا گیا۔ کلامِ مُقدّس میں اس کی بابت یوں مرقوم ہے۔

"اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اُسے دیکھا اور جو وہاں تھے اُن سے کہا یہ بھی یسوعؔ ناصری کے ساتھ تھا۔ اُس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ مَیں اِس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا بے شک تو بھی اُن میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اِس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ مَیں اِس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔ پطرس کو یسوعؔ کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے کہی تھی کہ مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تینؔ بار میرا انکار کرے گا اور وہ باہر جا کر زار زار رویا" (انجیل شریف، متی ۲۶: ۷۱-۷۵)۔

یوں حضرت پطرس کا تینؔ بار آپ کا اِنکار کرنے کے بارے میں آپ کی پیشین گوئی پُوری ہوئی۔ آپ اپنے تمام حوارئین کی کمزوریوں سے آگاہ تھے۔

سردار کاہن کی حضور المسیح سے باز پرس

" پھر سردار کاہن نے یسوع سے اُس کے شاگردوں اور اُس کی تعلیم کی بابت پوچھا۔ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ مَیں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ مَیں نے ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے؟ سننے والوں سے پوچھ کہ مَیں نے اُن سے کیا کہا۔ دیکھ اِن کو معلوم ہے کہ مَیں نے کیا کیا کہا۔ جب اُس نے یہ کہا تو پیادوں میں سے ایک شخص نے جو پاس کھڑا تھا یسوع کے طمانچہ مار کر کہا تو سردار کاہن کو ایسا جواب دیتا ہے؟ یسوع نے اُسے جواب دیا کہ اگر مَیں نے بُرا کہا تو اس بُرائی پر گواہی دے اور اگر اچھا کہا تو مجھے مارتا کیوں ہے"؟ (انجیل شریف، یوحنا ۱۸: ۱۹-۲۳)۔

کُفر کا الزام

بسیار کوشش کے بعد بالآخر اُنہیں دو ایسے شخص مل ہی گئے جنہوں نے آپ کے خلاف جھوٹی گواہی دی کہ

" اِس نے کہا ہے مَیں خدا کے مَقدِس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اُسے بنا سکتا ہوں"

اِس پر سردار کاہن نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا

" تُو جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں"؟

مگر مختارِ دو جہان خاموش ہی رہے۔ (انجیل شریف، متی ۲۶: ۶۱-۶۳)۔

جواب دینے کا کیا فائدہ تھا جبکہ عدالتِ عالیہ آپ کو ہلاک کرنے کا پہلے ہی فیصلہ کئے بیٹھی تھی آپ نے جو یروشلیم کے مَقدِس کو ڈھا دینے کی مثال دے کر اپنی موت اور جی اُٹھنے کے روحانی پہلو کو بیان کیا تھا اِس کو سمجھنے کی کوشش کرنے

کے لئے آپ کے دشمن بالکل تیار نہ تھے۔

ہر طرف خاموشی کا عالم تھا۔ پس سردار کاہن نے سکوت کو توڑتے ہُوئے کہا:۔

"مَیں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تُو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔"

آپ نے بڑی دلیری سے جواب دیا

"تُو نے خود کہہ دیا بلکہ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے" (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۶۲-۶۴)۔

اِس پر انہوں نے کہا

"اب ہمیں گواہی کی کیا حاجت رہی؟ کیونکہ ہم نے خُود اُسی کے مُنہ سے سُن لیا ہے" (انجیل شریف، لوقا ۲۲ : ۷۱)۔

"اُس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اُس نے کفر بکا ہے۔ اب ہم کو گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ دیکھو تم نے ابھی یہ کفر سنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

"اُنھوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے۔"

پھر وہ آپ کے چہرۂ مُبارک پر تھوک کر آپ کا تمسخر اڑانے لگے۔ یہاں تک کہ بعض نے آپ کے طمانچے مارے اور کہا

"اے مسیح ہمیں نبوّت سے بتا کہ تجھے کس نے مارا" (انجیل شریف، متی ۲۶ : ۶۵-۶۸)۔

پیکرِ معصومیّت حضور المسیح خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور بے گناہ نبی ہوتے ہُوئے اپنی بریت کے لئے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا لینے اور جھوٹا دعوےٰ کرنے کو تیار نہ تھے۔

جو حضرات حضور المسیح کو منجانب اللہ اور انجیلِ جلیل کو الہامی کتاب مانتے ہیں ضرور ہے کہ وہ آپ کے ابن اللہ[1] اور مسیح موعود ہونے کے اس صریح دعویٰ کے پُراسرار مطلب

---

[1] دیکھئے صفحہ نمبر ۲۹۴ پر نوٹ نمبر ۲

کو ٹھنڈے دل سے سمجھنے کی کوشش کریں۔

پس اُنہوں نے آپ پر کفر کا الزام عائد کیا اور ساتھ ہی منصوبہ بنایا کہ جب وہ آپ کو رومی گورنر کے سامنے پیش کریں گے تو کس الزام کے تحت وہ آپ کی موت کا مطالبہ کریں گے۔

۷ رُومی گورنر پنطُس پیلاطُس کے سامنے پیشی

"جب صبح ہوئی تو سب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے یسوعؔ کے خلاف مشورہ کیا کہ اُسے مار ڈالیں۔ اور اُسے باندھ کر لے گئے اور پیلاطُس حاکم کے حوالہ کیا" (انجیل شریف، متّی ۲۷: ۱-۲)

اب اُنہوں نے آنحضور پر سیاسی نوعیت کا الزام تراشا کہ

"اِسے ہم نے اپنی قوم کو بہکاتے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا۔"

پیلاطُس نے آپ سے پُوچھا

"کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے"؟

آپ نے فرمایا

"تو خُود کہتا ہے۔"

پیلاطُس نے آپ کا جواب سُن کر سردار کاہنوں اور عام لوگوں سے کہا۔

"مَیں اِس شخص میں کوئی قصور نہیں پاتا۔"

لیکن وہ ان الزامات پر اور بھی زیادہ زور دے کر کہنے لگے۔

"یہ تمام یہودیہ میں بلکہ گلیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو سِکھا سکھا کر اُبھارتا ہے۔"

جب پیلاطُس کو یہ معلوم ہُوا کہ حضور المسیح ہیرودیس بادشاہ کی عملداری سے تعلق رکھتے ہیں تو اُس نے آپ کو ہیرودیس کے پاس بھیج دیا کیونکہ وہ بھی اُن دنوں یروشلیم میں تھا۔

ہیرودیس حضور المسیح کو دیکھ کر بہت خُوش ہُوا کیونکہ وہ مدّت سے آپکو دیکھنے

کا آرزومند تھا۔ اُس نے آپکے متعلق بہت کچھ سُن رکھا تھا اور آپ سے کوئی معجزہ دیکھنے کا مشتاق تھا۔ اُس نے آپ سے متعدد سوالات کیے لیکن آپ نے قطعی کوئی جواب نہ دیا حالانکہ سردار کاہن اور فقیہ آپ پر زور شور سے الزامات لگاتے رہے۔ پس وہ بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ مل کر آپ کا تمسخر اُڑانے لگا۔ جب وہ آپ کو ذلیل کروا چکا تو اس نے آپ کو چمکدار پوشاک پہنا کر واپس پیلاطُس کے پاس بھیج دیا۔ پیشتر ازیں یہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے مگر اس دن سے وہ گہرے دوست بن گئے۔ (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۲۳ : ۲-۱۲)۔

پھر پیلاطُس سردار کاہنوں، سرداروں اور عوام کو جمع کر کے حسبِ ذیل الفاظ میں اُن سے مخاطب ہوا۔

"تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے پاس لائے ہو اور دیکھو مَیں نے تمہارے سامنے ہی اُس کی تحقیق کی مگر جن باتوں کا الزام تم اُس پر لگاتے ہو اُن کی نسبت نہ مَیں نے اُس میں کچھ قصور پایا۔ نہ ہیرودیس نے کیونکہ اُس نے اُسے ہمارے پاس واپس بھیجا ہے اور دیکھو اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرتا۔ پس میں اُس کو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہوں" (انجیل شریف لوقا ۲۳ : ۱۳-۱۶)۔

انجیل شریف کی دیگر آیاتِ مبارک میں عیدِ فسح کے ایک دستور کا ذکر بدیں الفاظ میں ملتا ہے :-

"حاکم کا دستور تھا کہ عید پر لوگوں کی خاطر ایک قیدی جسے وہ چاہتے تھے چھوڑ دیتا تھا۔ اُس وقت برابا نام اُن کا ایک مشہور قیدی تھا۔ پس جب وہ اکٹھے ہوئے تو پیلاطُس نے اُن سے کہا تم کسے چاہتے ہو کہ مَیں تمہاری خاطر چھوڑ دُوں ؟ برابا کو یا یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے ؟ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اُنہوں نے اِس کو حسد سے پکڑوایا ہے۔ اور جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھا تھا تو اس کی بیوی نے اُسے کہلا بھیجا کہ تو اِس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ مَیں نے آج خواب میں اِس

کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے" (انجیل شریف، متّی ۲۷: ۱۵-۱۹)۔

لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے مجمع کو اُبھارا کر وہ برآبا کی رہائی اور حضور المسیح کے قتل کا مطالبہ کریں۔ برآبا کا ذکر کلامِ مُقدّس میں یوں ہُوا ہے:-

"یہ کسی بغاوت کے باعث جو شہر میں ہوئی تھی اور خون کرنے کے سبب سے قید میں ڈالا گیا تھا" (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۱۹)۔

پھر گورنر پیلاطس نے اُن سے کہا

"اِن دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ تمہاری خاطر چھوڑ دُوں؟

اُنہوں نے کہا برآبا کو پیلاطس نے اُن سے کہا

پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟ سب نے کہا کہ اُس کو صلیب دی جائے" (انجیل شریف، متّی ۲۷: ۲۱-۲۳)۔

یہ سن کر پیلاطس نہایت پریشان ہوا۔ وہ آنحضور سے تنہائی میں پوچھ گچھ کر چکا تھا۔ جس کا کلامِ مُقدّس میں یوں بیان ہے:-

پیلاطس۔"کیا تو یہودیوں کا بادشاہ ہے"؟

المسیح۔"تو یہ بات آپ ہی کہتا ہے یا اوروں نے میرے حق میں تجھ سے کہی"؟

پیلاطس۔"کیا مَیں یہودی ہوں؟ تیری ہی قوم اور سردار کاہنوں نے تجھ کو میرے حوالہ کیا۔ تو نے کیا کیا ہے"؟

المسیح۔"میری بادشاہی اِس دنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دُنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا۔ مگر اب میری بادشاہی یہاں کی نہیں"۔

پیلاطس۔"کیا تو بادشاہ ہے"؟

المسیح۔ "تو خود کہتا ہے کہ مَیں بادشاہ ہوں۔ مَیں اس لئے پیدا ہُوا اور اِس واسطے دُنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دُوں۔ جو کوئی حق سے ہے میری آواز سنتا ہے"۔

پیلاطس۔ "حق کیا ہے"؟ (دیکھئے انجیل شریف، یوحنا ۱۸: ۳۳-۳۸)۔
پیلاطس نے ایک مرتبہ پھر سردار کاہنوں اور عوام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس نے کیا برائی کی ہے؟ میں نے اس میں قتل کی کوئی وجہ نہیں پائی۔ پس میں اسے پٹوا کر چھوڑ دیتا ہوں"۔

لیکن انہوں نے اس کی ایک نہ سُنی بلکہ چلاّتے ہی رہے کہ اُسے صلیب دی جائے۔ آخرش اُن کا چلاّنا کارگر ہُوا اور اس نے حکم دے دیا کہ ان کی درخواست کے مطابق کیا جائے۔ اُس نے برآبا کو جو کہ قتل و غارت اور بغاوت کے سبب سے قید تھا رہا کر دیا اور پیکر معصومیت حضور المسیح کو صلیب دینے کے لئے سپاہیوں کے حوالہ کر دیا۔ (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۲۲-۲۵)۔
لیکن پیلاطس حضور المسیح کی موت کا ذمہ دار ہونے سے کترا تا رہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آپ معصوم و بے گناہ ہیں۔ چنانچہ کلامِ مُقدّس میں اس کے متعلق مرقوم ہے:۔

"جب پیلاطس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ اُلٹا بلوا ہوتا جاتا ہے تو پانی لے کر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو۔ سب لوگوں نے جواب میں کہا اس کا خون ہماری اور ہماری اولاد کی گردن پر! اس پر اُس نے برآبا کو ان کی خاطر چھوڑ دیا اور یسوع کو کوڑے لگوا کر حوالہ کیا تاکہ صلیب دی جائے"۔ (انجیل شریف، متی ۲۷: ۲۴-۲۶)۔

کوڑوں کی سزا

رُومی دستور کے مطابق جس شخص کو صلیب کی سزا دی جاتی اُسے کوڑے بھی لگائے جاتے تھے۔ کوڑے سزا کا ایک حصہ تھا۔ کوڑا چمڑے کے تسموں کو بُن کر بنایا جاتا تھا اور اُس میں لوہے یا رانگے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پروئے جاتے تھے۔ اس کی ضرب نہایت شدید اور تکلیف دہ ہُوا کرتی تھی۔ اب مختارِ دوجہان یہودیوں کے قیدی نہ رہے بلکہ آپ کو بے دین رومی حکومت کے سپاہیوں کے حوالہ کر دیا گیا تھا جنہوں نے سزا دینے کا پورا پورا حق ادا کیا۔ کوڑے لگنے کے بعد

" سپاہی اُس کو اُس صحن میں لے گئے جو پرتیوریَن کہلاتا ہے ہے اور ساری پلٹن کو بُلا لائے۔ اور انہوں نے اُسے ارغوانی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا۔ اور اُسے سلام کرنے لگے کہ اَے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور وہ اس کے سر پر سرکنڈا مارتے اور اُس پر تھوکتے اور گھٹنے ٹیک ٹیک کر اُسے سجدہ کرتے رہے" (انجیل شریف، مرقس ۱۵: ۱۶-۱۹)۔

" اور اُس کے طمانچے بھی مارے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹: ۳)۔

پیلاطس کی حضور المسیح کو بچانے کی آخری کوشش

اِنجیلِ جلیل کے بغور مُطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیلاطس نے حضور المسیح کو ایک مرتبہ اور بچانے کی کوشش کی۔

" پیلاطس نے پھر باہر جا کر لوگوں سے کہا کہ دیکھو مَیں اُسے تمہارے پاس باہر لے آتا ہوں تاکہ تم جانو کہ مَیں اُس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ یسوعؔ کانٹوں کا تاج رکھے اور ارغوانی پوشاک پہنے باہر آیا اور پیلاطس نے اُن سے کہا دیکھو یہ آدمی! جب سردار کاہن اور پیادوں نے اُسے دیکھا تو چِلّا کر کہا صلیب دے۔ صلیب۔

" پیلاطس نے اُن سے کہا کہ تم ہی اِسے لے جاؤ اور صلیب دو۔ کیونکہ مَیں اِس کا کچھ جُرم نہیں پاتا۔

" یہودیوں نے اُسے جواب دیا کہ ہم اہلِ شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو خُدا کا بیٹا بنایا۔

" جب پیلاطس نے یہ بات سُنی تو اَور بھی ڈرا۔ اور پھر قلعہ میں جا کر یسوعؔ سے کہا تُو کہاں کا ہے؟

" مگر یسوعؔ نے اُسے جواب نہ دیا۔ پس پیلاطس نے اُس سے کہا تو مجھ سے بولتا نہیں؟ کیا تُو نہیں جانتا کہ مجھے تجھ کو چھوڑ دینے

کا بھی اختیار ہے اور مصلوب کرنے کا بھی اختیار ہے؟
"یسوع نے اُسے جواب دیا کہ اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔ اِس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالہ کیا اُس کا گناہ زیادہ ہے۔
"اِس پر پیلاطس اُسے چھوڑ دینے میں کوشش کرنے لگا۔ مگر یہودیوں نے چلّا کر کہا اگر تو اس کو چھوڑے دیتا ہے تو قیصر کا خیرخواہ نہیں۔ جو کوئی اپنے آپ کو بادشاہ بناتا ہے وہ قیصر کا مخالف ہے۔
"پیلاطس یہ باتیں سُن کر یسوع کو باہر لایا اور اُس جگہ جو چبوترہ اور عبرانی میں گبّتا کہلاتی ہے۔ تختِ عدالت پر بیٹھا۔ یہ فسح کی تیاری کا دن اور چھٹے گھنٹے کے قریب تھا۔ پھر اُس نے یہودیوں سے کہا دیکھو یہ ہے تمہارا بادشاہ۔
"پس وہ چلّائے کہ لیجا! لیجا! اُسے صلیب دے۔
"پیلاطس نے اُن سے کہا کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دُوں؟
"سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔
"اِس پر اُس نے اس کو ان کے حوالہ کیا تاکہ مصلوب کیا جائے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹: ۴-۱۶)۔
پیلاطس کمزور ارادے کا شخص تھا۔ وہ درست فیصلہ کرنے سے ڈرتا تھا مبادا اس کا وقار خطرے میں پڑ جائے۔ چونکہ مجمع کا مطالبہ زور پکڑتا جاتا تھا اِس لئے اُس نے اُن کے سامنے جھک کر بدی کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے سب کے سامنے اپنے ہاتھ دھو کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ وہ اس معاملہ میں بری الذمہ ہے۔
پیلاطس کو رُومی شہنشاہ تبریاس نے ۲۶ء میں یہودیہ کے صوبہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ بعد ازاں سوریہ کے گورنر وطالیس نے اُسے واپس روم بھیج دیا کیونکہ اُس نے سامریہ میں ایک مذہبی تحریک کو کچلنے کے لئے فوجی طاقت استعمال کی تھی اور

بالآخر اُسے معزول کر دیا گیا۔

یہوداہ اسکریوتی کی خودکشی

اُسکی غداری کے سبب جو تلخ نتائج حضورِ المسیح کو بھگتنے پڑے اُن کو دیکھ کر یہوداہ بڑا پشیمان ہوا۔ اِس سلسلے میں انجیل جلیل کا ارشاد ہے کہ

"جب اُس کے پکڑوانے والے یہوداہ نے یہ دیکھا کہ وہ مجرم ٹھہرایا گیا تو پچھتایا اور وہ تیس[۳۰] روپے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس واپس لاکر کہا۔ میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا۔ انہوں نے کہا ہمیں کیا؟ تُو جان۔ اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جاکر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ سردار کاہنوں نے روپے لے کر کہا ان کو ہیکل کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں کیونکہ یہ خون کی قیمت ہے۔ پس انہوں نے مشورہ کرکے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پردیسیوں کے دفن کرنے کے لئے خریدا۔ اِس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے" (انجیل شریف، متّی ۲۷ : ۳ - ۸)۔

اِس واقعہ کی صداقت میں کوئی شک نہیں کہ یہ حقیقتاً وقوع میں آیا تھا۔ کیونکہ کافی عرصے تک جب کوئی پردیسی یروشلیم میں فوت ہو جاتا تو اس کی تدفین کے لئے مقامی لوگ اِسی قبرستان کی طرف اشارہ کرکے اپنی زبان میں کہتے "ہقل دما" جس کا مطلب ہے "خون کا کھیت"۔

یہوداہ اسکریوتی آپ کے بارہ[۱۲] حواریوں میں زیادہ قابل شخص تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اُسے خزانچی مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن روپے اور اختیار کا لالچ آخر کار اُسے لے ڈوبا۔ اُس نے از خود پھانسی لے کر اپنا کام تمام کیا۔ بعض لوگ "پھانسی" اور "مصلوبیت" کو گڈمڈ کرکے اِس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ حضور المسیح کی جگہ یہوداہ کو صلیب دیا گیا تھا۔ جیسے کہ اگلے صفحات میں دیکھیں گے کہ حضور المسیح کی وفات کا غیبی مشاہدہ اتنے زیادہ چشم دید گواہوں نے کیا کہ اِس قسم کی سنگین غلطی

کا ارتکاب ناممکن تھا۔

انیسِ عالم حضورِ المسیح کی تصلیب

وہ مقام جہاں پر سزائے موت کے مجرموں کو قتل کیا جاتا تھا، یروشلیم سے باہر تھا۔ یہ ایک پہاڑی تھی جو گلگتا یعنی کھوپڑی کی جگہ کہلاتی تھی۔ جب پیلاطس نے حضور المسیح کے مقدمہ کی سماعت مکمل کر لی تو یہودیوں کے ایما پر آپ کو اُس نے سپاہیوں کے حوالہ کر دیا۔ انہوں نے آپ کے ذاتی کپڑے اتروائے اور شاہی چوغہ پہنا کر آپ کو ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ پھر ارغوانی چوغہ کو اتروا لیا اور آپ کے اپنے کپڑے پہنا کر دستور کے مطابق اُس صلیب کو جس پر آپ مصلوب کئے جانے والے تھے آپ کے کندھے پر دھر دیا۔

رومی حکمران سزائے موت کے مجرموں کو مصلوب کیا کرتے تھے۔ یہ بات رومی تاریخ سے ثابت ہے۔ مجرم اپنی صلیب اُٹھا کر جائے مقتل تک خود لے جاتا تھا۔ لیکن حضور المسیح بے گناہ تھے۔ آپ نے نوعِ انسانی سے اپنی بے پایاں محبت کے سبب ہی سے ذلت آمیز صلیبی موت گوارا کی۔

"پس وہ یسوع کو لے گئے۔ اور وہ اپنی صلیب آپ اُٹھائے ہوئے اُس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ جس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹ : ۱۷)۔

حضور المسیح مختلف عدالتوں میں بار بار کی پیشیوں کے باعث ساری رات بیدار رہے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کا بدنِ مبارک کوڑوں کی ضربوں سے شدید زخمی تھا۔ چنانچہ آپ اُس لکڑی کی بھاری صلیب کو اٹھائے زیادہ دُور نہ جا سکے۔ جب آپ نقاہت کی وجہ سے قدم قدم پر ٹھوکر کھانے لگے تو رُومی صوبہ دار نے اِدھر اُدھر نگاہ دوڑا کر ایک آدمی کو پکڑا اور اُسے جائے مقتل تک صلیب اُٹھا کر لے جانے کا حکم دیا۔

"جب باہر آئے تو اُنہوں نے شمعون نام ایک کرینی آدمی کو پا کر اُسے بیگار میں پکڑا کہ اُس کی صلیب اُٹھائے" (انجیل شریف، متی ۲۷ : ۳۲)۔

"اور لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ اور بہت سی عورتیں جو اُس کے واسطے روتی پیٹتی تھیں اس کے پیچھے پیچھے چلیں۔ یسوع نے اُن کی طرف پھر کر کہا اَے یروشلیم کی بیٹیو! میرے لئے نہ رو بلکہ اپنے اور اپنے بچّوں کے لئے رو۔ کیونکہ دیکھو وہ دن آتے ہیں جن میں کہیں گے مبارک ہیں بانجھیں اور وہ پیٹ جو نہ جنے اور وہ چھاتیاں جنہوں نے دُودھ نہ پلایا۔ اُس وقت وہ پہاڑوں سے کہنا شروع کریں گے کہ ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپالو۔ کیونکہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سُوکھے کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا جائے گا؟

اور وہ دُو اور آدمیوں کو بھی جو بدکار تھے لئے جاتے تھے کہ اُس کے ساتھ قتل کئے جائیں۔

جب وہ اس جگہ پہنچے جسے کھوپڑی کہتے ہیں تو وہاں اُسے مصلوب کیا اور بدکاروں کو بھی ایک کو دہنی اور دوسرے کو بائیں طرف" (انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۲۷-۳۳)۔

اکثر قارئین کرام صلیب[1] کی شکل سے جس پر حضور المسیح کو مصلوب کیا گیا تھا واقف ہوں گے۔ صلیب کو زمین پر رکھ کر مجرم کو اُس پر پشت کے بل اِس طرح لٹایا جاتا کہ مجرم کا سر اُوپر کی طرف لکڑی پر ٹک جاتا۔ پھر دونوں ہاتھ دائیں اور بائیں کندول پر پھیلا دئے جاتے اور پاؤں نیچے کی طرف ہوتے تھے۔ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں میخیں ٹھونک کر انہیں کندوں سے جڑ دیا جاتا۔ پھر دونوں پاؤں کو اُوپر تلے رکھ کر ایک لمبی کیل سے لکڑی پر جڑ دیتے تھے۔ بعدازاں وہ صلیب کو کھڑا کرتے اور بڑے جھٹکے کے ساتھ اُس گڑھے میں رکھ دیتے جو صلیب کو گاڑنے کے لئے زمین میں کھودا جاتا تھا۔ اِس جھٹکے سے مصلوب کو شدید جسمانی تکلیف ہوتی تھی۔ بعض مصلوب تو ایک پورے دن سے بھی زیادہ شدید اذیت میں صلیب پر لٹکے رہتے اور بڑی مشکل سے وفات پاتے تھے۔

---

[1] دیکھئے صفحہ نمبر ۲۹۵ پر نوٹ نمبر ۱۱

محبِّ انسانیت حضور المسیح مرتے دم تک تمام لوگوں سے یہاں تک کہ اپنے دشمنوں سے بھی محبت کرتے رہے۔ جب آپ کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکے جا رہے تھے تو آپ نے اُس سخت جسمانی اذیت کی حالت میں بھی دُعا مانگی کہ

"اے باپ اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"

(انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۳۴)۔

بعض کرم فرماؤں نے شدتِ درد کم کرنے کے لئے آپ کو دوا ملی ہوئی مے دی مگر آپ نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔ آپ کو صبح کے نو بجے مصلوب کیا گیا (دیکھئے انجیل شریف مرقس ۱۵: ۲۳)۔

"پیلاطس نے ایک کتابہ لکھ کر صلیب پر لگا دیا۔ اُس میں لکھا تھا یسوعؔ ناصری یہودیوں کا بادشاہ۔ اِس کتابہ کو بہت سے یہودیوں نے پڑھا۔ اِس لئے کہ وہ مقام جہاں یسوعؔ مصلوب ہوا شہر کے نزدیک تھا اور وہ عبرانی، لاطینی اور یونانی میں لکھا ہوا تھا۔ پس یہودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلاطس سے کہا کہ یہودیوں کا بادشاہ نہ لکھ بلکہ یہ کہ اُس نے کہا مَیں یہودیوں کا بادشاہ ہوں۔ پیلاطس نے جواب دیا کہ مَیں نے جو لکھ دیا وہ لکھ دیا۔

"جب سپاہی یسوعؔ کو مصلوب کر چکے تو اُس کے کپڑے لے کر چار حصے کئے۔ ہر سپاہی کے لئے ایک حصہ اور اس کا کُرتہ بھی لیا۔ یہ کرتہ بن سلا سراسر بنا ہوا تھا۔ اِس لئے انہوں نے آپس میں کہا کہ اسے پھاڑیں نہیں بلکہ اس پر قرعہ ڈالیں تاکہ معلوم ہو کہ کس کا نکلتا ہے۔ یہ اِس لئے ہوا کہ وہ نوشتہ پورا ہو جو کہتا ہے کہ

انہوں[1] نے میرے کپڑے بانٹ لئے

اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالا" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹: ۱۹-۲۴)۔

---

[1] زبور ۲۲: ۱۸

توریت شریف، زبور شریف اور دیگر انبیائے کرام کے صحائف میں مسیح موعود کی آمد، آپ کی زندگی کے واقعات اور آپ کی المناک موت کے بارے میں متعدد پیشین گوئیاں محفوظ ہیں۔ یہ پاک نوشتے آپ کی ولادتِ سعادت سے بھی پہلے موجود تھے، اس لئے آپ کی بعثت کے بعد انہیں تبدیل کرنا ناممکن تھا۔

مُقدّسہ مریم اپنے لختِ جگر کی صلیب کے پاس

"یسوع کی صلیب کے پاس اُسکی ماں اور اُسکی ماں کی بہن مریم کلوپاس کی بیوی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔ یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا کہ اَے عورت، دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے اور اُسی وقت سے وہ شاگرد اُسے اپنے گھر لے گیا" (انجیل شریف، یُوحنّا ۱۹: ۲۵-۲۷)۔

حضور المسیح نے جان کنی کی حالت میں بھی اپنی والدہ محترمہ کو فراموش نہ کیا چنانچہ آپ نے اپنے پیارے شاگرد حضرت یوحنّا کو انکی دیکھ بھال کے لئے مقرّر کیا۔ اگر معترضین کے خیال کے بموجب جناب المسیح کے عوض یہوداہ اسکریوتی یا کوئی اور شخص مصلوب کیا جاتا۔ تو وہ کبھی مُقدّسہ مریم کو حضرت یوحنّا کے سپرد نہ کرتا اور نہ وہ صلیب کے نیچے آکر کھڑی ہوتیں۔ آپ کی والدہ محترمہ اپنے بیٹے کو پہچاننے میں کبھی غلطی نہیں کرسکتی تھیں۔ آپ کی پیروکار دیگر خواتین بھی آپ کے پہچاننے میں غلط فہمی کا شکار نہیں ہوسکتی تھیں۔ اور نہ ہی رومی افسر، سردار کاہن اور آپ کے حواریّن میں سے حضرت یوحنّا آپ کو پہچاننے میں غلطی کرسکتے تھے۔ اُنہیں یقینِ کامل تھا کہ صلیب پر لٹکا ہُوا شخص واقعی مسیح ناصری ہی ہے۔ مزید یہ کہ صلیبی اذیّت میں جو صبر آپ نے دکھایا اور وہ الفاظ جو آپ نے جان کنی کی حالت میں ادا فرمائے اُن کی آپ جیسی عظیم ہستی سے ہی توقع کی جاسکتی تھی۔

جس وقت آپ کے دوست اور دشمن آپ کی صلیب کے گرد جمع تھے تو سورج تین گھنٹے تک بڑی آب و تاب سے چمکتا رہا مگر دوپہر کے بعد اُس کی تابانی زائل ہو

گئی اور اُس کے ساتھ ہی تمام علاقہ پر تاریکی چھاگئی اور ایک بڑے طوفان کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ مجمع آپ کی مصلوبیت کا تماشہ دیکھ رہا تھا اور کاہن اور دیگر لوگ آپ کا تمسخر اُڑا رہے تھے۔ اِن میں وہ زائرین بھی شامل تھے جو عیدِ فسح منانے کے لئے یروشلیم آئے تھے۔

"اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اُس پر لعن طعن کرتے اور کہتے تھے کہ واہ! مقدِس کے ڈھانے والے اور تین دن میں بنانے والے صلیب پر سے اُتر کر اپنے تئیں بچا۔ اِسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں کے ساتھ مل کر آپس میں ٹھٹھے سے کہتے تھے: اس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ اسرائیل کا بادشاہ مسیح اب صلیب پر سے اُتر آئے تاکہ ہم دیکھ کر ایمان لائیں اور جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے وہ اس پر لعن طعن کرتے تھے" (انجیل شریف، مرقس ۱۵: ۲۹-۳۲)۔

دو ڈاکو

پیکرِ معصومیت حضور المسیح کے دائیں اور بائیں جو دو ڈاکو مصلوب ہوئے تھے وہ آپ کے بارے میں متضاد نظریہ رکھتے تھے۔

ایک ڈاکو نے آپ کو لعنت ملامت کرتے ہوئے کہا

"کیا تو مسیح نہیں؟ تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا"

مگر دوسرے نے اُسے جھڑک کر کہا

"کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا حالانکہ اُسی سزا میں گرفتار ہے؟ اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں، لیکن اِس نے کوئی بے جا کام نہیں کیا" پھر اُس نے حضور المسیح سے مخاطب ہو کر کہا

"جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا"

حضور المسیح نے فرمایا۔

"آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۳۹-۴۳)۔

ہادیِ برحق کی زندگی کے آخری لمحات میں ایک بدکار اپنی بدکاری اور آپ کی بے گناہی کا اقرار کرتا ہے۔ اُس میں توبہ کی پکار کے جواب میں حضور المسیح اُس کے گناہوں کی معافی اور اُس کے اُسی دن بہشت میں داخل ہونے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اس ڈاکو کی کہانی سے یہ ثابت ہے کہ بڑے سے بڑے گنہگار کے لئے بہشت میں داخل ہونے کی اُمید ہے بشرطیکہ وہ خلوص دل سے توبہ کرے۔

لیکن سردار کاہنوں کی طعنہ زنی اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حضور المسیح کے اس منصوبہ سے بے خبر تھے کہ آپ موت کے دروازوں میں داخل ہو کر موت پر غالب آئیں گے۔ آپ کے ایک پیرو نے آپ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے تھوڑے عرصہ بعد درج ذیل بیان قلم بند کیا:-

"پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وُہ خود بھی اُن کی طرح ان میں شریک ہوا تاکہ مَوت کے وسیلہ سے اُسکو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کردے" (انجیل شریف، عبرانیوں ۲: ۱۴)۔

حضور المسیح صلیب پر اُس روحانی و جسمانی اذیت کے موقع پر تمام دُنیا کے گناہ اپنے اُوپر اُٹھائے ہوئے تھے۔

"جو گناہ سے واقف نہ تھا اُسی کو اُس نے ہمارے واسطے گناہ ٹھہرایا تاکہ ہم اُس میں ہو کر خدا کی راستبازی ہو جائیں" (انجیل شریف، ۲-کرنتھیوں ۵: ۲۱)۔

پیکرِ معصومیت حضور المسیح کا خون ہی جو بطور کفارہ صلیب پر بہایا گیا خدائے عادل کے ہمیں معاف کرنے کے لئے بنیاد ٹھہرا ہے۔ اِس کے متعلق کلامِ مُقدّس میں یوں ارشاد ہے۔

"بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" (انجیل شریف، عبرانیوں ۹: ۲۲)۔

اور

" اسے وہ ایک ہی بار کر گزرا جس وقت اپنے آپ کو قربان کیا"
(انجیل شریف، عبرانیوں ۷: ۲۷)۔

حضرت یوحنا اصطباغی (یحییٰ نبی) کے وہ الفاظ جو انہوں نے حضور المسیح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہے تھے وہ اب پورے ہو رہے تھے کہ
" دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جس کی بابت میں نے کہا تھا کہ ایک شخص میرے بعد آتا ہے جو مجھ سے مقدّم ٹھہرا ہے کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا" (انجیل شریف، یوحنا ۱: ۲۹-۳۰)۔

حضور المسیح کی بعثت مبارک سے پہلے کے پندرہ سو سال کی فسح کے برّے کی قربانیوں کے نبوّتی پہلو کی آپ کی صلیبی وفات سے تکمیل ہوئی۔ آپ نے اپنا خونِ مبارک گنہگار انسان کی جگہ بہایا تاکہ اب وہ غضبِ الٰہی سے چھوٹ جائے۔

منبعِ حیات کی وفات

آپ کی تمام دنیا کا گناہ اپنے اوپر اٹھانے کی روحانی اذیّت کا اندازہ لگانے سے خاکی انسان قطعاً عاجز ہے۔ انجیل نویس یوں رقمطراز ہے:۔
دوپہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلّا کر کہا ایلی ایلی لما شبقتنی؟ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟[1] جو وہاں کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے سن کر کہا یہ ایلیاہ کو پکارتا ہے اور فوراً اُن میں سے ایک شخص دوڑا اور سپنج لے کر سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اُسے چُسایا مگر باقیوں نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اُسے بچانے آتا ہے

---

[1] زبور ۲۲: ۱ کو ملاحظہ فرمائیے۔

یا نہیں" (انجیل شریف، متی ۲۷: ۴۵ - ۴۹)۔
ہادی برحق نے آخری الفاظ تین بجے سہ پہر کے قریب فرمائے :۔
" اے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں"
(انجیل شریف، لوقا ۲۳ : ۴۶)۔
پھر آپ بلند آواز سے چلّائے ۔
" تمام ہُوا!"
اِس پر آپ نے سر جھکا کر جان دے دی۔ (انجیل شریف یوحنا ۱۹: ۳۰)
رحمتِ عالمین حضور المسیح جس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیئے اس کرۂ ارض پر تشریف لائے تھے وہ اب پُورا ہو چکا تھا۔ آپ نے اپنی جان عزیز گنہگار نسل انسانی کے لیئے بطور کفّارہ دے کر ابلیس کے منصوبوں کو کچل دیا۔ تین دن کے بعد آپ قبر سے جی اُٹھ کر اس فتح عظیم کا علانیہ ثبوت دینے والے تھے۔ مگر اِس سے پیشتر کہ ہم آنحضور کے موت پر غالب آنے کے مطلب اور اس کے نتائج پر غور کریں۔ لازم ہے کہ ہم اُن واقعات کا کھوج لگائیں جو آپکی وفات اور کفن دفن کو قطعی اور حتمی طور پر ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ انہی کی شہادت پر بعد کی تاریخ کا دار و مدار ہے۔

" تمام ہُوا" کی فتح کی للکار کے وقت یکے بعد دیگرے متعدد واقعات بڑی سُرعت سے وقوع پذیر ہوئے۔
" مُقدس کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک گئیں۔ اور قبریں کُھل گئیں اور بہت سے جسم اُن مُقدسوں کے جو سو گئے تھے جی اُٹھے۔ اور اس کے جی اُٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مُقدس شہر میں گئے اور بہتوں کو دکھائی دیئے۔ پس صوبہ دار اور جو اُس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا" (انجیل شریف، متی ۲۷ : ۵۱ - ۵۴)۔
" وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کی خدمت کرتی

ہوئی اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں دُور سے دیکھ رہی تھیں۔ اُن میں مریم مگدلینی تھی اور یعقوب اور یوسیس کی ماں مریم اور زبدی کے بیٹوں کی ماں" (آیات ۵۵-۵۶)۔

"اور جتنے لوگ اِس نظارہ کو آئے تھے یہ ماجرا دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہُوئے لوٹ گئے۔ اور اُس کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اُس کے ساتھ آئی تھیں دُور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں" (انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۴۸-۴۹)۔

بعد ازاں جو واقعات ظہور میں آئے اُن کی تفصیل چشم دید گواہ نے ذیل کے الفاظ میں کی ہے۔

"پس چونکہ تیاری کا دن تھا یہودیوں نے پیلاطس سے درخواست کی کہ اُن کی ٹانگیں توڑ دی جائیں اور لاشیں اتار لی جائیں تاکہ سبت کے دِن صلیب پر نہ رہیں کیونکہ وہ سبت ایک خاص دِن تھا پس سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اُس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ لیکن جب انہوں نے یسوع کے پاس آکر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ مگر اُن میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اُس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اُس سے خون اور پانی بہہ نکلا جس نے یہ دیکھا ہے اُسی نے گواہی دی ہے اور اُس کی گواہی سچی ہے اور وہ جانتا ہے کہ سچ کہتا ہے تاکہ تم بھی ایمان لاؤ۔ یہ باتیں اسلئے ہوئیں کہ یہ نوشتہ پورا ہو کہ اُس کی کوئی ہڈی نہ توڑی جائے گی۔ پھر ایک اور نوشتہ کہتا ہے کہ جسے اُنہوں نے چھیدا اس پر نظر کریں گے۔

"اِن باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یوسف نے جو یسوع کا شاگرد تھا (لیکن یہودیوں کے ڈر سے خفیہ طور پر) پیلاطس سے اجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹: ۳۱-۳۸)

"اور پیلاطس نے تعجب کیا کہ وہ ایسا جلد مر گیا اور صوبہ دار کو بُلا کر اس سے پوچھا کہ اُس کو مرے ہوئے دیر ہو گئی؟ جب صوبہ دار

سے حال معلوم کر لیا تو لاش یوسفؔ کو دلا دی" (انجیل شریف مرقس ۱۵ : ۴۴-۴۵)۔

ارمتیہ شہر کے شخص حضرت یوسفؔ بڑے نیک اور راستباز آدمی تھے۔ وہ یہودیوں کی عدالتِ عالیہ کے رکن بھی تھے۔ مگر اُن کے کام اور مشورہ سے متفق نہ تھے۔ (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۲۳ : ۵۱)۔

جب صدرِ عدالت نے حضور المسیح پر موت کا فتویٰ لگا دیا تو دو[1] آدمیوں نے اُس کے حق میں ووٹ نہیں دئے۔ ایک تو یہی حضرت یوسفؔ اور دوسرے حضرت نیکدیمسؔ تھے جو رات کو چھپ کر آپ سے ملنے آئے تھے۔

اقوامِ عالم کے متعدد بلند مرتبت حضرات ہادیٔ برحق حضورِ المسیح کی تعلیمات کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، لیکن وہ ارمتیہ کے حضرات یوسفؔ اور حضرت نیکدیمسؔ کی طرح ڈر کے مارے اپنے ایمان کا علانیہ اظہار نہیں کرتے۔ مگر جب نازک وقت آن پڑتا ہے تو وہ بڑی دلیری سے اپنے آپ کو حضور کے پیرو ظاہر کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

حضور المسیح کی تدفینِ مبارک

ارمتیہ کے حضرت یوسفؔ اور حضرت نیکدیمسؔ جو آنحضور کے خفیہ شاگرد تھے انہوں نے آپ کی تدفین کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا جس کے متعلق ایک چشم دید گواہ یوں رقمطراز ہے۔

> "پس وہ (یوسفؔ) آکر اُس کی لاش لے گیا۔ اور نیکدیمسؔ بھی آیا۔ جو پہلے یسوؔع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مُر اور عُود مِلا ہوا لایا۔ پس انہوں نے یسوؔع کی لاش لے کر اُسے سوتی کپڑے میں خوشبودار چیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہودیوں میں دفن کرنے کا دستور ہے۔ اور جس جگہ وہ مصلوب ہوا وہاں ایک باغ تھا اور اُس

---

[1] دیکھئے صفحات ۵۵-۵۷

میں ایک نئی قبر تھی جس میں کبھی کوئی نہ رکھا گیا تھا۔ پس اُنہوں نے یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث یسوع کو وہیں رکھ دیا کیونکہ یہ قبر نزدیک تھی" (انجیل شریف، یوحنا ۱۹: ۳۸-۴۲)۔

سبت کا دن جمعہ کو غروبِ آفتاب کے بعد شروع ہوتا تھا۔ شریعت کے مطابق سبت کے دن کام کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ جب حضرت یوسف نے پیلاطس سے حضور المسیح کی میتِ مبارک مانگی تو وہ چار بجے کے بعد کا وقت ہوگا۔ پس انہوں نے آپکے جسم مبارک کو صلیب پر سے اُتار کر اُس غار نما قبر میں بڑے احترام سے دفن کر دیا جو حضرت یوسف نے غالباً اپنے خاندان کے لئے بنوائی تھی۔ پھر ایک بڑے پتھر سے جو بڑی چکی کے پاٹ کے مشابہ تھا اُس غار کا مُنہ بند کر دیا گیا۔ کلامِ مُقدس میں اس کی بابت یوں ارشاد ہے:۔

"اُن عورتوں نے جو اُس کے ساتھ گلیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے جاکر اُس قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ اس کی لاش کس طرح رکھی گئی۔ اور لوٹ کر خوشبودار چیزیں اور عطر تیار کیا" (انجیل شریف، لوقا ۲۳: ۵۵)۔

چونکہ جمعہ کی شام کو تقریباً ساڑھے چھ بجے سبت کا آغاز ہوتا تھا، اس لئے یہ ناممکن تھا کہ اِتنے قلیل عرصہ میں مخصوص رسومات کے مطابق میت کو کفنایا اور دفنایا جاتا۔ پس حضور المسیح کے دوستوں نے مشورہ کیا کہ سبت کے بعد اتوار کو صبح سویرے آکر مناسب اور باعزت طریقہ سے رسمِ جنازہ ادا کریں گے۔ اُن میں سے کسی کو بھی یہ اُمید نہیں تھی کہ آپ مُردوں میں سے جی اٹھیں گے۔ گو حضور المسیح نے بار ہا ارشاد فرمایا تھا کہ میں تیسرے دن زندہ ہو جاؤں گا تاہم آپ کے پیرو اُس بھید کو سمجھنے اور اس کا یقین کرنے سے قاصر رہے۔

حضور المسیح کی قبر مبارک پر سرکاری مُہر

"سردار کاہنوں اور فریسیوں نے پیلاطس کے پاس جمع ہو کر کہا خداوند ا ہمیں یاد ہے کہ اس دھوکے باز نے جیتے جی کہا تھا میں

تین دن کے بعد جی اٹھوں گا۔ پس حکم دے کہ تیسرے دن تک قبر
کی نگہبانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے شاگرد آ کر اُسے چرا لے
جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا اور یہ
پچھلا دھوکا پہلے سے بھی بُرا ہو۔

"پیلاطس نے اُن سے کہا تمہارے پاس پہرے والے ہیں جاؤ
جہاں تک تم سے ہو سکے اُس کی نگہبانی کرو۔ پس وہ پہرے والوں
کو ساتھ لے کر گئے اور پتھر پر مُہر کر کے قبر کی نگہبانی کی" (انجیل شریف
متّی ۲۷ : ۶۲-۶۶)۔

اِس تمام انتظام میں خدا تعالےٰ کا غیبی ہاتھ نظر آتا ہے کہ حضور المسیح کی وفات
دفین اور قیامتِ بدن کی حقیقت کے معتبر ثبوتوں کو محفوظ کیا جائے۔ چنانچہ گورنر کی
رف سے تربیّت یافتہ رُومی سپاہیوں کا دستہ اُس مُہر شدہ قبر کی نگرانی پر مقرّر کر دیا گیا۔
قبر پر حکومتِ روم کی مہر کے لگ جانے سے شہادت میں ردّ و بدل کا امکان قطعاً
نہیں رہا تھا۔ ایک رومی سپاہی تو آپ کی وفات کا حتمی ثبوت پہلے ہی آپکی پسلی
بارک کو چھید کر مہیّا کر چکا تھا۔

حضور المسیح نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ آپ اپنی وفات کے بعد تیسرے دن جی
ٹھیں گے۔ اُس زمانہ میں پورا دن طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک مانا جاتا تھا۔
ن تین دنوں میں سے پہلا دن جمعہ تھا۔ جناب المسیح نے اُس دن تقریباً تین ۳ بجے وفات
ئی تھی۔ دوسرے دن یعنی سبت یا مروجہ سنیچر کو کوئی بات وقوع پذیر نہ ہوئی۔ آپ کے
واری نہایت دل شکستگی کی حالت میں آپ کی وفات کا سوگ مناتے رہے۔ تیسرا
ن پہرے داروں کے بدلنے سے شروع ہوتا ہے۔ رومی فوجی قواعد کے مطابق
رے دارات کو تبدیل کئے جاتے تھے۔ اتوار کے دن صبح سویرے پیشتر اِس
ے کہ شفق پھوٹے ایک نہایت حیران کُن واقعہ رونما ہوا جس نے تمام تاریخ
سانی کا رُخ پلٹ کر رکھ دیا۔

نئے ہفتہ کا پہلا دن - ایک نئے زمانہ کا آغاز

موت پر فتح حضور المسیح کا قبر سے جی اُٹھنا

سیرت المسیح کے تاریخی واقعات کا یہ سلسلہ تمام متلاشیانِ حق سے نہایت
فکر کا مطالبہ کرتا ہے۔

خواتین کے دو گروہوں نے آپ کی میت پر ملنے کے لئے خوشبودار مصا
تیار کر رکھا تھا۔ غالباً اُن کے علم میں یہ بات نہیں تھی کہ قبر پر پہرہ بٹھا دیا گیا ہے۔ وہ
اِس بات کے لئے فکر مند تھیں کہ اُن کی خاطر اُس بھاری پتھر کو جو قبر کے مُنہ پر رکھا ہُوا
کون ہٹائے گا۔ جب محترمہ سلومی، مریم مگدلینی اور یعقوب کی ماں مریم پر مشتمل گروہ منزل
اُٹھ کر قبر کی طرف روانہ ہوا تو وہ

"آپس میں کہتی تھیں کہ ہمارے لئے پتھر کو قبر کے مُنہ پر سے کون
لڑھکائیگا؟" (انجیل شریف، مرقس ۱۶ : ۳)۔

تقریباً اُسی وقت

"ایک بڑا بھونچال آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترا اور
پاس آکر پتھر کو لڑھکا دیا اور اُس پر بیٹھ گیا۔ اس کی صورت بجلی کی مانند
تھی اور اس کی پوشاک برف کی مانند سفید تھی۔ اور اُس کے ڈر سے نگہبان
کانپ اُٹھے اور مُردہ سے ہو گئے" (انجیل شریف، متی ۲۸ : ۲-۴)۔

خدا تعالےٰ کے فرشتہ نے اُس پتھر کو قبر کے منہ سے ہٹا دیا تھا تاکہ ہر شخص د
سکے کہ آنخضور کی لاش مبارک وہاں نہیں ہے۔ صبح سویرے جب خواتین قبر کے نز
پہنچیں تو اُنہیں معلوم ہوا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور میں آچکا ہے۔ پہریدار مُردہ
زمین پر پڑے ہُوئے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ نہایت پریشان ہوئیں اور چونکہ ان کے سا
کوئی مرد نہیں تھا اس لئے انہوں نے مریم مگدلینی کو جو اُن میں سب سے کم عمر تھ
حضرت پطرس اور حضرت یوحنا کو بُلانے کے لئے بھیجا۔ غالباً دوسری خواتین
سے کچھ فاصلہ پہ خوفزدہ ہو کر ٹھہر گئیں۔ کلامِ مُقدس میں مریم مگدلینی کے بارے میں

لاش پڑی تھی۔ اُنہوں نے اُس سے کہا اَے عورت تو کیوں روتی ہے؟ اُس نے اُن سے کہا اِس لئے کہ میرے خداوند کو اُٹھا لے گئے ہیں اور معلوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھا ہے۔ یہ کہہ کر وہ پیچھے پھری اور یسوؔع کو کھڑے دیکھا اور نہ پہچانا کہ یہ یسوؔع ہے۔ یسوؔع نے اُس سے کہا اے عورت تو کیوں روتی ہے؟ کس کو ڈھونڈتی ہے؟ اُس نے باغبان سمجھ کر اُس سے کہا میاں اگر تو نے اس کو یہاں سے اٹھایا ہو تو مجھے بتا دے کہ اُسے کہاں رکھا ہے تاکہ مَیں اُسے لے جاؤں۔ یسوؔع نے اُس سے کہا مریمؔ! اُس نے مُڑ کر اُس سے عبرانی زبان میں کہا ربُّونی! یعنی اَے اُستاد! یسوؔع نے اُس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ مَیں اب تک باپ کے پاس اُوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر اُن سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اُوپر جاتا ہوں۔ مریم مگدلینی نے آ کر شاگردوں کو خبر دی کہ مَیں نے خداوند کو دیکھا اور اُس نے مجھ سے یہ باتیں کہیں" (انجیل شریف، یوحنا ۲۰: ۱۱-۱۸)۔

حضرت کلیپاسؔ اور اُس کے ساتھی سے مُلاقات

دوپہر کے بعد حضور المسیح کے ایک شاگرد حضرت کلیپاسؔ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ آنحضور کے جی اُٹھنے کے تعجب خیز واقعہ سے بے خبر اپنے گاؤں واپس جا رہے تھے۔

"اور دیکھو اُسی دن اُن میں سے دو آدمی اُس گاؤں کی طرف جا رہے تھے جس کا نام اِماؤؔس ہے۔ وہ یروشلیم سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور وہ ان سب باتوں کی بابت جو واقع ہوئی تھیں آپس میں بات چیت کرتے جاتے تھے۔ جب وہ بات چیت اور پُوچھ پاچھ کر رہے تھے تو ایسا ہوا کہ یسوؔع آپ نزدیک آ کر اُن کے ساتھ ہو لیا۔ لیکن اُن کی آنکھیں بند کی گئی تھیں کہ اس کو نہ پہچانیں۔

اُس نے اُن سے کہا یہ کیا باتیں ہیں جو تم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ غمگین سے کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک نے جس کا نام کلیپاس تھا جواب میں اُس سے کہا کیا تو یروشلیم میں اکیلا مسافر ہے جو نہیں جانتا کہ اِن دنوں اُس میں کیا کیا ہوا ہے؟ اُس نے اُن سے کہا کیا ہوا ہے؟ اُنہوں نے اُس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا جو خُدا اور ساری اُمت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا۔ اور سردار کاہنوں اور ہمارے حاکموں نے اس کو پکڑوا دیا تاکہ اُس پر قتل کا حکم دیا جائے اور اُسے مصلوب کیا۔ لیکن ہم کو اُمید تھی کہ اسرائیل کو مخلصی یہی دے گا اور علاوہ اِن سب باتوں کے اِس ماجرے کو آج تیسرا دن ہو گیا۔ اور ہم میں سے چند عورتوں نے بھی ہم کو حیران کر دیا ہے جو سویرے ہی قبر پر گئی تھیں۔ اور جب اُس کی لاش نہ پائی تو یہ کہتی ہوئی آئیں کہ ہم نے رویا میں فرشتوں کو بھی دیکھا۔ انہوں نے کہا وہ زندہ ہے۔ اور بعض ہمارے ساتھیوں میں سے قبر پر گئے اور جیسا عورتوں نے کہا تھا ویسا ہی پایا مگر اس کو نہ دیکھا۔ اُس نے اُن سے کہا اے نادانو اور نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سُست اعتقادو! کیا مسیح کو یہ دُکھ اُٹھا کر اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی ہیں وہ اُن کو سمجھا دیں۔ اِتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدیک پہنچ گئے جہاں جاتے تھے اور اُسکے ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ انہوں نے اُسے یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہمارے ساتھ رہ کیونکہ شام ہوا چاہتی ہے اور دن اب بہت ڈھل گیا۔ پس وہ اندر گیا تاکہ اُن کے ساتھ رہے۔ جب وہ اُن کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو ایسا ہوا کہ اُس نے روٹی لے کر برکت دی اور توڑ کر اُن کو دینے لگا۔ اس پر اُن کی آنکھیں کُھل گئیں اور اُنہوں نے اُس کو پہچان لیا اور وہ اُن کی نظر سے غائب ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ جب وہ راہ میں ہم سے باتیں کرتا اور ہم پر نوشتوں کا بھید

کھولتا تھا تو کیا ہمارے دل جوش سے نہ بھر گئے تھے؟ پس وہ اُسی گھڑی اُٹھ کر یروشلیم کو لوٹ گئے اور اُن گیارہ اور اُن کے ساتھیوں کو اکٹھا پایا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ خداوند بے شک جی اٹھا اور شمعون کو دکھائی دیا ہے۔ اور انہوں نے راہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہ اُسے روٹی توڑتے وقت کس طرح پہچانا۔" (انجیل شریف، لوقا ۲۴: ۱۳-۳۵)۔

حضرت شمعون پطرس سے ملاقات

حضور المسیح نے حضرت پطرس پر تنہائی میں ظاہر ہو کر اُن کے ساتھ محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا تھا۔ یہ اس لئے ضروری تھا کیونکہ وہ اپنے آقا کا انکار کرنے کے باعث نہایت رنجیدہ خاطر تھے۔ لیکن اب پریشانی اور بے اعتقادی کی جگہ یقین اور مسرت نے لے لی اور وہ فخر و انبساط کے ساتھ اعلان کرتے ہیں۔

"خداوند بے شک جی اُٹھا۔"

بالاخانہ میں پیروؤں سے ملاقات

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تین روز پیشتر جس بالاخانہ پر حضور المسیح نے اپنے حواریّن سمیت فسح کی ضیافت کھائی تھی، اب وہاں پر شاگرد رفاقت و شراکت کے لئے جمع ہوتے تھے۔ جب اس بالاخانہ میں اماؤس کے دو اشخاص راستے میں فاتح اجل حضور المسیح سے اپنی عجیب ملاقات کا ذکر کر ہی رہے تھے تو

"یسوع آپ اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور اُن سے کہا تمہاری سلامتی ہو۔ مگر انہوں نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی رُوح کو دیکھتے ہیں۔ اُس نے اُن سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر اُس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے اُن کو یقین نہ آیا اور تعجب

کرتے تھے تو اُس نے اُن سے کہا کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ اُنہوں نے اُسے بھُنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اُس نے لے کر اُن کے رُوبرُو کھایا۔

"پھر اُس نے اُن سے کہا یہ میری وہ باتیں ہیں جو مَیں نے تم سے اُس وقت کہی تھیں جب تمہارے ساتھ تھا کہ ضرور ہے کہ جتنی باتیں موسیٰ کی توریت اور نبیوں کے صحیفوں اور زبُور میں میری بابت لکھی ہیں پوری ہوں۔ پھر اُس نے اُن کا ذہن کھولا تاکہ کتابِ مُقدس کو سمجھیں۔ اور اُن سے کہا یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے سب قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی اُس کے نام سے کی جائے گی"

(انجیل شریف، لوقا ۲۴: ۳۶-۴۷)۔

یہ بیانات مستند ہیں کیونکہ یہ چشم دید گواہوں کی شہادتوں سے پایۂ ثبوت کو پہنچے ہیں۔ لیکن حضور المسیح کے جی اُٹھنے کی حقیقت کو قبول کرنے میں حواریّن کو کچھ وقت لگ ہی گیا۔ اُن کے ذہن کچھ دیر کے بعد ہی روشن ہوئے کہ آپ نے درحقیقت موت پر غالب آکر توریت، زبُور اور صحائف انبیا کی پیشین گوئیوں کو پُورا کر دیا ہے۔ گو حضور المسیح بذاتِ خود اِس بالاخانہ میں اپنے شاگردوں کے درمیان تشریف فرما تھے، تاہم اپنے آقا کو زندہ دیکھ کر وہ نہایت ہراساں ہو گئے۔ حضور المسیح کا یہ جلالی جسم قبر کی سنگین دیواروں اور بالاخانے کے بند دروازوں میں سے گزر سکتا تھا۔ چونکہ اب آپ زمینی قوانین کی قید میں نہیں تھے جو انسانی اجسام کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اِس لئے شاگردوں کا شک میں پڑ جانا کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

مُتشکّک حضرت توماؔ سے مُلاقات

"مگر اُن بارہ[۱۲] میں سے ایک شخص یعنی توماؔ جسے توام کہتے ہیں یسوع کے آنے کے وقت اُن کے ساتھ نہ تھا۔ پس باقی شاگرد اُس سے کہنے لگے کہ ہم نے خداوند کو دیکھا ہے۔ مگر اُس نے اُن سے کہا جب تک میں

اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سوراخ نہ دیکھ لوں اور میخوں کے سوراخوں میں اپنی انگلی نہ ڈال لوں اور اپنا ہاتھ اُس کی پسلی میں نہ ڈال لوں ہرگز یقین نہ کروں گا۔

آٹھ روز کے بعد جب اُس کے شاگرد پھر اندر تھے اور توما اُنکے ساتھ تھا اور دروازے بند تھے یسوع نے آکر اور بیچ میں کھڑا ہو کر کہا تمہاری سلامتی ہو۔ پھر اُس نے توما سے کہا اپنی انگلی پاس لاکر میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ پاس لاکر میری پسلی میں ڈال اور بے اعتقاد نہ ہو بلکہ اعتقاد رکھ۔ توما نے جواب میں اُس سے کہا اے میرے خُداوند! اے میرے خُدا! ۔ یسوع نے اُس سے کہا تُو تو مجھے دیکھ کر ایمان لایا ہے۔ مبارک وہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے" (انجیل شریف، یوحنا ۲۰: ۲۴ - ۲۹)۔

اُس وقت سے لے کر اب تک حضرت توما جیسے بے شمار اشخاص گزرے ہیں جو اِس بات کا یقین کرنے میں بڑی دقت محسوس کرتے ہیں کہ حضورِ المسیح صلیب پر جان دے کر دفن ہوئے اور پھر جی اُٹھے ہیں۔ جو ثبوت آپ نے اپنی اعجازی قیامت کا حضرت توما کو دیا وہ ہم سب کے لئے بھی کافی ہے اور وہی الفاظ جو آپ نے اُن سے فرمائے وہ آج ہمارے لئے بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔

"مبارک وُہ ہیں جو بغیر دیکھے ایمان لائے"

جو لوگ انیس عاصیاں حضورِ المسیح کے دشمن تھے اور نیکی اور حق سے نفرت کرتے اور خُداتعالےٰ سے باغی تھے انہیں آپ کے جلالی دیدار کا مشاہدہ نصیب نہ ہو سکا۔ اور جب رُومی سپاہی اِن حیرت انگیز واقعات کی خبر دینے کے لئے سردار کاہنوں کے پاس پہنچے تو وہ سُن کر ہکا بکا رہ گئے۔ چنانچہ انہوں نے حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ کلامِ مُقدّس میں اِس کی بابت یوں ارشاد ہُوا ہے:۔

"جب وہ جا رہی تھیں تو دیکھو پہرے والوں میں سے بعض نے شہر میں آکر تمام ماجرا سردار کاہنوں سے بیان کیا۔ اور اُنہوں نے

بزرگوں کے ساتھ جمع ہوکر مشورہ کیا اور سپاہیوں کو بہت سا روپیہ دے کر کہا۔ یہ کہہ دینا کہ رات کو جب ہم سو رہے تھے اس کے شاگرد آکر اُسے چُرا لے گئے۔ اور اگر یہ بات حاکم کے کان تک پہنچی تو ہم اُسے سمجھا کر تم کو خطرہ سے بچا لیں گے۔ پس انہوں نے روپیہ لے کر جیسا سکھایا گیا تھا ویسا ہی کیا اور یہ بات آج تک یہودیوں میں مشہور ہے"
(انجیل شریف، متی ۲۸ : ۱۱-۱۵)۔

یہ ناممکن امر ہے کہ ہادیٔ برحق کے تمام پیروکاروں نے جھوٹ پر اتفاق کر کے خاموشی اختیار کر لی ہو۔ بفرضِ محال اگر آپ کی لاش چُرائی ہی گئی تھی تو کم از کم اُن میں سے ایک آدھ اتنا دیانتدار تو ضرور ہوتا کہ یہودی راہنماؤں کو بتا دیتا کہ آپکی لاش کہاں دفن کی گئی ہے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ کیوں حضور المسیح کے شاگرد ایک جھوٹ کی خاطر دکھ سہنے بلکہ موت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے؟ ہرگز نہیں اُنکی بے بیان خوشی اور ان کے چہروں سے عیاں مسرت اور چشم دید گواہوں کی دلیری اس بات کا بیّن ثبوت تھی کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں حرف بہ حرف صحیح ہے اور وہ اِس پر ایمان بھی رکھتے ہیں کہ "بے شک وہ زندہ ہے"۔

محرم اسرار حضور المسیح کی وفات کی بابت کئی متضاد افواہیں اُس وقت گشت کر رہی تھیں۔ لیکن یہاں دو امور زیادہ قابلِ غور ہیں۔

۱۔ بیشتر لوگ اولیاء کرام کے مقبروں اور خانقاہوں کو عزّت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن فاتح اجل حضور المسیح کی قبر کا یہ حال نہیں ہے، کیونکہ وہ خالی تھی۔ صرف آپ ہی ایک ایسی ہستی ہیں جو مردوں میں سے زندہ ہوئے اور پھر نہیں مرنے کے۔ وہ اشخاص جنہیں آپ نے زندہ کیا پھر مر کر دفن ہوئے۔ لیکن آپ کا زندہ ہونا اور چالیس دن تک متواتر اپنے دوستوں کو اپنا دیدار بخشنا اِس بات کی پختہ دلیل ہے کہ آپ اپنے دعویٰ کے مطابق سچ مچ مسیح موعود اور ابن اللہ ہیں۔

۲۔ اکثر ممالک میں اتوار کے دن کو سرکاری تعطیل کا درجہ حاصل ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اِس لئے کہ یہ وہ دِن ہے جب حضور المسیح مردوں میں سے زندہ ہوئے تھے۔ آپ کے پیروکار اِس دن آپ کی پرستش، آپ کے فرمودات کی تلاوت اور اِس بات

کے لئے آپ کے حضور ہدیۂ شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں کہ آپ نے اپنی جانِ عزیز نسلِ انسانی کے لئے قربان کر دی۔

فاتحِ اجل کی متعدد اشخاص سے ملاقات

آسمان پر صعود فرمانے سے پیشتر کے چالیس دنوں کے دوران آپ نے متعدد اشخاص کو اپنے دیدار کا شرف بخشا۔

اُس وقت آپ کے پیروکاروں کی اکثریت گلیل کے علاقہ میں سکونت پذیر تھی۔ وہ یروشلیم صرف عیدِ فسح منانے کے لئے گئے تھے۔ جب وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے تو

"پانچ سو سے زیادہ بھائیوں کو ایک ساتھ دکھائی دیا" (انجیل شریف، ۱۔کرنتھیوں ۱۵ : ۶)۔

اگر کسی واقعہ کی پانچ سو گواہ تصدیق کریں تو اُس کی صحت و صداقت کے بارے میں ذرہ بھر شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

کلامِ مقدس میں ارشاد ہے کہ اسی وقت یا اِس کے فوراً بعد

"گیارہ شاگرد گلیل کے اُس پہاڑ پر گئے جو یسوع نے اُن کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور انہوں نے اُسے دیکھ کر سجدہ کیا۔ مگر بعض نے شک کیا۔ یسوع نے پاس آ کر اُن سے باتیں کیں۔ اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کُل اختیار مجھے دیا گیا ہے۔ پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔ اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا مَیں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو مَیں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں" (انجیل شریف، متی ۲۸ : ۱۶-۲۰)۔

نانِ بقا حضور المسیح نے سات حواریین کو کھانا کھلایا

حضور المسیح ایک دن پھر گلیل کی جھیل پر اپنے حواریین پر ظاہر ہوئے۔ اِس

مرتبہ آپ کے سات حواریؔن ایک جگہ جمع تھے۔ انجیل جلیل میں اس کا ذکر یوں ہے:۔

" اِن باتوں کے بعد یسوؔع نے پھر اپنے آپ کو تبریاسؔ[1] کی جھیل کے کنارے شاگردوں پر ظاہر کیا اور اِس طرح ظاہر کیا۔ شمعوؔن پطرسؔ اور توماؔ جو توامؔ کہلاتا ہے اور نتن ایلؔ جو کاناؔئ گلیل کا تھا اور زبدؔی کے بیٹے اور اُس کے شاگردوں میں سے دو اور شخص جمع تھے۔ شمعون پطرسؔ نے اُن سے کہا مَیں مچھلی کے شکار کو جاتا ہوں۔ اُنہوں نے اُس سے کہا ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہیں۔ وہ نکل کر کشتی پر سوار ہوئے مگر اُس رات کچھ نہ پکڑا۔ اور صبح ہوتے ہی یسوؔع کنارے پر آ کھڑا ہوا مگر شاگردوں نے نہ پہچانا کہ یسوؔع ہے۔ پس یسوؔع نے اُن سے کہا بچو! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اُس نے اُن سے کہا کشتی کی دہنی طرف جال ڈالو تو پکڑو گے۔ پس انہوں نے ڈالا اور مچھلیوں کی کثرت سے پھر کھینچ نہ سکے۔ اِس لیئے اُس شاگرد نے جس سے یسوؔع محبت رکھتا تھا۔ پطرسؔ سے کہا کہ یہ تو خُداوند ہے۔ پس شمعون پطرسؔ نے یہ سُن کر کر خداوند ہے کُرتہ کمر سے باندھا کیونکہ ننگا تھا اور جھیل میں کُود پڑا۔ اور باقی شاگرد چھوٹی کشتی پر سوار مچھلیوں کا جال کھینچتے ہوئے آئے کیونکہ وہ کنارے سے کچھ دُور نہ تھے بلکہ تخمیناً دو سو ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ جس وقت کنارے پر اُترے تو انہوں نے کوئلوں کی آگ اور اُس پر مچھلی رکھی ہوئی اور روٹی دیکھی۔ یسوؔع نے اُن سے کہا جو مچھلیاں تم نے ابھی پکڑی ہیں اُن میں سے کچھ لاؤ۔ شمعوؔن پطرسؔ نے چڑھ کر ایک سو ترپن بڑی مچھلیوں سے بھرا ہوا جال کنارے پر کھینچا مگر باوجود مچھلیوں کی کثرت کے جال نہ پھٹا۔ یسوؔع نے اُن سے کہا آؤ کھانا کھا لو اور شاگردوں میں سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُس سے پُوچھتا کہ تُو کون ہے؟ کیونکہ

---

[1] گلیل کی جھیل کا دوسرا نام۔

وہ جانتے تھے کہ خداوند ہی ہے۔ یسوع آیا اور روٹی لے کر انہیں دی۔ اسی طرح مچھلی بھی دی۔ یسوع مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد یہ تیسری بار شاگردوں پر ظاہر ہوا" (انجیل شریف، یوحنا ۲۱: ۱-۱۴)۔

حضرت یعقوب (آپ کے ایک اخیافی بھائی) بھی اب تک آپ پر ایمان نہیں لائے تھے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ لیکن جب آپ مردوں میں سے زندہ ہوئے تو وہ بھی آپ کے معتقد ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے انہیں بھی اپنے دیدار کا شرف بخشا (دیکھئے انجیل شریف ۱۔ کرنتھیوں ۱۵: ۷)۔

موت پر فتح پانے کے چالیس دن بعد فاتح اجل حضور المسیح کی اپنے حواریئن سے جو آخری گفتگو ہوئی اس کے متعلق انجیل نویس یوں رقمطراز ہے:۔

"اُس نے دکھ سہنے کے بعد بہت سے ثبوتوں سے اپنے آپ کو اُن پر زندہ ظاہر بھی کیا چنانچہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا اور خدا کی بادشاہی کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن سے مل کر اُن کو حکم دیا کہ یروشلیم سے باہر نہ جاؤ بلکہ باپ کے اُس وعدہ کے پورا ہونے کے منتظر رہو جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو۔ کیونکہ یوحنا نے تو پانی سے بپتسمہ دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔

"پس اُنہوں نے جمع ہو کر اُس سے یہ پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اِسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرنے گا؟ اُس نے اُن سے کہا اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں۔ لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہوگا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے" (انجیل شریف، اعمال ۱: ۳-۸)۔

حواریئن کو حضور المسیح کی تبلیغی خدمت کو برقرار رکھنے کا شرف بخشا گیا۔ آپ نے انہیں دنیا کے کونے کونے تک آپ کے فرمودات مبارک کی شہادت دینے اور لوگوں کو آپ کی پیروی کرنے کی تلقین کرنے کی اہم خدمت پر مامور فرمایا۔

"تم اِن باتوں کے گواہ ہو۔ اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ

کیا ہے میں اس کو تم پر نازل کروں گا لیکن جب تک عالمِ بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اِس شہر میں ٹھہرے رہو" (انجیل شریف، لوقا ۲۴: ۴۸-۴۹)۔

اِن باتوں کے بعد وہ بیت عنیاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کوہِ زیتون پر پہنچ کر آپ حواریّن سے ابھی مصروفِ خطاب تھے کہ اچانک ہی آپ کے رفعِ آسمانی کا واقعہ پیش آیا۔ بعد کے حالات کا ذکر کلامِ مُقدّس میں یوں ہُوا ہے:-

"وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اُوپر اٹھا لیا گیا اور بدلی نے اُسے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اُس کے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوعؔ جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اِسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔

"تب وہ اُس پہاڑ سے جو زیتون کا کہلاتا ہے اور یروشلیم کے نزدیک سبت کی منزل کے فاصلہ پر ہے یروشلیم کو پھرے۔ اور جب اُس میں داخل ہوئے تو اُس بالاخانہ پر چڑھے جس میں وہ یعنی پطرس اور یوحنا اور یعقوب اور اندریاس اور فلپس اور توما اور برتلمائی اور متی اور حلفئی کا بیٹا یعقوب اور شمعون زیلوتیس اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ رہتے تھے۔ یہ سب کے سب چند عورتوں اور یسوعؔ کی ماں مریم اور اس کے بھائیوں کے ساتھ ایک دل ہو کر دُعا میں مشغول رہے" (انجیل شریف، اعمال ۱: ۹-۱۴)۔

حضور المسیح نے جن بارہ[۱۲] حواریّن کو منتخب کر لیا تھا تاکہ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ساتھ رہ کر آپ کے کارہائے عجوبہ اور فرمودات مبارکہ کا مشاہدہ کریں، اُنہیں آپ نے رسُول کا لقب عطا فرمایا۔ (دیکھئے انجیل شریف، لوقا ۱۳: ۱۶)۔ اور ان ہی کو جو کہ حضور المسیح کی وفات اور قیامت کے چشم دید گواہ تھے شرف واختیار

بخشا گیا کہ وہ دُنیا کے کناروں تک حضورِ مسیح کی تعلیماتِ مبارکہ اور آپ کے ارشاداتِ گرامی کی نشر و اشاعت کریں۔

قیامتِ المسیح کی اہمیّت

حضورِ مسیح کی قیامتِ اقدس، لعزر، یائیر کی بیٹی اور بیوہ کے لڑکے کے جی اُٹھنے سے قطعی مختلف تھی۔ وہ پھر مر گئے اور دیگر آدمیوں کی طرح دفن ہوئے۔ مگر فاتحِ اجل حضور المسیح پر موت غالب نہ آ سکی۔ آپ کی مبارک قیامت کے بعد آپ کے بدنِ اطہر کی شکل و شباہت تو وہی تھی۔ آپ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں میں میخوں اور پسلی میں نیزے کی ضرب کے واضح نشان موجود تھے تو بھی اب یہ پاک جسم پہلے سے بہت مختلف تھا۔ آپ اُن کمروں میں جن کی کھڑکیاں، دروازے اور روشندان بند تھے بڑی آسانی سے گزر سکتے تھے۔ آپ یروشلیم سے تنومیل دُور گلیل میں ظہور فرما کر پھر فوراً کوہِ زیتون کے دامن میں بھی پہنچ سکتے تھے۔ فاتحِ اجل حضور المسیح کا قبر سے جی اُٹھنا اِس بات کا بیّن ثبوت تھا کہ آپ دیگر نفوس سے قطعی مختلف ہیں۔ یہ آپ کے ان ارشادات کی تصدیق ہے کہ "اس سے پیشتر کہ ابرہام تھا میں ہوں" نیز یہ بھی کہ "میں اُوپر سے ہوں" اور "میری بادشاہی اِس دنیا کی نہیں۔ آپ نے سمندر کے طوفان کو ساکن کر کے اور سطح آب پر پاپیادہ چل کر ظاہر فرمایا تھا کہ آپ ہی مُبدّثِ کون و مکان ہیں اور قوانینِ فطرت پر اختیار رکھتے ہیں۔ آپ نے متعدد مواقع پر فرمایا "تیرے گناہ معاف ہوئے"، آپ نے اس مفلوج سے فرمایا تھا کہ "بیٹا خاطر جمع رکھ تیرے گناہ مُعاف ہوئے"۔ جس کے جواب میں فریسیوں نے کہا تھا کہ "کفر بکتا ہے۔ گناہ کون مُعاف کر سکتا ہے سوا ایک یعنی خُدا کے"۔

آپ کی ولادتِ سعید پر آپ کو "عمانوایل" کا نام دیا گیا تھا جس کا مطلب ہے "خدا ہمارے ساتھ"، (انجیل شریف، متی ۱: ۲۳) حضرت جبرائیل امین خُدا تعالےٰ کی طرف سے مُقدّسہ بی بی مریم کے لئے یہ پیغام لائے تھے۔

"رُوح القدس تجھ پر نازل ہوگا اور خُدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی اور اس سبب سے وہ مولودِ مُقدّس خُدا کا بیٹا

کہلائے گا" (انجیل شریف، لوقا ۱: ۳۵)۔
جب یحییٰ نبی نے آپ کو اصطباغ دیا تھا تو حاضرین نے خدا تعالےٰ کو آسمان سے یہ فرماتے سُنا تھا۔

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے مَیں خوش ہوں" (انجیل شریف متی ۳: ۱۷)۔

بُرصداقت حضور المسیح پر یہودی راہنما جو الزام عائد کرتے تھے وہ یہ تھا کہ آپ اپنے کو "خدا کا بیٹا" کہتے ہیں۔ اِسی الزام کے تحت اُنہوں نے آپ کو قتل کروا دیا۔ وہ آپ کی ذاتِ لاثانی کے اسرار کا کھوج لگانے کے لئے کبھی تیار نہ تھے۔ آپ کی اعجازی قیامت کے تھوڑا عرصہ بعد آپ کے ایک شاگرد نے آپ کی لاثانی بعثت کی وضاحت درج ذیل آیات میں اِس طرح کی ہے کہ خدا تعالےٰ نے:۔

"اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا جو جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا۔ لیکن پاکیزگی کی رُوح کے اعتبار سے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ٹھہرا۔ جس کی معرفت ہم کو فضل اور رسالت ملی تاکہ اُس کے نام کی خاطر سب قوموں میں سے لوگ ایمان کے تابع ہوں" (انجیل شریف، رومیوں ۱: ۳-۵)۔

ہادیٔ برحق حضور المسیح کے حواریّن اور اُن کے وسیلے ایمان لانے والے ابتدائی مسیحیوں کا پختہ ایمان تھا کہ خُدا ایک ہی ہے۔ آپ کے ہر زمانہ کے پیروؤں نے ایک سے زیادہ خدا یا تین خُداؤں کے خیال کو ردّ کیا۔ آہستہ آہستہ ہی اُن کا ذہن اِس حقیقت کو قبول کرنے کے لئے کھُلا کہ کلمتہ اللہ حضور المسیح ہی میں خدائے واحد و برحق نے نوعِ انسانی پر اپنا انکشاف کیا ہے۔ ایک دفعہ آپ کے ایک شاگرد حضرت فلپّس نے آپ سے درخواست کی تھی کہ اَے خداوند "باپ کو ہمیں دِکھا۔ یہی ہمیں کافی ہے۔" آپ نے فرمایا:۔

"اَے فلپّس! مَیں اتنی مدّت سے تمہارے ساتھ ہوں کیا تُو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا۔ تُو کیونکر کہتا

ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا؟ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے؟ یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے۔ میرا یقین کرو کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب سے میرا یقین کرو" (انجیل شریف، یوحنا ۱۴: ۸-۱۱)۔

کلمتہ اللہ حضور پُرنور کے عقیدت مند اور خدمت گذار علمائے کرام اکثر و بیشتر اس عظیم بھید پر سوچ بچار کرتے رہے ہیں کہ خدا تعالےٰ واحد ہونے کی صورت میں اپنی ذات بلند صفات کو بنی نوع انسان پر حضور المسیح کی شخصیت کے وسیلے سے کیسے منکشف کر سکتا ہے۔

حضور المسیح کے ایک حواری نے آپ کے کارہائے عجوبہ اور تعلیماتِ عالیہ کے چشم دید گواہ ہونے کی بنا پر اسے یوں بیان کیا ہے:۔

"ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خُدا تھا۔ یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔ سب چیزیں اُس کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اُس میں سے کوئی چیز بھی اُس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی۔"

"اور (یہی) کلام مجسّم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔ یوحنا نے اس کی بابت گواہی دی اور پکار کر کہا ہے کہ یہ وہی ہے جس کا میں نے ذکر کیا کہ جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے مُقدّم ٹھہرا کیونکہ وہ مجھ سے پہلے تھا۔"

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا" (انجیل شریف، یوحنا ۱: ۱-۴؛ ۱۴-۱۵، ۱۸)۔

حضور کلمتہ اللہ کی سیرت پاک اور تعلیمات میں خُدا تعالےٰ کی معمور رحم ہستی کا کامل عکس نظر آتا ہے۔ انجیل جلیل میں آپ کے ایک رسُول نے اِسے یوں بیان فرمایا ہے۔

"اگلے زمانہ میں خُدا نے باپ دادا سے حصّہ بہ حصّہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اِس زمانہ کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا... وہ اس کے جلال کا پرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔ وہ گناہوں کو دھو کر عالم بالا پر کبریا کی دہنی طرف جا بیٹھا" (انجیل شریف، عبرانیوں ۱:۱-۳)

اُمید واثق ہے کہ قارئین کرام کے ذہن عالیہ سے اِن مسیحی اصطلاحات کے بارے میں کہ حضور المسیح "الٰہی ہستی، اکلوتا بیٹا اور ابن اللہ" ہیں کافی حد تک غلط فہمی کا غبار چھٹ چکا ہو گا، کیونکہ یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور کلمۃ اللہ دنیا کے ہر انسان سے خواہ وہ کتنا ہی عظیم کیوں نہ ہو اپنی ذات میں مختلف اور صفات میں بلند و بالا ہیں۔ آپ کی کامل شخصیت کا بھید جو بن باپ ایک مُقدس کنواری کے بطنِ اطہر سے تولد ہوئے انسانی فہم و ادراک سے قطعاً بالاتر ہے۔ ہم خدائے واحد و برحق کے حضور اِس امر کا ہدیۂ شکر و سپاس ادا کرتے ہیں کہ المسیح اس کا دیدنی پرتو اور مظہر ہیں "تاکہ آپ کی ذاتِ بابرکات کی معرفت بنی نوع انسان خدائے عظیم کی ہستی سے روشناس ہو جائیں۔ حضور المسیح کے ایک شاگرد جو تین سال تک آپ کی رفاقت میں رہے اپنے عظیم اُستاد کی پُر اسرار شخصیت کی بابت یوں رقمطراز ہیں۔

"اُس زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے ہم نے سُنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے چھوا۔ یہ زندگی ظاہر ہوئی اور ہم نے اُسے دیکھا اور اس کی گواہی دیتے ہیں" (انجیل شریف، ۱-یوحنا ۱:۱-۲)

حضور المسیح کا ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہر ہونے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ خدائے رحیم کے رحم اور عدل کی صفات میں کامل ہم آہنگی پیدا کی جائے۔ یہ اس لئے ہوا کہ بنی نوع انسان کی گمراہی اور بغاوت کے گناہوں کی سزا حضور المسیح برداشت کریں۔ جس طرح ایک مینڈھا حضرت ابراہیم کے بیٹے اور فسح کا برّہ مصر میں ہر اسرائیلی خاندان کے پہلوٹھے بیٹے کے بچاؤ کے لئے ذبح ہوا اُسی طرح حضور المسیح نوع انسانی کے بدلے قربان ہوئے تاکہ آپ پر ایمان لانے والوں کو گناہوں سے مخلصی دلا کر خدا تعالیٰ کے حضور قابلِ قبول

بنا دیں۔

یوں حضور المسیح کی وفات حسرت آیات اور آپکے مردوں میں سے جی اُٹھنے کے باعث ہر تائب ایمان لانے والا ابلیس کے آہنی شکنجے سے چھوٹ گیا ہے۔ آپ کے ایک نامور حواری نے اِس حقیقت کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے۔

"پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی ان کی طرح اُن میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے۔ اور جو عمر بھر موت کے ڈر سے غلامی میں گرفتار رہے اُنہیں چھڑا لے" (انجیل شریف، عبرانیوں ۲: ۱۴-۱۵)۔

عرش آشیانی حضور المسیح کے رفع آسمانی کو تقریباً دو ہزار سال ہو چکے ہیں۔ آپ آسمان پر اَورنگ کبریا کے دہنی طرف بیٹھے ہیں۔ آپکی تلقین کے مطابق آپ کے وفادار پیروکاروں نے پیامِ نجات کو دنیا کی ہر قوم تک پہنچا دیا ہے۔ دعوتِ قبولیت دی جا چکی ہے اور اس وقت سے اب تک لاکھوں قبول کر چکے ہیں۔ حضور المسیح کے وفادار معتقدین نئی زمین اور نئے آسمان کے انتظامی امور کی ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تربیت پا رہے ہیں۔ شب انتظار کا یہ عرصہ ختم ہونے والا ہے۔ نئی دنیا کی نئی سحر بہت جلد طلوع ہونے والی ہے۔ فاتح اجل فتح کی بڑی للکار کے ساتھ روزِ آخرت میں بڑے جاہ وجلال کے ساتھ دوبارہ تشریف لانے والے ہیں۔ اس دن کی منظر کشی کا جب دنیا کی تاریخ کا باب اپنے اختتام کو پہنچے گا، آپکے ایک حواری نے حسب ذیل الفاظ میں نقشہ کھینچا۔

"خداوند یسوع اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا۔ اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوشخبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لے گا۔ وہ خداوند کے چہرہ اور اس کی قدرت کے جلال سے دُور ہو کر ابدی ہلاکت کی سزا پائیں گے۔ یہ اُس دن ہوگا جبکہ وہ اپنے مُقدسوں میں جلال پانے اور

سب ایمان لانے والوں کے سبب سے تعجّب کا باعث ہونے کے لئے آئے گا کیونکہ تم ہماری گواہی پر ایمان لائے" (انجیل شریف، ۲۔ تھسلنیکیوں ۱: ۷۔۱۰)۔

باری تعالےٰ نے زندگی بخشی تو زیرِ نظر کتاب کا دوسرا حصّہ بھی انشا اللہ شائع کردیا جائیگا۔ اُس میں تاریخ کلیسیا کا احوال بیان کیا جائیگا کہ کہاں کہاں اور کِس کِس طرح حضور کلمتہ اللہ کے پیروکاروں نے آپ کے پیغام کو پھیلایا، کتنوں نے اپنے ایمان کی خاطر جامِ شہادت نوش کیا اور کِس کِس طرح رُوح القدس اُن شہدائے کرام کی تقویت اور حوصلہ افزائی کا باعث بنا۔ آپ اِن حقائق کا کسی حد تک انجیلِ جلیل کی ایک کتاب بنام "رسولوں کے اعمال" میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

حق کے سنجیدہ متلاشیوں سے حضور المسیح نے ایک نہایت حوصلہ افزا وعدہ فرمایا ہے کہ

"مانگو تو تم کو دیا جائے گا

ڈھونڈو تو پاؤ گے ۔۔۔

کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے

اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے"

(انجیل شریف، متی ۷: ۷۔۸)۔

نوٹ نمبر ۱

ضمیمہ

نسب نامہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

قطورہ
۶ بیٹے

حاجرہ
حضرت اسمٰعیل
۱۲ بیٹے

نبایوت
قیدار
ادبئیل
مبسام
مشماع
دومہ

مسا
حدد
تیما
یطور
نفیس
قدمہ

سارہ
حضرت اسحاق
حضرت یعقوب
(آپ کا نام اسرائیل بھی تھا)
۱۲ بیٹے

روبن
شمعون
لاوی
یہوداہ
اشکار

یوسف
بنیمین
دان
نفتالی
جد

نوٹ نمبر ۲

تاریخوں اور واقعات کا سلسلہ

پرانے زمانہ کے اہم واقعات کی تاریخات ہمیں کافی حد تک معلوم ہیں کیونکہ علمِ آثارِ قدیمہ نے مورخین کو واقعات کی تواریخ کی بہت حد تک جانچ پڑتال کے قابل بنا دیا ہے۔

رومی تاریخ سے ہمیں معلوم ہے کہ ہیرودیس اعظم ۴ ق-م میں وفات پا گیا۔ نیز یہ بھی معلوم ہے کہ حضور کلمۃ اللہ کی ولادتِ سعید کے موقع پر اُس نے آپ کو ہلاک کرنے کی امکان بھر کوشش کی تھی۔ اِسی سے آپ کی تاریخ ولادت ۴ ق-م متعین کی گئی ہے۔ مصنف کتاب ہذا حضور المسیح کی اِسی سن میں ولادت کا حامی ہے۔

نوٹ نمبر ۳

باپ

حضور المسیح نے ذاتِ باری تعالےٰ کے واحد ہونے پر بار بار شہادت دی ہے۔ اور آپ نے توریت شریف کے اِس فرمان کا متعدد بار اعادہ فرمایا کہ

"خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (انجیل شریف، مرقس ۱۲: ۲۹)۔

لہٰذا خُدا تعالےٰ کو "باپ" کہنے سے اُس کی وحدت سے ہرگز انحراف نہیں ہوتا۔ اِس حقیقت کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ لفظ "باپ" کبھی بھی جسمانی معنوں میں خدا کی ذات سے منسوب نہیں کیا گیا۔ اِس سے اُس رُوحانی تعلق کو ظاہر کیا گیا ہے جو خدا تعالےٰ اور اُن لوگوں کے درمیان ہے جو اُس سے محبت رکھتے ہوئے اس کے اطاعت گزار ہیں۔ انبیائے کرام نے متعدد بار خدا کو باپ کہہ کر پکارا جیسا کہ حضرت داؤد کے ذیل کے دو مزامیر سے بھی واضح ہے:-

"لیکن صادق خوشی منائیں۔ وہ خُدا کے حضور شادمان ہوں۔

بلکہ وہ خوشی سے پھولے نہ سمائیں۔
خدا کے لئے گاؤ۔ اُس کے نام کی مدح سرائی کرو۔
صحرا کے سوار کے لئے شاہراہ تیار کرو۔
اس کا نام یاہ ہے اور تم اُس کے حضور شادمان ہو۔
خدا اپنے مقدس مکان میں
یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرس ہے" (زبور شریف ۶۸ : ۴ - ۱۵)۔

" جیسے باپ اپنے بیٹوں پر ترس کھاتا ہے
ویسے ہی خداوند اُن پر جو اُس سے ڈرتے ہیں ترس کھاتا ہے۔
کیونکہ وہ ہماری سرشت سے واقف ہے۔
اُسے یاد ہے کہ ہم خاک ہیں" (زبور شریف ۱۰۳ : ۱۲ - ۱۴)۔
مزید صفحہ نمبر ۸۱ ملاحظہ فرمایئے۔

نوٹ نمبر ۲

خدا کا برّہ

بنی یہود کی تاریخ کے ابتدائی زمانہ میں ایک برّہ یا بزغالہ مخلصی کے نشان کے طور پر قربان کیا جاتا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم جب خدا تعالےٰ کے حکم سے اپنے بیٹے کو قربان کرنے لگے تو فرشتہ نے انہیں روک دیا اور ایک مینڈھا دکھایا جو انہوں نے اپنے بیٹے کے عوض قربان کیا۔ جس دن بنی اسرائیل ملکِ مصر کی غلامی سے نکلے تو اُس رات بھی خدا تعالےٰ نے انہیں برّہ یا بزغالہ قربان کرنے اور اُس کا خون اپنے دروازوں کی چوکھٹوں پر لگانے کے لئے کہا تاکہ وہ موت کے فرشتہ کے لئے نشان ٹھہرے۔ وہ برّہ یا بزغالہ بنی یہود کے ہر گھر کے پہلوٹھے کے عوض ذبح ہُوا۔

جب حضرت یوحنا (یحییٰ نبی) پیکرِ معصومیت حضور المسیح کو خدا کا برّہ کہا تو مومنین بنی یہود جو اپنی قومی تاریخ سے واقف تھے جان گئے کہ اُن کا مطلب یہ تھا

کہ حضور المسیح دوسروں کو بچانے کے لیئے اُن کے گناہ خود اٹھائیں گے اور اُن کے عوض اپنی جان دیں گے۔

عیدِ فسح کی تفصیلات صفحات نمبر ۲۳۴ تا ۲۳۷ پر ملاحظہ فرمایئے۔

نوٹ نمبر ۵

عیدِ فسح

اِس عید کی اہمیت صفحات ۲۳۴ تا ۲۳۷ پر بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ نمبر ۶

ابنِ آدم

حضور المسیح کے زمانہ میں مومنین بنی یہود اِس اصطلاح سے واقف تھے۔ دانی ایل نبی نے اِس کو اپنے صحیفے میں استعمال کیا تھا۔ مُقدسین نے دیگر کُتب میں بھی ابنِ آدم کا ذکر کیا تھا جسے خدا تعالےٰ بطور المسیح اِس جہان میں بھیجے گا۔ اِس اصطلاح کے استعمال سے ایک حقیقی متلاشی کو جان لینا چاہیئے تھا کہ آنحضور ہی موعودہ المسیح ہیں جو اُمت کو اُن کے گناہوں سے مخلصی دیں گے۔

اِس کے علاوہ یہ اصطلاح حضور المسیح کے انسانوں سے قریبی تعلق کو بھی ظاہر کرتی ہے۔ آپ کا پیشہ نجاری تھا۔ آپ غرباء سے بلا امتیاز ملتے تھے۔ آپ اپنی لاثانی اصل کے باوجود نوعِ انسانی کے قریبی دوست اور ہمدرد بن کر سچ مچ ابنِ آدم ٹھہرے۔

نوٹ نمبر ۷

اکلوتا بیٹا - خدا کا بیٹا

اِس اصطلاح کا مفصل بیان صفحات ۲۸۶ تا ۲۸۸ پر ملاحظہ فرمایئے۔ یہاں پر اِتنا

ذکر کرنا ہی کافی ہوگا کہ حضور المسیح بڑی صفائی سے اس حقیقت کی تصدیق فرماتے رہے کہ خدائے قدّوس واحد و وحید ہے۔ جب بھی انجیل جلیل میں حضور کلمتہ اللہ کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ تو یہ اصطلاح ہرگز جسمانی تعلقات کی طرف اشارہ نہیں کرتی۔ خدائے بزرگ و برتر روح ہے۔ وہ ازدواجیت سے مثتنا ہے

خدا کے بیٹے کا لقب خدا تعالےٰ کو باپ کہنے کے دوسرے پہلو کو پیش کرتا ہے۔ اس سے جسمانی تعلق کی بجائے گہرا رُوحانی تعلق سمجھنا چاہیئے۔

جب مسیحی حضرات حضور المسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو اکثر سامعین کو ٹھوکر لگتی ہے۔ ایسے تمام اصحاب سے التماس ہے کہ وہ کتاب ہٰذا کا شروع سے آخر تک مُطالعہ کرکے ہی آنحضور کی پُراسرار سیرت پاک کے بارے میں نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں۔

نوٹ نمبر ۸

خدا کی بادشاہی - آسمان کی بادشاہی

اِس اصطلاح کا پہلا اور بنیادی مطلب کسی بادشاہ کا مرتبہ اختیار اور حکومت ہے۔

انجیل شریف میں اِس سے زمینی سلطنت نہیں بلکہ روحانی بادشاہی مُراد ہے۔ جو لوگ دل سے خدا تعالےٰ کی مرضی کو قبول کرکے اُس کو اپنا بادشاہ مان لیتے ہیں وہ اُس کی رُوحانی بادشاہی کے شہری بن جاتے ہیں۔

خدا کی بادشاہی یا آسمان کی بادشاہی کے شہری وہ لوگ ہیں جو اپنے گناہوں سے تائب ہوکر خُدا کے مقرر کردہ روحانی بادشاہ حضور المسیح کے تابع فرمان ہوگئے۔

نوٹ نمبر ۹

محصول لینے والے

رومی حکومت، ٹیکس وصول کرنے کا ٹھیکہ نیلام کردیتی تھی۔ لہٰذا محصول کا

ٹھیکیدار رومی حکومت کا ایجنٹ بن کر عوام سے ٹیکس وصول کرتا تھا، اِس لئے عوام اُسے ملک دشمن غدار، اور غاصب سامراج کا حامی سمجھتے تھے۔ حضور المسیح اِس قسم کے تعصب کو نظر انداز کر کے ان تمام لوگوں سے جو خدا تعالےٰ کے پیغام کو سننے کے مشتاق ہوتے، میل جول رکھتے تھے۔

نوٹ نمبر ۱۰

پاک رُوح یا رُوحُ القُدس۔ رُوح

حضور کلمۃ اللہ نے پاک رُوح کی بابت بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے آپ کے موت پر فتح پانے اور آپ کے رفعِ آسمانی کے بعد زمین پر نازل ہونے والا تھا۔ خدائے برتر رُوح ہے اور قدوس ہے۔ چنانچہ ایک خاص جہت سے خدا کی رُوح نے حضور المسیح کی وفات کے پچاس دن اور آپ کے رفعِ آسمانی کے دس دن بعد زمین پر نزول فرمایا۔ پاک رُوح کے اس خاص نزول کی مبارک یاد میں حضور المسیح کے بیشتر پیروکار عید پنتکست مناتے ہیں۔

نوٹ نمبر ۱۱

مصلوبیّت۔ صلیب

تختۂ دار پر اذیت ناک موت صلیب کی شکل کو حسبِ ذیل خطوط سے ظاہر کرتے ہیں۔

رومی سنگین مجرموں اور حکومت کے باغیوں کو مصلوب کیا کرتے تھے۔ م

فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ

قرآن سے ایک انٹرویو

محمد رفیق چودھری
ایم۔اے (عربی و اسلامیات)

مکتبۂ قرآنیات ◎ لاہور